1319 618
136062


ر عموں زادہ سے کیا توقع ہوسکتی ہے نی طرف اکیلا در دیوار کھڑی کرلی - ان دنوں میں کشمیر کے
بلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳۱ - ر چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کرکے لاہور روانہ
روپیہ تقسیم کیا - یہاں حضرت شیخ نے تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا ۱۴۱ - دوسرے روپیہ ر جبر چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
خدمت بہت کرتا تھا ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
ایا قات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق ہے کے ئے سواد ہائے اعظم میں
خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلان تروں کو دو ہزار روپے ستعد جمع ہوگئے
میں تقسیم کردیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں - ۱۶ - کو پانی پت
میرے آبائے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی - اس شہر سے پہلے الٰہی
فتح عظیم حاصل ہوئی تھی ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں مرقوم ہے
دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں آ کر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا - تو
عجب اتفاق دلاور خان وہان آیا ہوا تھا - وہ جمنا سے اتر کر خود سپاہیانہ و قزاقانہ ایلغار
کرکے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے - انہیں دنوں میں لاہور سے ایسے
مقام و منزل میں عبدالرحیم بھی آیا ہوا تھا - دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہوکر میرا منتظر رہے - وہ گرانبار و
ترسندہ تھا - اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے
خطاب ملک انور اسکا پایا - ور نبرد میں صاحب اختیار ہوا - دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا
اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اکثر وریون اور سوداگر و لی وغیرہ
کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی - بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارہ
ہو جاؤ - اوسکے بعد دست اندازوں و ظالموں کے پنجہ سے بندگان خدا امین ہوئے
غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت
کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

آکی۔ ثانی الحال ہر ایک نے کسی کسی
سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور
سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں
میسل [illegible] ۔ ا ذی الحجہ کرنال میں پہونچ کر
یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل
...ہوانی اور زنگ کو ستاون منصبداروں کے ساتھ شیخ فرید کی کمک کے
...ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔
...رے میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دئے۔ ۲۴ ماہ مذکور کو خسرو کے
...ی بلوڑے آئے انجمین سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا اونکو میں نے ہاتھیوں کے
...ریتلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔
۱۳۔ فروری سنہ مرزا حسین و نور الدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۲۴ فروری کو
دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا
قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ
مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تھوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے۔ برج و بارہ کو استحکام
کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست بحیثیت تھی اوسکی مرمت کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں
لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی افواج قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے
اور شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کہ فی الجملہ
سرانجام ہوا تھا خسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کر کے
لڑائی شروع کی جائے ... وازن میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگا دی جاوے اور
اپنے نوکروں کو اوس نے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد تیں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو
وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک
دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور بیگ خان و حسین بیگ دیوان اور نور الدین قلی نے

618
136062



کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف اکیلا در دیوار کھڑی کرلی - ان دنوں میں کشمیر کے
تعیناتیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کرکے لاہور روانہ
ہوا - جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
ہوں - اہل قلعہ نے کشتیاں بھیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
قلعہ کے نو روز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
تو اوسنے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا - ہندوستان کے سواد ہائے اعظم میں سے
لاہور ہے چھہ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہوگئے
اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے
سرائے قاضی میں ۱۶ کو مجھے یہ خبر معلوم ہوئی - باوجودیکہ مینہ بہت برستا تھا میں نے
کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطان پور میں آیا - دوپہر تک یہاں ان پور
میں رہا حسب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع
ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تھا میں منہ میں نوالہ رکھنے کو تھا کہ جنگ کی خبر آئی بس یک
لقمہ شگون کے لئے کھاکر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال
کچھہ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا - جلیتہ خاصہ کو ہر چند طلب کیا مگر کسی
نے لاکر نہیں دیا ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کچھہ اور میرے پاس نہ تھا - خدا کے
بھروسہ پر روانہ ہوا - اول میرے ساتھہ پچاس سوار تھے اور کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ آج جنگ
ہوگی - گوبندوال کے پل تک چار پانچ سو بھلے سوار میرے ساتھہ ہوگئے - پل
گذرتا تھا کہ شمسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلدو میں
خوشخبر خان کا خطاب اوسکو دیا - میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لیے بھیجا تھا
ابھی آیا تھا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت اسقدر بیان کرتا تھا کہ اوس سے
میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تھا - باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تھی مگر اس سادہ لوح کو
کسی طرح باور نہیں ہوتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ جس لشکر کو میں نے دیکھا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پاسکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا سنگہاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پانؤں میں سر رکھا اور کہا کہ اقبال اوسے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ و فدویانہ سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کار نمایاں دکھاتے تھے ہراول بنے تھے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود نبرد دات مردانہ کرتا تھا سترہ زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مر گیا سادات بارہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے - اونہوں نے پانسو و ہزار ہزار بدخشی سواروں کو زخم لگاکے پارہ پارہ کردیا سید کمال کہ اپنے بھائیوں کی کمک کو گیا تھا - ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پامال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکھتا تھا شاہی لشکر کو ہاتھ آیا +

| | |
|---|---|
| که دانست کاین کودک خرد سال | شود با بزرگان چنین بدسگال |
| باول قدح دردے آرد به پیش | گدازد شکوه من و شرم خویش |
| بسوزاند اورنگ خورشید را | تمنا کند تخت جمشید را |

الہ آباد میں مجھے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تھے مگر اصلا یہ بات مجھے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تھی اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخاصمت پر ہو وہ پائداری کیا رکھتی ہے - ناقص عقلوں کی مشورہ سے میں بیجا نہیں ہوا عقل و دانش کے ساتھ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت درست کی برکت سے جو مجھے معاش ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بھاگا میں نے راجہ باسو جو کوہستان لاہور کا زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے اور میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جائے تو میں اوسکے پیچھے جاکر پکڑوں اور اگر

کابل میں وہ توقف کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جاوے تو کابل میں مہابت خاں
کو چھوڑ کر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا
تو خسرو ازبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بادولت کی خفت ہوتی جسوقت لشکر تعاقب
کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خان کو بیس ہزار روپیہ احدیوں کو
کو دیا تھا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں - ۲۲ کو لاہور سے ۹ کوس پر منزل
جیپال میں لشکر آیا - خسرو دریائے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی
رایوں میں اختلاف ہوا - افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تھے یہ چاہتے
تھے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پھیلائے حسین بیگ
کہ جسکے اہل و عیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تھا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تھا -
خسرو نے حسین بیگ کی رائے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اُس سے جدا ہو گئے
دریائے چناب شاہ پور کے گھاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ
روانہ ہوا - یہاں گھاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گھاس و لکڑیوں سے
بھری اوسکے آدمی لائے - خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور
راہ داروں و گذربانوں کو حکم ہوا تھا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار
ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہو گئے تھے حسین بیگ
نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گھاس و لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں
اس اثناء میں کمال چودہری سودہرہ کا داماد یہاں آیا - اوسنے دیکھا کہ ایک جماعت
رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا
حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اونسے ہوشیار رہنا چاہئے - اس
شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہو گئے - کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے
کشتی چلانے کی بلی چھین لی اور کشتی کو چکرایا - ہرچند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا
مگر کسی نے قبول نہ کیا - ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تھا اوسکو یہ خبر پہنچی

کہ رات کو ایک جماعت آپ جناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر بیٹے داماد
کمال نے بھی تیراندازی شروع کی۔ چار کوس تک کشتی خود چڑہاؤ پر پہنچ گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کہلی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تھا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تھا۔ ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سزاولی کے لئے بھیجا تھا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تھا۔ وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا۔ اسکا اہتمام ابوالقاسم خان نمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکھتا تھا۔ صبح روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا۔ اور دوسرے روز مجھے اوسکی
خبر ہوئی میں نے امیر الامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بھیجا۔ امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمید سے کرتا ہوں۔ اوروں کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچھا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جسے دین و دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اس تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا۔ دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا۔ روز پنجشنبہ ۳ محرم ۱۰۱۵ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پابزنجیر طرف چپ سے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبدالرحیم کو بائیں طرف کہڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کہڑا لرزتا اور روتا تھا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھہ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تھا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکو چپ کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بھیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کہالوں میں بند کر کے دراز گوش پر اولٹا بٹھا کے
شہر میں پہرایا۔ گائے کا پوست بہ نسبت گدہے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا حسین بیگ

ا پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گہٹنے سے دم نکل گیا عبدالرحیم خر کے پوست میں تھا خارج سے بہی اوسکو رطوبت پہنچتی تہی وہ زندہ رہا ۔
مرزا چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تہی میں نے روز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم مذکور تک کامراں کے باغ میں توقف کیا۔ بہروال جہاں جنگ ہوئی تہی وہ شیخ فرید کو میں نے عنایت کی اور مرتضےٰ خان کا خطاب دلادیا سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دورویہ داریں کھڑی کیں اور ایاق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تہے سیاست غیر مکرر سے جزا سزا دی ۔ اقبال نامہ میں یہ لکھا ہے کہ خسرو کو ہاتہی پر بہٹایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکہے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے اوسپر یہ حاشیہ بہی چڑہایا کہ خسرو کو یوں پہرایا کہ چوبدار سے یہ کہوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کرے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تہی اونکو ریاست و جیہ و جاہت جناب کے بہت کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی حسین بیگ جب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تہا تو ایک گہوڑا پاس رکہتا تہا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہو گیا اور ایسی آزادی کرنے لگا اوسکے مال میں سے سات لاکہہ روپیہ میر محمد باقی کے گہر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکہا ہوگا اور اپنے ساتہہ لیا ہوگا وہ ابہی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا ۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبدالرحیم کہ پوست خر میں بند کیا گیا تہا اور شہر میں پہرایا گیا تہا۔ پوست سگ اوسکو پہنایا گیا تہا اور کوچہ بازار قسم خیار سے اور مرطوب چیز وہ جو کچہہ اوسکو ہاتہہ لگتا وہ کہاتا۔ ایک دن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا۔ ایک رات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑ گئے مگر وہ زندہ رہا۔

چہوٹی توزک میں لکہا ہے جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اوسکے ساتہہ آرام پایوس ہوئے

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اونکو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام بہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن سے رہتے۔ اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار سپاہ سے شب خون ماریں +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب اور عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ [illegible] دوسرے دن صبح کو مجھے میر آقا قاضی علی ہیں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار سپاہ کے ساتھ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گو مینہ بہت برس رہا تھا میں نے خیموں کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریا کو گووندوال سے عبور کر کے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے آیا میں سلطان پور میں تھا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تھا اور میں کھانے کو تھا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کھایا کہ گھوڑا تیار ہو کر آیا اور میں اوس پر سوار ہو کر اوسکو دوڑایا۔ میں نے سپاہ کو اپنے ساتھ نہیں لیا۔ اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا۔ میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بھروسہ کر کے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا۔ میرے پاس دس ہزار سوار تھے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کر کے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گووندوال کے پل پر آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بھیجے +

[illegible] +

میں نے میر جلال الدین انجو کو خسرو پاس بھیجا کہ اوسکو یہ نصیحت کرے کہ گو تجھکو شیطان نے بہکا کے گمراہ کیا ہے کہ بڑا باپ سے جنگ کر رہا ہے اگر تو میرے ساتھ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے افعال بد سے رنجیدہ و نادم ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کرویگا اس جوابدہی سے بچیگا کہ خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا کی جان لینے کی کرنی پڑے گی۔ اگرچہ خود دل میں اوسنے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں جائے

ادھر اوسکے فتنہ پرداز و باش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا
کہ اب تیغ زنی کے سوا کوئی اور بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانے گا
اوسکے سر پر تاج رکھے گا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکش بیٹے
کے لئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی۔ میں نے شیخ فرید کو حکم بھیجا کہ اب جنگ میں درنگ نہ
کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا۔ بہادر خان اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے
عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا۔ دو گھنٹے دن چڑھے
سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب
میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گھوڑے سے اوتر کر ایک سنگاسن میں اسلئے بیٹھا تھا کہ اس طرح کے
ہنگامہ میں کوئی اسے پہچانے گا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا۔ بہادر خان نے اسے پہچان کر
گھیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھ کر کہ کوئی بھاگنے کی راہ نہیں ہی
تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسنے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود
ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کھائی +

میں گوبند وال کے پل کے سر پر اندیشہ کر رہا تھا کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ میر جمال الدین
مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں نے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکھی ہے اور مجھے شبہ ہے
کہ شیخ فرید انکو مغلوب کر سکے اوسکی سپاہ اور بہادر خان اوزبک کی سپاہ ملکر چودہ ہزار سوار سے
زیادہ نہیں ہے۔ میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر
آئی۔ میر جمیل الدین نے گھوڑے سے اوتر کر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے
اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے اب تک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابھی یہ بات پوری
کہنے نہ پایا تھا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے
سامنے اپنا سر زمین پر رکھا۔ یہ دیکھ کر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے ۔ دونو شیخ فرید اور ابو قاسم (بہادر خان) نے اپنی بڑی جوانمردی اور بہادری دکہائی تھی اسلئے دونوکو میں نے پنجہزاری منصب دیا اور اوسکے ساتھہ نقارہ و علم اور اسپ مع ساز مرصع اور کمربند مرصع عنایت کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا شیخ فرید پہلے دوہزاری امیر تہا اب میں نے پنجہزاری کر دیا سیف خاں پسر سید محمود عمدہ خدمات بجا لایا اور سترہ زخموں سے کم اوسکے نہیں لگے اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چند روز زندہ رہکر مرگیا۔

خسرو کے دو سپہ سالار سید حل لول اور اوسکا بہائی نقارہ شاہی کی دہوں دہوں سنتے ہی لڑائی کے ابتدا میں بہاگے چار سو اویماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو آدمی قید ہوکر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دکروڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتہہ میں آگیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوے کہ کون تہے اس پنجشنبہ کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد اسلئے بنایا تہا کہ ہاتھیوں کی کشتی کا تماشا دیکہا کرے ۔ یہاں بیٹھہ کر میں نے حکم دیا کہ تیر چوبیں دریا راوی میں گاڑی جائیں ان سات سو مفسدوں کو جو خسرو کے ساتھہ بغاوت کی سازش میں شریک ہوئے تہے زندہ کہال کھچوائی اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لئے نہیں ہے کہ وہ دیر تک تکلیف میں سسکتے رہیں ایسی عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں ۔ میرا خزانہ آگرہ میں تہا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی ابتدا سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے +

۲۶ صفر کو سنہ ۱۰۱۵ کو میں دار السلطنت آگرہ میں آیا کم بخت خسرو نے اپنی بد افعالی کی ندامت کے سبب سے تین رات دن تک کہانا نہ پیا اور روتا رہا غم و غصہ بہوک و پیاس میں گھلتا تہا اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوسنے آخر یہ چاہا کہ زندہ رہنے کے لئے کچھہ کہانا ضرور ہے ۔ اگر وہ نہ کہاتا تو تین رات دن تک کہانے سے چوتہے روز

مرجاتا۔ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھ لو
بادشاہ بہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا۔ دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام مین
صوبہ گجرات و دکن بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے اگر جانا مصلحت ہے۔یہ تجویز جہانگیر کو اس لئے
پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ قندھار کی طرف قزلباش
فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار
قندھار پر چڑہ آئے اور اوس کا محاصرہ کرلیا۔شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے
کہ مردانہ پاؤں جماکے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح
بیٹہا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکہتے تہے۔محاصرہ کے دنون میں کمرنہ باندھی۔
سروپا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکہا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ قلعہ سے باہر
لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بہیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر قزلباش نے اوس کا تین
طرف سے محاصرہ کر رکہا تہا —— جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں
پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا۔اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا
غازی بیگ ترخان بہیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصبدار اور امیر روانہ کیئے
اوسکے ہمراہی بقرا خان کو تینتالیس ہزار روپیہ اور قلیچ بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ
مدد خرچ کے لئے ملا۔اس خدشہ کے رفع کرنے کے لیئے اور کابل کی سیر کے لیئے بادشاہ
نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاء بیاہ کے کنارہ پر مصر ارجن رہتا تہا۔اوسنے خسرو کے ہاتہ
پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لئے لگایا اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا
اور مال اور اسباب و مکان و منازل اوسکے سب ضبط کیئے خسرو جب لاہور میں تہا
راجو اور انبا نے لوٹ مار مچائی تہی راجو کو دار پر کہینچا اور انبا سے ایک لاکہہ پندرہ ہزار
روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا جب خسرو بہاگا تہا تو میں نے یہ قرار دیا تہا کہ
جب تک خسرو کو نہیں پکڑ لونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تہا کہ خسرو ہندوستان

[illegible]

[illegible]

پرویز کا آنا +

جانب اپنا رخ پہیریگا - ایسی حالت مین دار الخلافہ آگرہ کا خالی چہوڑنا صلاح ملک داری سے بعید تہا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سرا پردگیان محل مقدس و گنجہائے عالم کا مدفن تہا اسلئے جب مین نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب مین توجہ کی تو پرویز کو لکہا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بہاگا اور سعادت تیرے پاس آئی - مین نے اوسکے تعاقب مین یلغار کیا ہے مہات رانا کو مقتضائے واصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ مین آجا - پائے تخت اور خزانہ تجکو حوالہ کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسکے کہ پرویز پاس حکم پہنچے رانا نے عاجز ہوکر آصف خان پاس آدمی بہیجا کہ مین اپنے کئے سے خجل و نادم ہون - امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہو شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرلو کہ مین اپنے بیٹے باگہہ کو اس پاس بہیجدون - پرویز اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آ یا کرن کو بہیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصف خان اور دولت خان باگہہ آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گڈہ مین شہزادہ کی خدمت مین باگہہ آیا - پرویز راجہ جگناتہہ اور امراء تعینات کو لشکر مین چہوڑکر خود آصف خان اور چند اور اہل خدمت کے ساتہہ آگرہ کو روانہ ہوا - اور باگہہ کو درگاہ والا مین بہیجا جب وہ حوالی آگرہ مین آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ - وہ نہایت شوق سے ایام برسات مین دور دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور مین نے دس ہزاری منصب اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا +

دانیال کی اولاد +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تہیں بیٹون کے نام طہمورث - بایسنقر ہوشنگ تہے مین نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسکا گمان ہی نہ تہا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتہہ رہے اور باقی کو مین نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبرگیری کریں +

یہ میرے باپ کا ضابطہ تہا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کرکے مقرر کرتا تہا۔ اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کوفت و بیماری سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آے تو دوسرا حاضر ہوتا کہ کاموں اور مہمات مین بندگان خدا معطل نہ رہیں۔ میں بھی اس ضابطہ کا پابند تہا۔ بندیل کہنڈ مین امچند رسپر مدہکر کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تہا عبداللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کرکے گرفتار کیا اور کالپی میں لایا۔ اور پہر میرے پاس بہیجا میں نے اوسپر ایسی مہربانی کی جسکا خیال بہی اوسکو نہ تہا اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سواروں کی جمعیت رکہتا تہا اور بڑا فساد مچایا تہا جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگہ ولد راے رایسنگہ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبدالرحمن بن شیخ ابوالفضل نے لڑکر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل میں بہاگ گیا+

بست دوم ذیقعد ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰۔ مارچ ۱۶۰۶ء کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق جشن ہوا۔ اوس روز عرایض قندہار سے مجھے معلوم کہ لشکر بسرکردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تہا وہ ۱۳ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۵۶ کوس بہاگ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا تہا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتہ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ ان کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کرکے اور ملک سیستان کو اپنے ساتہ متفق کرکے حسین خان حاکم ہرات پاس آدمی بہیجکر اوس سے کمک طلب کی اوسنے بہی ایک جماعت کی ان سب نے متفق ہوکر چڑہائی کی۔ یہاں کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ میں سردار دا اگر شکست ہوگی تو قندہار ہاتہ سے جائیگا۔ قلعگی جنگ سے بہتر جانا اور قلعہ داری کی ٹہرائی اور تیزرو قاصد میرے پاس بہیجے۔ میں لاہور میں تہا اس خبر کے

سنتے ہی ایک فوج کلان اور امرا او رمنصبداروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے
اسکے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فراہ نے مع اس نواح کے
بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے اس بات کو نامناسب سمجھکر حسن بیگ
کے ہاتھہ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑکر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے
چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ سے محبت وموالات قدیم سے ہے۔ یہ جماعت پہلے
اسکے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے
تہے حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ
یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑہ آئی تہی ایسا نہ ہو کہ حضور کی خاطر پر
گرانی ہو۔ اسلئے میں حاضر ہوا ہوں غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خان
کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تہا
کہ اپنے آبا و اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراءالنہر کو فتح کروں اس لئے میں
چاہتا تہا کہ ہندوستان کو مفسدوں ومتمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کرلوں
اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ
وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز
کو رانا کی دفع کے لئے بہیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکہتا تہا کہ اس اثناء میں
خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنہ
کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت
وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پایۂ تخت
کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں ملا جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور ان
لوگوں نے جو قندہار کا محاصرہ کر رکہا تہا اونکی شورش بہی بہل طور پر دفع ہوئی تو دلمیں
آیا کہ کابل میں جاکر سیر وشکار کیجئے کہ وہ بہی وطن مالوف کا حکم رکہتا ہے پہر ہندوستان
آیئے اور اپنے ارادوں کو قوت سے فعل میں لائیے +

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آمیز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا۔
اور چار روز یہان توقف کیا - ۱۹ فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس
باغ مین بسر کیا اور بعض اپنے بندون کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسین بیگ
فرستادہ دارائے ایران کو عنایت کئے قلیج خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی
کو لاہور مین متعین کیا کہ اتفاق کے ساتہہ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں
دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے
سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہون میں ہے اوسکے حوالی
مین میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام ہنس راج تہا منار بنایا گیا ہے - یہ آہو آہوان
جنگی میں اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تہا اور اس مینار پر ملا محمد حسین کشمیری نے
کہ خوش نویسون میں سرآمد تہا یہ نثر ایک پتہر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دل کش

آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نور الدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یک ماہ از وحشت صحرا
برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنا بر ندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا
نکند و گوشت آنہا بر ہندو و مسلمان حکم گوشت گاو و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر

او را بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار
تہا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے - پنجشنبہ ۱۲ کو [illegible] الدین منزل
ہوئی - روز شنبہ ۱۶ کو ایک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل [illegible]
کہ میر قوام الدین نے وہان کی کروڑی سے بنوائی تہین دو کوچ میں [illegible] چناب
کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۱۳ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کر کے پرگنہ [illegible]
حوالی میں گجرات منزل ہوئی جب والد ماجد کشمیر کو جاتے تہے تو دریا [illegible]
قلعہ تعمیر کیا تہا - گوجرون کا گروہ جو اس نواح میں دزدی اور راہزنی کرتا تہا اس کو
اس قلعہ میں لا کر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجرون کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکہ کر
علیحدہ پرگنہ مقرر کیا - گوجرون کی قوم کشت و کار کم تر کرتی ہے اور شیر و جغرات پر [illegible]

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص پور رہ میں منزل ہوئی اسکو
خواص خان غلام شیر خان نے آباد کیا تھا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام
ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گھٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑھے
بوڑھے آدمی کہتے تھے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پھر اولے مرغی کے انڈے کی برابر
پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور
مقربوں کے ساتھ کشتی میں عبور کیا کشتیاں کم تھیں میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں
لا کر از سر نو پل باندھیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا کشمیر میں
دریائے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے تریاگ اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں تریاگ
سانپ کو کہتے ہیں ظاہر اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں
دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تھا شہر کشمیر سے دہ بیس کوس ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا
ہے تخمیناً بیس گز سے بیس گز ہوگا۔ اس نواح میں بالصنت مندوں کی عبادت گاہ کے آثار
سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے
عمق کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے
تک دکھائی دیگا۔ میں نے سنا تھا کہ چشمہ تھاہ نہیں رکھتا اسلئے میں نے رسی میں پتھر باندہ
کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑھ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ
کو پتھر سے بستہ کر کے اوسکی اطراف میں باغیچے لگائے۔ جو کو اوسکی جدول بنایا اور دور چشمہ
پر ایوان اور خانے بنائے تھے اس مقام کو ایسا مرتب کر دیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے
کہتے ہیں کہ ایسی جگہہ کم نشان ہے۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پام پایم پور میں چشمہ کا پانی پہنچتا
ہے تو زیادہ ہو جاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہہ
یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا ہوتا ہے
میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتھ موسم گل زعفران میں آیا تھا۔ تمام عالم کے پھولوں
میں اول شاخ بعد ازاں برگ پھر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر اسکے اندر ہوتے ہیں اور در- ازی میں ایک پور کی برابر
زعفران یہی ہوتا ہے - وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ڈہیلوں میں پیدا
ہوتا ہے - بعض زعفران زار ایک کوس اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بھلے
عمدہ نظر آتے ہیں - اوسکی بو کی تیزی سے میرے مقربوں کے سر میں درد ہونے لگا - باوجودیکہ
مجہے شراب کا نشہ تہا اور شراب کا پیالہ پیتا تہا مجہے بھی دردسر ہوا - حیوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تہے میں نے پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی عمر بھر
دردسر اونکے تصور میں بھی نہیں آیا - اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے ہیں
اسکے داہیں باہیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گذرتا ہے - عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بسبب کثافت
کھاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آبگیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے پکلی
اور دنتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں رود خانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے اور یہ موضع
بھی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریاء بہت کے قریب ہے - یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سرسبز و خورم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے کہڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گہیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ وسہ برگ ہے اوسکے
اوپر فرش بچھانا بیدردی اور بدسلیقگی ہے - اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بارو شاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں - اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں -
کشمیر میں اوسکی عمارات وعلامات وآثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آبگیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض وطول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا یا زین

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے ایک آب گہری عمیق ہے اول اس میں کشتیوں میں پتھر بھر بھر کر ڈالے مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا پھر کئی ہزار کشتیاں پتھروں سے بھر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت و جانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک صفہ بنایا اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں - ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش کے واسطے ترتیب دیا - اکثر اوقات کشتی میں بیٹھہ کر وہ یہاں آتا اور بہت دنوں چلے کھینچتا - ایک دن ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجھہ کر شمشیر کشیدہ آیا - مگر جب باپ پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری و شکوہ صلاح سے سراسیمہ و مضطرب ہوکر اُلٹا پھر العبد ایک لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اسی بیٹے کے ساتھہ کشتی میں بیٹھہ کر شہر کو روانہ ہوا اور اثنا راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں اپنی تسبیح بھول آیا ہوں کشتی پر سوار ہوکر میری تسبیح لے آ - بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹے نے دیکھا یہ سعادت اندوے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کی غرض اس طرح کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تھا (اب ان جھوٹی جھوٹی باتوں کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں کے اوضاع و اطوار سے جانتا تھا کہ وہ حکومت و ریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں تو اوسنے اونسے کہا کہ مجھے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی - اور تھوڑے دنوں میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچوگے یہ بات کہہ کر اوسنے کھانا اپنا چھوڑا اور ایک چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکھوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے ساتھہ عبادت الہی میں مشغول ہوا - اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کرکے جوار حق سے پیوستہ ہوا - اوسکے تین بیٹے آدم خان حاجی خان - بہرام خان آپس میں لڑے اور سب غارت ہوئے اور کشمیر کی حکومت جماعت چکان کو ہاتھہ لگی جو اس ملک کے سواد اعظم الناس میں تھے اور سپاہی کا پیشہ رکھتے تھے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

صفہ مذکور کے تین ضلعوں میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچتی تہی کیشمیر کی خزان و بہار دونو دیکہنے کے قابل ہیں مینے فصل خزان دیکہی اوسکا حال جو سنا تہا اوسسے بہتر پایا۔ اوسکی فصل بہار نہیں دیکہی سو امید ہے کہ کسی دن دیکہونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بہت کے کنارہ سے ایک روز درمیان قلعہ رہتاس میں آیا جسکو شیرخان نے بنایا ہے۔ اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ اسسے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی۔ یہ زمین گکہرون کی ولایت کے قریب ہے اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے یہ قلعہ خاص اوسکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے بنایا گیا ہے کچھہ بنا تہا کہ شیرخان مرگیا۔ اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا بنانے کی توفیق ہوئی۔ قلعہ کے دروازوں کے پتہرون پر قلعہ کی تعمیر کا خرچ کندہ کیا ہے۔ ۱۶ کروڑ دس لاکہہ دام کسرے نہ لیئے، اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان کے حساب سے چالیس لاکہہ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ ہر کرو پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گکہروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ اور وہاں سے بہکرا کی دہ میں آیا۔ اسی جماعت کی زبان میں بہکرا ایک بستیہ ہے جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تلہ سے بہکرا تک تمام راہ میں رودخانہ کے درمیان آیا اوسمیں پانی رواں تہا اور کنیر کے پہول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکہاتے تہے نہایت رنگین و شگفتہ تہے۔ ہندوستان کی زمین میں یہ پہول ہمیشہ شگفتہ و بہ بار رہتا ہے اس رودخانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تہے میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادہ میرے ہمراہ ہیں اس پہول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پہ یہ پہول نہ ہوں اوسکی دستار اتار لی جائے یوں مجہے ایک عجیب گلزار رہا تہا لگا۔ روز پنجشنبہ ششم کو حسن ابدال میں منزل کی یہاں گل پلاس ٹیسو شگفتہ تہے۔ یہ پہول بہی ہندوستان کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جڑ اوسکی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سرخ کے بوٹے کی برابر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اوس پر نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سحاب تہا اور پھوار پڑتی تہی تو میں نے شراب پی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتھہ راہ طی کی۔ اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو مارگلہ سے ہتیا تک پونھوار (پنھوار) کہتے ہیں۔ ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے۔ رہتاس سے ہتیا تک لوگ بال کا ملک کہلاتا ہے لوگ مال گکھروں کے ساتھہ خویش وہم جد ہے روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کرکے پکہ میں منزل کی۔ پکہ اوس کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ اسمیں اینٹ کی سرائے بنی ہوئی ہے۔ یہ بڑے پر گرد و تنگ منزل تہی راہ کے ناخوش ہونے کے سبب سے بڑی مشکل سے ارابے منزل پر پہونچے۔ اس جگہ لوچ (کہتاساگ) کابل سے لائے تہے اکثر اسمیں سے ضایع ہوگیا۔ روز شنبہ ہشتم ساڑہے چار کوس کوچ کرکے موضع کورمیں (کھر) منزل ہوئی۔ گکھروں کی زبان میں کھر جراور شکستگی کو کہتے ہیں۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں۔ روز یکشنبہ نہم کو راول پنڈی سے گذر کر منزل نزول ہوئی اس موضع کو راول ایک ہندو نے آباد کیا تہا اور یہاں کی زبان میں پنڈی دہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب درہ کے درمیان پانی کی رو جاری تہی۔ اس کے آگے تال تہا جسمیں رو کا پانی آنکر جمع ہوتا تہا سر منزل صفائی سے خالی نہ تہا میں اس جگہ اترا اور گکھروں سے پوچھا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اونہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور بیان کیا کہ باپ داداسے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی جرأت نہیں ہوتی۔ میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چہوڑی جائے وہ تمام حوض میں تیر کر باہر نکل آئی پھر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بھی تیر کر سالم نکلا اس سے معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اوسکی کچھہ اصل نہ تہی۔ اس تال کا عرض ایک تیر انداز کی برابر ہوگا۔ دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھروں نے ایک

گنبد بنایا تھا-اور وہاں آنے جانے والون سے باج لیتے تھے-اس گنبد کا اندام خربوزہ
سے مشابہت رکھتا تھا اسلئے اوسکا نام یہی مشہور ہوگیا-سہ شنبہ یازدہم کالا پانی میں آیا
اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے-ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں
اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تھے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تھے
گکھڑونکی ولایت یہان تک ہے-یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی
رہتی ہے ہر چند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچھہ فائدہ نہیں ہوا-
جان جاہل بسختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہی)
روز چہارشنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی-شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے
جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے-کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے
کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں-اس آبشار کا جو آب گیر منبع ہے اسکے
درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تہی-اس آب گیر میں آدہ اور پاؤ گز
لمبی مچھلیاں بہت سی ہیں-اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربون
کے ساتھہ شراب پی اور مچھلی کا شکار کھیلا-ابتک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بھنور
جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تھا-اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں-اسکو میں نے
اپنے ہاتھہ سے ڈالا اور دس بارہ مچھلیاں پکڑیں اور پھر اونکی ناک میں موتی ڈال کر
چھوڑ دیا-یہاں کے متوطنوں اور مورخون سے حسن ابدال کا حال کچھہ نہ معلوم ہوا-
جسنے پوچھا اوسنے مشخص جواب نہیں دیا-یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہہ وہ ہے جہان دامن
کوہچہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت بہی
رکھتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

در تہ آبش از صفا ریگ خرد کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خانی نے جو والد بزرگوار کا وزیر مدتون تک رہا ہے ایک صفہ
بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے پاس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لئے بنایا تہا مگر
بحسب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب نہ ہوئی۔ حکیم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بہائی حکیم ہمام
میرے باپ کے بڑے مقرب تہے یہاں مدفون ہیں۔ پانزدہم کو امرد ہی میں منزل ہوئی
یہاں ایک عجب سبزہ زار ریگ ستی دیکہا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں
اور اوسکے حوالی میں سات آٹہہ ہزار خانہ کہاتر اور دلازاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح کے
فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی سرکار ظفر خان
پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلازاکون
کو لاہور کی طرف وہ بہیجدے اور کہاتروں کے سرداروں کو پکڑکر محبوس و مقید کرے
روز دوشنبہ ہفتدہم یک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریای نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا
اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار پانصدی ملا۔ یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تہا
اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تہی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے۔ دریای
نیلاب طغیانی پر تہا۔ اٹھارہ کشتیوں کا پل بندہا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا۔ امیر الامرا ایسا
ضعیف اور بیمار تہا کہ میں نے اٹک میں اوسکو چہوڑا اور بخشیوں کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت
لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی۔ سوائے نزدیکوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور
نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں رہیں۔ اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند
خاصوں کو ساتہہ لیکر جالہ پر سوار ہوکر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تہا جسکے
سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو
اباسین کہتے ہیں اور کالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمسایگے
ہندو سندہ کہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے اپنے دہرم شاستر میں بھی نام پڑھا ہے)
اور دریاے کامہ کے کنارہ پر فرودگش ہوا۔ یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریاے کامہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے۔ وہاں دریاو کابل سے
دریاکو نیر ملتا ہے) کونیر کو بہی کامہ کہتے ہیں جسکے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکہا ہے

136062

وسکواب اکثر لنڈی ماند کہتے ہیں پنجکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریبًا جنوب میں بگرام
پیشاور کے سامنے دریا کابل میں ملتی ہے جلال آباد سے پیشاور تک او سکو کامہ کہتے
ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے تربیت دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بھری
ہوئی مشکیں باندہتے ہیں اس ولایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں
میں پتھر ہوتے انہیں وہ کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں - بارہ ہزار روپیہ شریف
آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دیے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں - اور
عبد الرزاق معموری اور بہاریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفر خان کے
ساتھہ چھوڑی گئی ہے اوسکے لیے سامان تیار کرکے روانہ کریں - یہاں سے ایک منزل
درمیان سرائے بارہ میں منزل ہوئی - سرائے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف
ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تہا کہ وہ یوسف زئی افغانوں کے استیصال کے
واسطے گیا تہا اور اوس کو نوشہر سے موسوم کیا تہا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب
خرچ ہوا تھا - کہتے ہیں حضرت ہمایوں نے اس سرزمین مین گورخر کا شکار کہیلا تہا اور مین نے
اپنے باپ سے سنا کہ اونسے اپنے باپ کے ساتھہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکھا تہا -
روز پنجشنبہ بست و پنجم سرائے دولت آباد مین فروکش ہوا - احمد بیگ کابلی جاگیردار
پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکوں کو ساتھہ لیکر میری ملازمت میں آیا احمد بیگ
کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیر خان افغان کو یہ ولایت عنایت کی
چہارشنبہ بست و ششم باغ سردار خان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس
نواح میں جوگیوں کے معبد گھورکھتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر
آئے کہ اوسکی صحبت سے فیض یاب ہوں مگر فقیر تو حکم عنقا اور کیمیا کا رکھتا ہے - ایک گلہ بیکس
بے معرفت نظر آیا جسکے دیکھنے سے تیرگی کے سوا کچھہ نہیں حاصل ہوا - روز پنجشنبہ
بست و هفتم کو جمرود میں نزول ہوا روز جمعہ بست و ہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد
میں منزل ہوئی یکشنبہ بست و نہم کو کوتل باریک سے گذر کر غریب خانہ میں اترا - سہ شنبہ دوم صفر

لیساول میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے
اصلا درخت و سبزہ وہاں نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد نے میں
سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے ـ امیرالامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی تہی
اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت
میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بہول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا
وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی ـ رود خانہ میں ایک سنگ سفید تہا میں نے
حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصراع جو تاریخ ہجری کے مطابق
ہے نقش کیا جائے ـ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ ـ ۳ صفر کو کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے
آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات حضور مکرر میں نے سنے تہے ـ ایک وہیں سے یہ تہا کہ کسی
مسلمانی لولی عورت کو اوسنے اپنے گہر میں ڈال لیا تہا ـ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت
نہو اسکے ماں باپوں کو مار کر اونکو اپنے گہر میں گور میں دفن کر دیا تہا اول اوسکو قید کیا اور
تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس ہے ـ اور سگبانوں اور
حلال خوروں کے ساتہہ کہانا کہلایا جائے ـ پہر سرخاب میں بعد اسکے جلد لک میں منزل ہوئی ـ یہاں
چوب بلوت دیکہی جسے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں ـ پہر پہورت
بادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پہر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور جنگل موش بہ ان جسکو
ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجہے دکہایا گیا ـ اور لوگوں نے کہا کہ جس گہر میں یہ جانور ہوتا ہے
اوسکے پاس چوہا نہیں پہٹکتا اسلئے اوسکو میر موشاں کہتے ہیں میں نے ابتک اپنی عمر میں اوسے
دیکہا نہ تہا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کہینچیں وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور اوسکی
صورت بلی سے مشابہت رکہتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ و تادیب کے لئے تعین کیا اور عبدالرزاق معموری کو
جو اٹک میں تہا حکم دیا کہ دہنداس پسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکہہ روپیہ جمع کرکے
اوس لشکر بندگو کمکی کو مکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بہی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے

+ امیرالامرا

شیخ عبد الرحمن ولد شیخ ابو الفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار و پانصد سوار اور
افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا او قلعہ بنگش
کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اوسکی تحویل میں دیا گیا۔ اور دلاور خاں افغان کو
سرکار رنتھنبور مرحمت ہوئی شنبہ ہیزدہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں
میرا لشکر اترا ہوا تھا دو رویہ فقرا اور محتاجوں پر روپے اٹھنیاں چونیاں بکھیر گئے اور میں باغ مذکور میں
داخل ہوا۔ اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے
ہم سالوں اور ہم سنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پھلانگیں اکثر نہ پھلانگ سکے اور کئی
اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں بھی پھلانگا۔ مگر جس چستی و چالاکی سے کہ بیس سال کی عمر میں
اپنے باپ کے سامنے پھلانگا تھا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پھلانگ سکا۔ اسی دن کابل
کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پھرا۔ ایک قطعہ زمین اوس کے مالکوں سے
خرید کر کے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہاں آرا رکھا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک
میں کابل میں ہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ
لب کنار جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرح بخش اور دوسرے کو سایہ بخش
کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہو نصب کریں
اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اوسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکھیں کہ
کہ زکات و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف این عمل نماید
بغضب و سخط الہی گرفتار آید۔ میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تھے ہر سال
اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تھا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت
رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں
اور غزنین کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دلخواہ
بر آمد ہوئے میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ ہیزدہم صفر کندہ کیا جائے
کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تھی اور تاریخ ہجری کے مطابق تھی کابل کے جنوب و یہ

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر میں سے تراش کر بنایا تھا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھ کر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک کونہ میں ایک حوض بنایا تھا جس میں دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پر یہ عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیرالدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان خلد اللہ ملکہ فی ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے جو حوضچہ اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھ کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونوں حوضچوں کو شراب سے بھر دیا اور جتنے ملازم میرے ساتھ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ لکھی بادشاہ ملاذ ہفت اقلیم جہانگیر بھی کندہ کرانے کا حکم دیا +

واقعات بابری

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لئے واقعات بابری میرے مطالعہ میں رہتی تھی وہ ساری سوا ساڑھے چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تھی سو میں نے اپنے ہاتھ سے ان چار جزوں کو لکھا اور ان اجزاء کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکھی جس سے معلوم ہو کہ میں نے یہ اجزاء لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہوں لیکن ترکی زبان کے بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو خیابان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کرکے گھوڑ دوڑ کرائی اسپ تنگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بھیجا تھا وہ سب گھوڑوں پر سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل پر مقرر کرکے ہندوستان کو روانہ ہوں راجہ نرسنگھ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادرزادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تھا پکڑ لیا اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۲ صفر کو میں نے خسرو کو بلا کر اوسکے پانوں سے بیڑیاں اتروائیں اور شہر آرا باغ کی سیر کی اجازت دی مہر پدری نے نہ مانا کہ میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے اعمال ناشائستہ مکرر ظہور میں آئے تھے اور ہر طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تھا۔ مگر مہر پدری نے

جا رہنے دی کہ میں اسکی جانکا قصد کرون باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری میں ایسے امور میں اغماض کرنی
پسندیدہ ہے اسکی تفصیل یہ ہے جسنے چشم پوشی کی اور اوسکو نہایت آسودگی اور رفاہیت میں نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اوسنی بعض
نا عاقبت اندیشونکے پاس آدمی بہیجے اور اونکو فسادکی اور میرے مارنیکی ترغیب دی اور وعدون کا امیدوار کیا
ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکرنے آپس میں اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب میں کابل میں اور
اوسکی اطراف مین شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم وحفظ
بادشاہون کا حافظ وپاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جسدن کہ میں
سرخاب میں میں اترا تہا اس جماعت میں سے ایک آدمی سر کہولے ہوئے خواجہ
ویسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اوسنے کہا کہ خسرو کے فساد پیدا کرنے سے
فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح ونورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان وشریف پسر اعتمادالدولہ
پانسو آدمیوں سمیت آپکے قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت طلب قابو جو میں
خواجہ ویسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہوکر میرے پاس
دوڑا آیا اور یہ ماجرا سنایا میں نے خرم کو دعاے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا
کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون
پہر میرے دل میں آیا کہ میں برسر سفر ہوں اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہمی
خوردگی ہوگی اسلئے میں نے فساد وفتنے کے سردارون کو حکم دیا کہ گرفتار کیے جائیں
فتح اللہ کو مقید ومحبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور نامی بے سعادتوں کو مع تین چار
بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا +

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جس میں جہانگیر قلی خان
کا خط ملفوف تہا۔ اوسمیں لکہا تہا کہ سیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان
بردوان علاقہ بنگالہ میں علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی رات کو
مرگیا اور اوسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مار ڈالا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی
مذکور شاہ اسمعیل ثانی والی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخانان سے ملا۔ جو ٹھٹہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخانان نے اوسکو غائبانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات پسندیدہ کیں خانخانان نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلوایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اوس سے ہوگیا۔ جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر۔ سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا جب بادشاہ ہوا تو اوسکو صوبہ بنگال میں جاگیر دی جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بناکے رخصت کیا اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً قطب الدین خان اوسکے طرز سلوک اور معاش سے بدمظنہ ہوا ہر چند اوسکو بلایا مگر وہ نہ آیا دور دراز کا رعذر کرتا رہا۔ اور نا درست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے اگر اوسکے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو کردار ناہنجار کی سزا دے اس فرمان کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اوسکے استیصال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز توزک اور سلوک کی ہے قطب خان نے آدمیوں کو منع کردیا اور تنہا اوس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے اوس سے پہلے کہ کوئی اسپر وار کرے قطب خان کی پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دونو

ہاتھون سے بیٹ پکڑ کر چلا۔ یا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خان کشمیری نے کہ اوس کے غلاموں میں تہا اور شجاعت وجلاوت رکہتا تہا گہوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔ شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسسے اوسکا کام تمام ہوا۔ پھر قطب الدین خان کے آدمیوں نے گہیر کر اوسکو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال لکہا ہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکہینگے گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے +

۲۔ ذی الحجہ ۱۰۲۰ھ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکتہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ بر سر راہ واقع تہا میں نے یہ خیال کر کے کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہون تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تہا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں جاکر وہان سے زیارت کی نیت کر کے پیادہ پا مقبرہ پر آؤن جو شہر سے ڈہائی کوس ہے

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرائے میں کہ قلعہ کے اندر ہی داخل ہوا۔ راہ میں پانچہزار روپیہ اُن فقیرون میں تقسیم کیا جو راہ میں دو رویہ کہڑے تہے۔ اس دن راجہ نرسنگہہ دیو نے ایک سفید چیتہ لا کر پیش کیا۔ اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طوبقان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تھا۔ اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تہی اور اوسکی سفیدی بدن بہی کچہہ نلاہٹ رکہتی تہی

۰۔ محرم ۱۰۲۱ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چار صدی ذات کا رکہتا اور مردانگی سے خالی نہ تہا چند معرکوں میں بڑے کام دکہا چکا تہا مگر خبط سے خالی نہ تہا پچاس سا برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اوسکی ماں نیر کی طرح افیون کو کے اوسکو کہلایا کرتی تہی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اوسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیون کو جو روز بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ کہلادی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتھ

سننے مین نہیں آئی ہندوں مین رسم ہے کہ خاوندونکے مرنے کے بعد عورتین ستی ہوتی
وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظ ناموس اور خویشون کی شرم کے سبب سے اپنے تئین
جلاتی ہیں مگر مسلمانوں اور ہندوں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور مین نہین آتے۔ یازدہم
ماہ مذکور کو ایک گھوڑا جو سب گھوڑون میں اچھا تھا از روے عنایت راجہ مان سنگھ کو
بادشاہ نے مرحمت کیا۔ وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک
مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہ ہوتا۔ شانزدہم کو راجہ مانسنگھ کے پسر کلان جگت سنگھ کی
بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تھی اوسکی ساچق میں اسی ہزار روپیہ بھیجا۔ مقرب خان نے
بندر کھنبائت سے پردہ فرنگی ارسال کیا اب تک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصورون کا
کام نہیں دیکھا تھا۔ چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگھ داخل محل ہوئی اور حضرت
مریم زمانی کے محل میں مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگھ نے ساٹھ زنجیر فیل جہیز
میں سوا اور چیزوں کے دئے۔ چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تھا
اوسنے مہابت خان کو بھیجا۔ بارہ ہزار سوار کمال کاردیدہ افسروں کے ساتھ اوسکے ہمراہ
کئے سوا اونکے پانسو نفر احدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمیں ستر
توپ گجنال و شترنال و ساٹھ زنجیر فیل تھے اس خدمت کے لئے مقرر کئے اور خزانہ
سے بیس لاکھ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھ رہے +

خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تھا وہ یہ نہیں جانتا کہ پاؤں آیا ہون یا سر کے
بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدموں میں گرا۔ بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤں پر سے
اٹھایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پر بوسہ دیا۔ اوسنے دو
تسبیحیں موتیون کی اور چند قطعہ لعل اور زمرد کے پیشکش میں گذرانے جواہر مذکور کی
قیمت تین لاکھ روپیہ تھی اور سوا اسکے ہر جنس اور ہر متاع میں سے بہت کچھ اوسنے
نذر میں دین باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اونہوں نے پچیس ہزار روپئے اور
خان خانان نے نوتے ہاتھی پیشکش میں دئے۔ بست و دوم کو اصفخان نے ایک لعل جو

آصف خاں +

ساٹ ٹانک کا وزن مین تہا بادشاہ کی نذر مین دیا اسکے بہائی ابوالقاسم خان نے بچہتر ہزار روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوشرنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ ساٹہہ ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تہا -

آہوئے شیردار +

ایک مادہ آہو شیردار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی ہرنی بادشاہ نے نہ کبھی دیکھی تہی نہ سنی تھی - ہرنی کے دودہ کے اور گائے بھینس کے دودہ کے مزون میں کچہہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے -

راجہ مانسنگہ و خانخانان +

راجہ مانسنگہ نے جو لشکر دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیار مست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ دارالملک نظام الملکیہ کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کردونگا اور لکہہ دیا کہ اگر دو سال میں اس خدمت کو مین انصرام نہ دون تو مجرم ٹہیرون مگر شرط یہ ہے کہ سواء اس لشکر کے جو اس صوبہ میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکہہ روپیہ عنایت ہو - بادشاہ نے حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے +

خواجہ سرا بنانے کے قاعدہ کی بندی +

ہندوستان مین خصوصاً ولایت سلہٹ مین کہ توابع بنگالہ سے ہے قدیم رسم چلی آتی تہی کہ رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹون کو خواجہ سرا بناکے مال واجبی کے عوض مین حکام کو دیتے تہے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں میں بہی سرایت کی تہی - ہر سال بہت سے لڑکے ضائع اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا - ان دنوں مین بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام و اقدام نہ کرے - خردسال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت بالکل موقوف کی جائے - اسلام خاں اور دیگر حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ جو شخص اس کام کا مرتکب ہو اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سرائے خردسال ہو اوسکو چہین لین ابتک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید و فروخت منع ہو گئی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہوگا - اس سبب سے تہوڑے دنوں میں یہ مردود رسم برطرف ہو جائیگی - اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو اونسے حبس دوام

کی سزا دی
کشن سنگہ کو مہابت خان کے ساتہہ مقرر کیا تہا وہ شاہزادہ خرم کا مامون تہا اوسنے خدمات
پسندیدہ کین تہین رانا کی لڑائی مین اوسکے پانوں مین برچہہ کا زخم لگا تہا اُسنے مین آدمی
قتل کئے تہے اور تین ہزار آدمی اسیر دہ دو ہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سواری کی
افسری سے سرافراز ہوا +
جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکہا ہے کہ اگر ہو سکتا تو مین پلکوں
سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا۔ میرے باپ نے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک جو
ایک سو بیس کوس ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی مزار کی زیارت کے لئے پیادہ پا سفر کیا
اگر مین بسر و چشم اس راہ کو طے کرون تو کیا بات ہی مین اسکی زیارت سے مشرف ہوا مقبرہ کی عمارت
جو تیار ہوئی تہی وہ میری خاطر خواہ نہ تہی مجہے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تہا کہ عالم کی سیر
کرنے والے اوسکی برابر دنیا مین کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تہی
تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجہے لاہور جانا پڑا۔ بدسلیقہ معمارون نے اوسکو اپنے طور پر بنایا۔
آخر الامر بعض تصرفات اس مین کئے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر
مین صرف ہوئے مین نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب توفق اتفاق کرکے بعض جگہون کو اس
نوع پر کہ قرار پائی تہی گرا دین رفتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان بزیرہوئی اور مقبرہ کے گرد
ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا۔ دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے
ساختہ و پرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکہہ روپیہ اس عمارت مین صرف ہوا حکیم علی کے گہر
مین اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور مین شہنشاہ اکبر
کے عہد مین بنایا گیا تہا۔ حوض چہہ گز سے چہہ گز تہا اوسکے پہلو مین ایک خانہ بنایا تہا
جو بہت روشن تہا اور اس خانہ کی راہ پانی مین سے تہی اور اس راہ سے پانی گہر مین نہین
جاتا تہا۔ دس بارہ آدمی اس حوض مین بیٹہہ سکتے تہے نقد و جنس جو کچہہ حکیم علی پاس موجود
تہا بادشاہ کو پیش کش مین دیا۔ اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربون نے ملاحظہ کیا اور

قلیم کو دو ہزاری منصب سے سرفراز کیا ۔ مقرب خان نے ایک تصویر بہیجی جو فرنگیون کے عقیدہ میں
تیمور صاحبقران کی شبیہ تہی جسوقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر کے ہاتہہ میں
گرفتار ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے و ہدئے دیکر بہیجا اور اطاعت و بندگی
کا اظہار کیا ۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بہی بہیجا تہا جسنے تیمور کی شبیہ کہینچی تہی ۔ اگر اس دعوی کی
کچہہ اصل ہوتی تو کوئی چیز اسے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی ۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور
فرزندوں میں سے کسی کی صورت و حلیہ سے شباہت نہیں رکہتی ۔ اس کی سچی تصویر ہونے پر
میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا +

تصویر تیمور +

چہاردہم ذی الحجہ سنہ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۶ نوروز ہوا جشن معمولی ہوا ۔
مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہیے تہا مہابت خان سے نہ ہوسکا اسلئے بادشاہ نے اپنے
پاس اسکو بلالیا اور اسکے بجائے عبداللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا ۔ اس سال میں شاہزادہ
پرویز کو صوبہ دکن میں بہیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکہہ روپیہ ساتہہ کیا اور
آصف خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور امیر الامرا اور سرداران سپاہ شاہزادہ کی کومک کے لئے
مقرر ہوئے ۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتہہ جو سپاہ گئی تہی اس
مہم دکن کا کام اچہی طرح نہیں چلتا ۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور
ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے ۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور
استکبار کا دم بہرتے ہیں بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک مدد کے لئے خانخاناں خانجہاں
کو دو ہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہہ و حاجی بے اوزبک اسلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا
اور معتمد خان کو حکم دیا کہ عبداللہ خان کے ساتہہ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں
انمیں سے چار ہزار سواروں کو لیکر نواحی اجین و منڈو میں خانجہان پاس پہنچادے
اور خود واپس چلا آئے +

نوروز ... مہابت خان شاہزادہ پرویز +

عبداللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قلب جاؤن میں رانا کا تعاقب
کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چہینا گیا ۔ رات ہوگئی تہی اس میں وہ اپنی جان بچاکر بہاگ گیا

عبداللہ خان ...

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱۱ء کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکھا اور پرگنہ پاری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی عزائب اتفاقات سے ملا علی احمد مہر کن کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تھی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے    من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

سیدی خاں بر رسم تقلید سماع کرتا تھا - بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچھا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے - اونے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا گوشہ سر پہ کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے ہندوؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تھے شیخ نے انسے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہو اور یہ مصرعہ پڑھا کہ ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے - امیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑھا کہ من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر سمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا - اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خان کی شکایت کی کہ اسکے آدمی میری لڑکی کو بندر کھنبایت میں بزور پکڑ کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مر گئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی اور بہت جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تھی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا نصف منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا +

۱۹ ماہ اردی بہشت سنہ ۶ جلوس مطابق ۴ صفر ۱۰۱۸ھ کے پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم ہے ایک امر غریب و حادثہ عجیب واقع ہوا - یہاں کا حاکم صوبہ افضل خان گورکھپور کو

کہ پٹنہ سے سات کوس پرے گیا ہوا تھا یہ پرگنہ اوسکو جاگیر میں تازہ ملا تھا اور وہ قلعہ اور شہر
کو شیخ بنارسی اور غیاث زین خانی دیوان صوبہ کو اور بعضے اردوں کی ایک جماعت کو سپرد
کر گیا تھا۔ اس گمان سے کہ ان حدود میں غنیم نہیں ہے اونسے قلعہ و شہر کی حفاظت جیسی کرنی
چاہیئے تھی نہیں کی اتفاقاً اوجہہ کے آدمیوں میں سے ایک مجہول شخص قطب درویشوں کے
لباس میں ولایت اوجینیہ میں آیا کہ نواحی پٹنہ میں واقع ہے اور یہاں کے آدمیوں سے جو
مفسد مشہور ہیں آشنائی پیدا کی اور اونسے کہا کہ میں خسرو ہوں اور بندی خانہ سے بھاگ کر
ان حدود میں آیا ہوں اگر تم ہمراہ ہو کر میری امداد کرو تو کام بننے کی صورت میں میری
ساری سلطنت کا مدار تمہارے ہی دم کے لئے ہوگا۔ غرض ایسی ابلہ فریب باتوں سے
ان احمقوں کو یقین دلادیا کہ حقیقت میں وہ خسرو ہے کسی وقت میں اوسکی آنکھوں کی
اطراف پر داغ لگایا گیا تھا اور اوسکے نشان باقی تھے۔ وہ ان گمراہوں کو دکھاتا تھا
کہ بندی خانہ میں میری آنکھوں پر کٹوری باندھی گئی تھی۔ یہ نشان اوسکے ہیں غرض اسکی
اس تزویر اور فریب سے سوار اور پیادوں کی جماعت اس پاس جمع ہوگئی اور یہ خبر سن کر کہ
پٹنہ میں افضل خان نہیں ہے اپنی فوج عظیم سمجھ کر ایلغار کرنے لگا اور انوار لودی تین گھنٹے
دن رہے شہر میں آگئے اور قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا شیخ بنارسی کہ قلعہ میں تھا مضطربانہ قلعہ کے
دروازہ پر آیا غنیم جلو ریز چلا آتا تھا اونسے قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی
وہ غیاث کو ساتھ لیکر ایک کھڑکی سے دریا کے کنارہ پر آیا اور کشتی لیکر افضل خان
پاس جانے کا قصد کیا مفسد قلعہ کے اندر آئے اور افضل خان کے مال اسباب اور خزانہ
شاہی پر متصرف ہوئے اور واقعہ طلب آدمیوں کا مجمع اونکے پاس ہوگیا۔ گورکھپور
میں افضل خان کو یہ خبر پہنچی۔ اور شیخ بنارسی اور غیاث بھی اس پاس پہنچے اور شہر سے
خطوط آئے کہ جو شخص اپنے تئیں خسرو کہتا ہے وہ حقیقت میں خسرو نہیں ہے۔ افضل خان
پانچویں روز میں جو الی پٹنہ میں آیا جب مفسدوں کو افضل خان کے آنے کی خبر پہنچی تو قلعہ کو کسی اپنے معتمد کو
سپرد کر کے سوار اور پیادے لیکر چار کوس تک افضل خان سے لڑنے آئے اور دریا پن پن پر لڑائی

ہوئی اور تہوڑی دیر لڑائی رہی کہ وہ پریشان ہو گئے سب قطب چند آدمیوں کے ساتہہ قلعہ کی طرف آیا افضل خان بہی اسطرح اوسکے پیچہے آیا کہ قلعہ کے دروازہ بند کرنیکی مہلت نہ دی تو وہ افضل خان کی حویلی میں آیا سہ پہر تک دو حوز دہوتی رہی اور تخمینا تین آدمی زخم تیر سے ضایع ہوئے - غرض جب ہمراہی مارے گئے تو قطب نے عاجز ہوکر امان طلب کی افضل خاں پاس آیا - افضل خان نے اس فساد کے مٹانے کے لیے اسی دن اوسکو مار ڈالا اور جو اوسکے ہمراہی زندہ گرفتار ہوئے تہے اونکو مقید کیا - یہ اخبار متواتر بادشاہ پاس جاتے تہے بادشاہ نے شیخ بنارسی و غیاث زین خانی اور اور منصبداروں کو جنہوں نے قلعہ کی حفاظت وحراست میں تقصیر کی تہی آگرہ میں طلب کیا اور سب کی ڈاڑہی منڈوالی اور سر کے بال اتروا لیے اور چادر اوڑہائی اور گدہے پر بٹہا کر سارے شہر میں آگرہ کے گرد اور بازاروں میں پہرایا تاکہ اوروں کی تنبیہ اور عبرت کا سبب ہو +

ان دنوں میں پرویز کی اور امرا تعینات دکن کی اور وہاں کے دولت خواہوں کی عرایض متعاقب ایک دوسرے کے آئیں کہ عادل خان بیجاپوری کی یہ التماس اور استدعا ہے کہ میر جمال الدین حسین انجو کو پاس بادشاہ بہیجدے جسکے قول و فعل پر دکن کے کل بادار پورا اعتماد رکہتے ہیں تاکہ وہاں کی جماعت سے مل کر تفرقہ اور وحشت کو اونکے دل سے دور کرے اور وہاں کے معاملہ کو عادل خان کے حسب الاستصواب صورت پذیر کرے - عادل خان نے دولت خواہی و بندگی کا طریقہ اختیار کیا تہا - بادشاہ نے میر مذکور کو بہیجدیا وہ برہان پور میں جاکر دکلائے عادل خان کے ہمراہ بیجاپور گیا - اور ۲۲ - شعبان کو عادل خان کی خدمت میں پہنچ گیا +

فسادات دکن +

۱۱ - آبان کو خانخانان جہانگیر پاس آیا - اوس کے باب میں اکثر دولت خواہوں نے مقدمات واقع اور غیر واقع اپنی فہمید کے موافق عرضداشت کی تہی اور بادشاہ کی خاطر اوس سے منحرف ہو گئی تہی - اسلئے جو التفات اور عنایت کہ ہمیشہ بادشاہ اور اوسکا باپ اوسپر کیا کرتا تہا وہ اس بار عمل میں آئی - اوپر لکہا ہے کہ خانخانان نے یہ تعہد کیا تہا کہ صوبہ دکن کی مہمات میں ایک مدت معین میں انصرام کرونگا تو وہ دکن کی مہم عظیم میں سلطان پرویز کی خدمت

میں بھیجا گیا تھا جب خانخان برہان پور میں آیا تو اوسنے ملاحظہ وقت نہ کیا اور اس وقت میں کہ حرکت نہیں کرنی چاہیے تھی سلطان پرویز کے لشکر کی رسد اور اور ضروریات کا سرانجام نہیں کیا اور سلطان پرویز کو اوسکے لشکروں کو بالاگھاٹ دکن میں لایا اور رفتہ رفتہ سرداروں کے نفاق اور اور ناصواب رایوں کے اختلاف سے نوبت یہاں تک پہونچی کہ غلہ بدشواری میسر ہوتا اور ایک من غلہ دیبوں کو بھی ہاتھ نہ آتا سپاہ کا سارا کام مختل اور درہم ہو گیا اور کوئی کام آگے نہ چل سکا اور گھوڑے اور اونٹ اور چارپائے ضائع ہوئے مصلحت وقت کے سبب سے ایک طرح کی صلح مخالفوں سے کی گئی سلطان پرویز لشکر کو برہان پور کو اولٹا لایا جب معاملہ خوب نہ ہوا تو یہ تفرقہ اور پریشانی دولت خواہوں کے مجموعہ میں خانخانان کے نفاق اور بے سرانجامی سے سمجھی گئی - اس باب میں جہانگیر [illegible] آئین اگرچہ اس بات کا بادشاہ کو مطلق باور نہ ہوتا تھا مگر پھر بھی اوسکے دل میں [illegible] کہ خانجہاں کی عرضداشت پہنچی کہ خانخانان کے نفاق کے سبب سے یہ ساری [illegible] آئی - یا تو بادشاہ اس خدمت کو باستقلال اسکو بہر سپرد کر دے یا اوسکو [illegible] ور مجھ نواختہ و پرداختہ کو اس خدمت پر متعین کرے اور بیس ہزار سوار [illegible] کے لیے متعین و مشخص کیے جائیں تاکہ دو سال میں تمام ولایت شاہی کو [illegible] مستخلص کروں اور قلعہ قندھار اور سرحد کے اور قلعے تصرف میں لاؤں [illegible] کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بناؤں اور اگر اس خدمت کو مدت مذکور میں [illegible] تو سعادت کورنش سے محروم کیا جاؤں اور اپنا منہ بندگان حضور کو نہ دکھلاؤں [illegible] خانخانان اور سرداروں کے درمیان یہ حالت ہو گئی تھی - اسلیے خانخان کا [illegible] بادشاہ نے مناسب جانا - خانجہان کو سرداری تفویض کی اور خانخانان کو بلا لیا - بالفعل خانخانان پر بادشاہ کی بے توجہی اور بے التفاتی کرنے کی یہ وجہ تھی - آیندہ جو بادشاہ کی توجہ اور بے توجہی خانخانان پر ہوئی وہ اپنے محل پر بیان ہوگی +

بادشاہ نے کیشوداس کو سلطان پرویز کے پاس سے بلایا تو شہزادہ نے کیشوداس سے کہا کہ

تو میری طرف سے بادشاہ سے عرض کرتا کہ میں اُس خدائے مجازی کی خدمت میں اپنی جان وحیات کے فدا کرنے کا خواہاں ہوں کیشوداس کا عدم و وجود کیا ہے کہ اوسکے پہنچنے میں ایستادگی کروں حضور جو ہر تقریب میں میری اعتباری اور اعتمادی خدمتگاروں کو طلب کرتے ہیں وہ اوروں کی نوامیدی اور شکست خاطر کا سبب ہوتا ہے اور جناب قبلہ کی بے عنایتی پر محمول ہوتا ہے +

جب قلعہ احمد نگر جہانگیر کے بھائی دانیال مرحوم کی سعی سے بادشاہی تصرف میں آیا تھا اور یہاں کا والی جب سے احمد نگر فتح ہوا تھا نظام الملک قلعہ گوالیار میں مقید تھا تو ملک عنبر نے نظام الملک کے سلسلہ سے ایک لڑکے کی قرابت کی نسبت قرار دیکر اوسکو نظام الملک بنایا تاکہ لوگ اوسکی حکومت دل وجان سے قبول کریں اور خود اپنے تئیں پیشوا بنایا اور اوسنے مغلوں کو کئی دفعہ شکست دی اور کوہستان دولت آباد کے نیچے کھرکی کو نظام کا دار السلطنت بنایا۔

تاریخ حال تک احمد نگر کی حفظ وحراست خواجہ بیگ مرزا صفوی کو سپرد تھی جو شاہ طہماسپ کے خویشوں میں تھا جب دکنیوں نے بہت شورش برپا کی تو انہوں نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا۔ اوسنے لوازم جانسپاری او قلعہ داری میں تقصیر نہیں کی باوجودیکہ برہان پور میں خانخاناں و امرا و سردار جمع ہوئے تھے اور پرویز کی ملازمت میں دکنیوں کی رفع دفع میں مصروف تھے لیکن والیوں کے اختلاف اور امرا کے نفاق سے اور رسد وغلہ کی بے سر انجامی سے لشکر گراں کو جس میں بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت تھی نامناسب راہوں اور پہاڑوں اور صعب کتلوں میں لے گئے اور تہوڑے دنوں میں پریشان وبے سامان کر دیا جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ غلہ کی تنگی سے جان کو نان کے عوض میں دینے لگے تو بے علاج مقصد نہ حاصل کرکے پھر آئے۔ قلعہ احمد نگر کا لشکر جسکو اس لشکر کی امداد کی امید تھی اس خبر کو سنکر بے دل وبے پا ہوا اور ایکبارگی جوش میں بھرا۔ اور چاہنے لگا کہ قلعہ سے نکل جائے خواجہ بیگ مرزا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے اوسکے دلاسا دینے میں ہر چند کوشش کی مگر کچھہ نتیجہ نہ ہوا۔ آخر الامر قول وقرار کرکے وہ اپنے آدمیوں کو ساتھہ لیکر قلعہ سے باہر آیا

اور برہانپور میں آنکر شاہزادہ کی ملازمت کی جب اوسکے آنے کی عرض بادشاہ پاس آئی تو
معلوم ہوا کہ اوسنے تردد اور نمک حلالی میں تقصیر نہیں کی بادشاہ نے اوسکو پنجہزاری ذات
کے منصب پر جاگیر و تنخواہ کا اضافہ کیا۔

ملک دکن کی تسخیر کے لیے جو لشکر کہ پرویز کی سرداری و سرکردگی میں اور خانخاناں کی
سربراہی میں امراے کلان مثل راجہ مانسنگہ و خانجہان و آصف خان و امیرالامرا کی
ہمراہی میں بھیجا گیا تھا اوسکی مہمات کا حال یہ ہوا کہ آدھی راہ سے پھر کر وہ برہانپور میں
آگیا اور سب بندگان معتمد اور راست گفتار و واقعہ نویسوں نے درگاہ میں عرائض بادشاہ کے
پاس بھیجیں کہ اگرچہ اس لشکر کی برہم خوردگی اور خرابی کے بہت سے سبب و جہتیں ہیں لیکن بڑے
اسباب اوسکے یہی ہیں امرا کی بے اتفاقی اور بالتخصیص خانخاناں کا نفاق اس سبب سے بادشاہ
کے دل میں آیا کہ خان اعظم کو تازہ دم لشکر کے ساتھ بھیجنا چاہیے تاکہ بعض نالایق امور
و ناشائستگیوں کی تلافی و تدارک کیا جاوے جو امرا کے نفاق سے وقوع میں آئی ہیں
خانعالم اور فرید خان برلاس و یوسف خان ولد حسین خان تکریہ اور علی خان نیازی و
باز بہادر قلماق اور اور منصبدار اور دس ہزار سوار اوس کی ہمراہی کے لیے متعین ہوے
اور سواران احدیوں کے جو لشکر میں تھے دو ہزار احدی اور ہمراہ کیے کل بارہ ہزار سوار
اور تیس لاکھ روپیہ کا خزانہ اور چند حلقہ فیل ہمراہ ہوئے۔ غرض خان اعظم اس لشکر کے
ساتھ روانہ ہوا اور اوسکو پانچ لاکھ روپیہ اور مدد خرچ کے لیے عنایت ہوا۔ مہابت خان کو
کہ چار ہزاری ذات کا منصب اور تین ہزار سوار رکھتا تھا پانسو سوار اور دیکر اوسکو حکم شاہی
ہوا کہ اس لشکر کو اور خان اعظم کو برہانپور پہنچا دے اور لشکر کی برہم خوردگی کی حقیقت دریافت
کرے اور خان اعظم کی سرداری کا حکم اس حدود کے امرا کو پہنچا دے اور سب کو اوس کے
ساتھ متفق و یکجہت کرا دے اور وہاں کے لشکر کا سامان دیکھے اور مہمات مرجوعہ کے
نظام اور انتظام کے بعد خانخاناں کو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس آئے +

۲ محرم ۱۰۱۷ کو نوروز ہوا اور حسب دستور اسکا جشن ہوا +

ضوابط جہانگیری

جہانگیر نے بار بار سنا تھا کہ سرحد کے امرا بعض مقدمات کہ اونسے مناسبت نہیں رکھتے قوۃ سے فعل میں لاتے ہیں اور توره اور ضوابط کا ملاحظہ نہیں کرتے اوسنے بخشیوں کو حکم دیا کہ امرا سرحد کے نام فرمان صادر ہو کہ آئندہ وہ ان امور کے مرتکب نہ ہوں جو بادشاہ کے ساتھ مخصوص ہیں اوّل جھروکہ میں نہ بیٹھیں۔ دوم جو امیر و سردار اونکے کمکی ہیں اونکو تکلیف چوکی اور تسلیم کی نہ دیں۔ سوم ہاتھی نہ لڑائیں۔ چہارم سیاست میں اندھا نہ کریں اور ناک کان نہ کاٹیں۔ پنجم کسی کو زبردستی مسلمان نہ کریں۔ ششم نوکروں کو خطاب نہ دیں ہفتم نوکران شاہی سے کورنش و تسلیم نہ کرائیں۔ ہشتم اہل نغمہ کی چوکیاں جو دربار کے لئے معمول ہیں نہ مقرر کریں۔ نہم۔ باہر جانیکے وقت نقارہ نہ بجوائیں۔ دہم جب وہ نوکران شاہی اور اپنے نوکروں کو گھوڑا ہاتھی دیں تو باگ اور کجک اونکے کندھے پر رکھکر وہ تسلیم نہ کرائیں۔ یازدہم سواری میں ملازمان بادشاہی کو اپنی جلو میں پیادہ نہ لے جائیں۔ دوازدہم۔ اگر نوکران شاہی کو کوئی سند دیں یا حکم لکھیں تو کاغذ کے اوپر مہر نہ کریں۔ یہ ضوابط آئین جہانگیری مشہور ہوئے اور اونپر عمل ہوا۔

نکاح نور جہاں

اسی سال کے وقائع عظیم میں سے جہانگیر اور نور جہان کا نکاح ہے جسکو ایک کارنامہ آسمانی اور نیرنگ فلکی بناکے یادگار روزگار بناتے ہیں۔ خافی خاں لکھتا ہے اس واقعہ کو مولف جہانگیر نامہ نے پاس ادب کرکے کوتاہ قلمی کی اور اس ترانہ کو مختلف پردوں میں اور قانون میں بجایا ہے۔ مستند کتابوں سے جو اوسکی تحقیق قریب بصدق ہے لکھی جاتی ہے۔

محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر خواجہ محمد شریف طہرانی تھا۔ وہ محمد خان کے مرنیکے بعد طہماسپ شاہ ایران پاس چلا گیا۔ شاہ ایران نے اوسکو یزد کی وزارت تفویض کی یہ خواجہ شریف وہ امیر ہے کہ جب ہمایوں ایران کو گیا ہے تو اوسکی مہمانداری اور تواضع و تکریم کے احکام اسی کے نام شاہ ایران نے صادر کئے تھے۔ اوسکے دو بیٹے آقا طاہر اور مرزا غیاث بیگ تھے مرزا غیاث بیگ کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تھا وہ شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکھتا تھا۔ وہ سرکار شاہ کا باقی دار ہوا

اور صدمات اور حوادث روزگار سے ایسا تنگ ہوا کہ وطن سے دل برداشتہ ہوا معاش کی
تلاش میں وطن سے نکلا۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ساتھ تھے کہ وہ قافلہ ہند کے ہمراہ
اکبر کے عہد میں ہندوستان کا عازم ہوا۔ راہ میں ایک اور حادثہ اسپر واقع ہوا کہ جو
کچھہ اس پاس تھا بانہ تھارہ کے درمیان لٹ گیا اور ایسا پریشان حال ہوا کہ پانچ چھہ
آدمیوں کے درمیان باربرداری اور سواری کے لئے دو اونٹ اس پاس تھے کہ اونپر باری
باری سے سوار ہوتے تھے بیوی حاملہ تھی زیادہ تر اوسکی سواری میں عایت کی جاتی تھی
جب قندہار کے قریب وہ آیا تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سامانی میں جنگل میں ان ماباپوں کے
ہاں بچہ کا ہونا جو ہمیشہ محلوں میں پانوں پھیلاکے سوئے ہوں کیسی سخت آفت و مصیبت
تھی۔ بچہ کا ساتھہ لے چلنا پہاڑ تھا اور سامان تو درکنار زچہ کے لئے کھانے پینے کا سامان
ہونا بھی دشوار تھا۔ کمال عسرت و تعب و مشقت راہ سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ
اسقدر نہ تھا کہ وہ بچہ کی غذا کے لئے کفایت کرتا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے
باپ نے اپنی حالت کو سوچا اور وہ بولا کہ خدا پر توکل کرکے اس بچہ کو یہیں چھوڑ دو۔ ہر چند
ماں کی مامتا بچہ کے چھوڑنے سے بھڑکتی تھی۔ مگر کچھہ بن نہ آئی تو کلیجہ پر پتھر رکھا اور اپنی کلیجہ
کے ٹکڑے کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر حافظ برحق کو سپرد کیا اور رات کے وقت قافلہ میں
ڈالدیا۔ یہ ایک رات کی جان جنگل میں پڑی روتی تھی اور انگلیاں چوستی تھی جب قافلہ
چلا اور ملک مسعود قافلہ سالار کے ایک نوکر کے کان میں بچہ کے رونے کی آواز آئی تو وہ
اس بچہ کو اوٹھاکر قافلہ سالار پاس لایا۔ فوراً اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھتے ہی قافلہ سالار
کے دل میں خدا نے محبت ایسی پیدا کردی کہ اوسکی پرورش پر وہ متوجہ ہوا۔ کوئی اوسکی
اولاد نہ تھی۔ اوسکو اپنا فرزند بنایا اور اس سبب سے کہ قافلہ ہندوستان کے برخلاف قافلہ
ایران میں عورتیں کمتر ہوتی ہیں اس جنگل میں وہ حیران تھا کہ اوسکے لئے کہاں سے دودھ پلانیوالی پیدا کرے دن اوسکی تلاش
ہوئی مگر اس بچہ کی ماں کے سوا کوئی اور عورت دودھ پلانیوالی نہ ملی۔ اوسکو اعزاز کے ساتھہ قافلہ سالار نے
طلب کیا اوسکے گھر کے ہر ایک آدمی کے واسطے سواری اور اسباب کی مدد اور اون کے

احترام میں کوشش کی اور نیک انجام وعدوں سے اونکو خوش کیا اور بڑے آدمیوں کے گھروں کے دستور کے موافق بچہ کو دایہ کے حوالہ کیا۔ اور اوسکے مناسب حال کھانے پینے کا سامان مہیا کر دیا خدا نے اس مصیبت میں یہ دستگیری کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتھہ آئی اور روٹی کا بھی آسرا ہوا سواری بھی ملی غرض اس نیک اختر کے پیدا ہونے سے نحوست ٹلی ملک مسعود نے مرزا غیاث بیگ کے حسب نسب کا حال دریافت کیا اور اوسکی لیاقت پر مطلع ہوا تو بہت افسوس کیا اور اپنے کارخانہ میں اوسکو دخل دیا جب ملک مسعود فتحپور میں شہنشاہ اکبر کی خدمت میں آیا اور اوسنے اپنے ارمغان پیش کیے تو شہنشاہ اکبر نے فرمایا کہ ابکی دفعہ کیا ہے کہ ہماری سرکار کے قابل کوئی تحفہ تو نہیں لایا تو ملک مسعود نے عرض کیا کہ ہم کرباس فروشوں پاس کونسا تحفہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور کی درگاہ کے لایق ہو مگر میں اس سفر میں دو تین جواہر جاندار بے بہا لایا ہوں اگر نظر تربیت سے حضور اونکو ملاحظہ فرمائیں تو ابتک ایران اور توران سے بادشاہان سلف کے لئے کوئی تحفہ ایسا نہیں آیا۔ بعد ازان اوسنے غیاث بیگ کو مع اوسکے بیٹے ابوالحسن کے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا وہ بادشاہ کے ملازموں کے زمرہ میں داخل ہوا۔ بادشاہ سے مرزا نے اپنے دادا جان خواجہ محمد شریف کی خدمات کا استحقاق جتایا جو اوسنے ہمایون کی ہرات میں کیں تہیں خود بھی صاحب لیاقت تہا شکستہ خط کا خوشنویس خوش بیان شاعر و منشی تہا۔ بیوتات کا دیوان مقرر ہوا۔ خدمات شاہی سے جو وقت بچتا اوسکو شعر و سخن میں صرف کرتا۔ اہل خدمت و حاجت کے ساتھہ اسکا سلوک اس مرتبہ پر تہا کہ جو صاحب غرض اسکے گھر آتا آزردہ خاطر نہ جاتا مگر رشوت ستانی میں دلیر و بیباک تہا غرض اپنے جوہر ذاتی کے سبب مراتب منصب و عزت و جاہ میں بڑہتا گیا۔ قافلہ سالار کی بیوی کو محل میں جانے کی اجازت تہی اوسکے ہمراہ مرزا غیاث کی بی بی محل میں آمد و رفت کرتی تہی جشن کے دنوں اور نوروز میں بیگموں اور اور محل کی عورت خادموں کا مجرا ہوتا تہا اور اونکی عزت و آبرو بڑہائی جاتی تہی۔ نقد و جنس پوراونکو دئے جاتے تہے۔ مرزا غیاث کی بی بی کو بھی یہہ شرف

ال تھا محل میں ایک شاہزادی سے اُسکا بہناپا ہوگیا۔ اوسکی لڑکی جسکا نام مہرالنسا
نورجہان ثانی ہوگئی تھی۔ اودھر حسن خداداد قیامت کا پھر اسپر ادا و انداز غضب کا۔
سب محل کی عورتیں دیکھکر کہتی تہیں کہ معلوم نہیں یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام میں گرفتار
کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بھی اوسپر پڑتی تھی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا
تھا اوسنے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم میں مینا بازار میں
اودھر سے جاتا تھا اودھر سے مہرالنسا (نورجہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تھی شاہزادہ کے ہاتھ
میں دو کبوتر تھے اوسنے مہرالنسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لیے رہیو پھول توڑونگا اوسنے
کبوتر ہاتھ سے لے لیے شہزادہ پھول توڑنے لگا۔ اتفاقاً ایک کبوتر پھڑک کر ہاتھ سے اوڑ گیا۔
جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تھا۔ اوسنے پوچھا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا
کہ صاحب عالم کبوتر اوڑ گیا۔ شاہزادہ نے کہا کہ کس طرح اوڑا۔ اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دیا کہا
کہ اس طرح۔ اس بھولے پن کی ادا نے عشق کے زخم پر اور نمک چھڑکا۔ جب ان کو ان چھیڑ
چھاڑون کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل میں لیجانا چھوڑ دیا۔ اور جس بیگم سے بہناپا تھا
شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی۔ بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت
سمجھایا کہ شہزادون کو بھلے مانسون کی بہو بیٹیون سے چھیڑ چھاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے
اور مہرالنسا کے ولیون کو کہلا بھیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کردین اور شاہزادہ سے
اُسکو الگ تھلگ رکھین مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندون کو خانہ زادون کے باب
مین کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت یافتہ تھا اور نعمت خانہ
شاہ ایران کا داروغہ۔ وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان مین
خانخانان کی خدمت مین آیا وہ جوان سپاہی کا طلب صاحب جوہر تھا خانخانان
حال پر متوجہ ہوا۔ اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ مین داخل کیا۔ اوسنے خانخانان
کے ساتھ ٹھٹھہ کی لڑائی میں کارہای نمایان کئے۔ خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو
کیا۔ بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکھکر ایک عمدہ عہدہ دیدیا۔ اور مہرالنسا کی شادی

اوسے کر دی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طرا
کی چھوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی
پر خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی۔ مہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز علی
رہا اور پھر اپنی جاگیر میں چلا گیا جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پھر عشق کا زخم ہرا
علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بھیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یون کیا کہ کوئی الزام اوسکے ذمہ
نہ آئے۔ ایکدن مست ہاتھی سے لڑادیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بھگا دیا۔ پھر ایک شیر سے
تنہا لڑادیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ جب وارنہ چلے تو ایک
رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری و چند روز کی
بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔ خافی خان لکھتا ہے۔ بادشاہ نے
اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بھائی سے زیادہ عزیز جانتا تھا بنگالہ کا صوبہ مقرر کیا
رخصت کے وقت شیر افگن خان کے باب مین چند کلمے کہے شیر افگن خان کو اپنے وکیل کے
نوشتے سے ازروئے قیاس کہ بوئے عشق و مشک پنہاں نمی ماند اطلاع ہوئی۔ اسی دن غیرت نے
مارنے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہون اور بحسب ظاہر یراق باندھنا بھی
چھوڑ دیا۔ جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں مکرر آدمی اور
نوشتے بھیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب الدین خان کسی ضرورت
کی تقریب بنکے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بھیجا شیر افگن جریدہ نیمہ آستین
کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کرکے چند معدود آدمیون کے ساتھ قطب الدین خان کے نزدیک آیا
ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام جو شیر افگن خان
کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تھے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوئے پھر گفت و
شنید کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں ہوئیں جنکی
توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا متحمل نہ ہوا۔ اب اس نے
جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتھ جان بچانا محال ہے پیچھہ کر زیر آستین

ہا کھینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کہ تمام انتڑیاں گھوڑے سے نیچے
باہر ہو آگئے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم
ہر کاری کھاکر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکھتے ہی اوسپر
ر اس تن تنہا جوانمرد کو اونہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ایک روایت یہی ہے کہ اگرچہ
ر افگن خان کے زخمہائے کاری جان ستان لگے تھے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
ن و خوشدامن کے مارنے کے لئے گھوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گھر کے دروازہ تک زندہ پہنچا
ہر النسا کی ماں عاقل و ہوشیار تھی اوسنے یہ دیکھ کر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
حق خون زن و مادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کر دیا اور دھڑادھڑ رونی
ی کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے میں ڈوب مری۔ اب شیر افگن خان کے
ہر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہئے۔ شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا۔ اگر یہ روایت سچ ہو تو اچھا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تھا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تھا۔ اب اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ اوسنے
شاہ کے اس کوکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تھا اسلیئے وہ بادشاہی مجرم ٹھیرا سارا
ہر با ضبط ہوا۔ مہر النسا بھی قید ہو کر بادشاہ پاس پہنچی گئی۔ اب تو حجاب بھی درمیان نہ رہا
اور کھلم کھلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکھنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکھا تھا سو ہو گذرا۔ اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے۔ اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے۔ اس جواب کو سنکر بادشاہ کے
دل بھی اوس سے اچاٹ ہو گیا غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مغضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطانہ سلیمہ بیگم مادر نسبتی کے سپرد کیا۔ ایک دو سال عاشق و معشوق کی ناخوشی و
ناکامی میں گذرے۔ پھر عشق کی دبی آگ سلگی۔ مہر النسا بھی آخر کو پسیج گئی۔ اور سمجھ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالوں (یہ باتیں سب غلط ہیں ہم نے آخر میں خصائل جہانگیر کے

باب میں اونکو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کر دیا ہے) حکم شرع کے موافق دونوکا آپس میں نکاح ہوا اور جشن ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نور محل کا اور پھر نور جہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہیں مگر نور جہان کے آگے سب کا چراغ گل تہا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتہہ اور اختیار میں آگئی خلوت و جلوت میں اوسی کا جلوہ تہا امورات سلطنت میں جو اختیارات اُسکو حاصل ہوئے وہ پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا ہے

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر میں یہ سجا کھدا +

در جہان گشت بفضل اللہ
ہمدم و ہم راز جہانگیر شاہ

خطبہ مین اوسکا نام نہیں پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا سارے کاروبار امور ملکی و مالی میں بادشاہ کی جگہہ وہ کار فرما ہوئی۔ بادشاہ کسی لحظہ و دم اوسکو جدا نہ کرتا تہا جب وقت دربار میں بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کر ملکہ بیٹہتی جب ہاتہی پر بادشاہ سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بہی سوار ہوتی۔ نور جہان عجب سلیقہ کی عورت تہی عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ تہی۔ اوس نے چند روز مین بادشاہ کو ایسا غلام بنالیا کہ وہ کہنے لگا کہ مین سلطنت کو نور جہان کے ہاتہہ دو شراب کی پیالوں اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہوں اس عاقلہ اور فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو محل بادشاہی اور امرا مغلیہ میں اب تک رواج رکہتے ہین زیور و پیرایہ سابق کہ بہت بدنما تہے منسوخ ہو گئے مگر بعض بلاد و ہندوستان میں شیخ زادون اور افاغنہ میں باقی رہے۔ چاندنی کہ نفس الامر میں عجب فرش عیب پوش نامردون کے گہر کا اور فرش گرد پوش دولتمندون کا ہے اور چاندنی راتون میں ایک خاص نمود رکہتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے۔ غرض وہ زیور و پوشاک بناؤ سنگہار۔ گہر کی آرائشون میں نئی نئی ایجاد کرتی۔ لباس کو اوسنے نیا لباس پہنایا۔ زیور کو ایک پیرایہ میں پیراستہ کیا۔ توزک جہانگیری میں گلاب کا عطر (عطر جہانگیری)

اوسکی ماں کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نورجہاں کے ایجاد کا شبہہ ہوا
ہے۔ بہاری بادلہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ بادلہ کہ جیسے مفلسوں
کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہو جاتے ہیں اوسنے اوسے
اپنی دانائی سے اپنے نام پر نورمحلی وضع کیا ہے غرض اسکے تصرفات جو
گدا کے کام میں آتے ہیں اور زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے اعزا کو
اوسنے مودی ہے۔ اسقدر فیض رسان تہی کہ ہرسال بے سروسامان مفلسوں کی جماعت
کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں زاد دیکے بہیجتی تہی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور
بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور اخراج اپنی سرکار سے دیتی تہی اور کدخدا
کرتی تہی۔ اوسکو گہر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تہا کہ عرایض کے زربفت کے خریطے جو آتے
تہے اونکو جوڑکر ہاتہیوں کی جہولیں بناتی۔ گہوڑے پر سوار خوب ہوتی تہی۔ شکار ایسا
کہیلتی تہی کہ ایکدفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نورجہاں گرچہ بظاہر زن است ... در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تہی اور مخفی تخلص کرتی تہی اور لطایف و ظرایف میں
بلبل ہزارداستان تہی۔ حاضر جوابی میں اوسکا جواب تہا۔ شرفا کی مجلسوں میں اوسکی
حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایکدن بادشاہ نے چاند دیکہا اور نورجہاں
کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑہا ع ہلال عید براوج فلک ہویدا شد + تو نورجہاں
نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑہا کہ۔ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعروں کی قدر
تہی ایکدن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تہا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپ نے
کچہہ نہ فرمایا۔ آملی نے جواب دیا کہ جب کسی کو دیکہا نہ ہو اوسکی مدح کوئی کیا کرے
جواب میں یہ شعر پڑہے ؎

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا ... بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہاں شدم چوں بوی گل در برگ گل ... میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر
شدہ است قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بھی بیگم کی تصنیف سے ہیں ۔

دل بصورت ندہیم تا شدہ سیرت معلوم
بندہ عشقیم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما
ہول ہجران گذرانیدیم قیامت معلوم

اس نورجہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بھائی ابو الحسن جیسا جوانمرد فرزانہ ہاتھ آیا ۔ اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کردی ۔ اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی و ستم شعاری اور خود پرستی خدا ناترسی دور کردی ۔ شراب کا نام رام رنگی رکھہ کر جو دن رات بادشاہ رنگ رلیاں کرتا تھا وہ سب موقوف کرادیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا ۔ کوئی بہکی بات نہ کہتا ۔ غرض نورجہاں گو علامہ زماں گذری ہے ۔ مگر اوسکے بس میں جو بادشاہ آگیا تھا اوسکے بعض برے نتیجے پیدا ہوئے ۔ اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خاں سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تھا ۔ عورتوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھہ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے شیر مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا ۔ باوجود دانائی اور عقل کے اس درہم اندازی میں اوسنے مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سے سلطنت اور ملک و مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوگئے ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اوسکے بھائی سے دیرینہ دلی نزاع رکھتا تھا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

فتنہ سردار احداد کا فساد +

دوم ماہ صفر سنہ ۲۵ کو سردار احداد نے سنا کہ خاندوراں خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب وقار وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھہ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا ۔ بہت سے سوار اور پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا ۔ معز الملک نے اپنی قوت و جاہت کے

اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیوں اور متوطنوں و سکنۂ شہر نے خصوصاً کل قزلباشوں کی جماعت نے کوچوں کو کوچہ بند کیا اپنے گہروں کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانوں نے اپنے کوٹہوں اور گہروں پر سے تیر و تفنگ چلا کر روشنائیوں کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بار کی جو اونکا معتبر سردار تہا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہوں نے سوچا کہ مبادا اطراف و جوانب سے آدمی جمع ہو کر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کریں وہ پریشان و ہراسان ہو کر باہر چلے گئے۔ قریب اسی نفر کے انمیں مارے گئے۔ دو سو گہوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے۔ نادعلی میدانی لہوگرہ میں اوسی دن اس خبر کو سنکر شہر میں سہ پہر کو آگیا۔ اور دشمنوں کے تعاقب میں دوڑا۔ مگر فاصلہ بہت ہو گیا تہا اسلئے کچہہ کام نہ کر سکا واپس چلا آیا۔ اس جلدی آنیکے سبب سے اور معز الملک کی حسن کارگزاری کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا۔ اور قلیچ خان کابل بہیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد کو رفع دفع کرے +

نوروز ہفتم ۷ محرم ۱۰۲۱ھ (۱۲ مارچ ۱۶۱۲ء) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا

۲۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے اس سے کہ حقیقت جنگ مرقوم کروں خصوصیات بنگالہ کی چند سطریں لکھتا ہوں اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر چاٹگام سے گڈہی تک چار سو پچاس کوس کا ہے اور اوسکا عرض کوہ ہمار شمالی سے سرکار مدارن تک دو سو بیس ۲۲۰ کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹہہ کروڑ دام (ڈیڑہ کروڑ روپیہ) ہے یہاں کے حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیادے اور ایک ہزار ہاتہی اور چار پانچ ہزار کشتیاں نوارہ جنگی وغیرہ کی رکہتے تہے۔ یہ ملک میرے باپ کے عہد میں فتح ہو گیا تہا جب میں بادشاہ ہوا تو سال اول میں میں نے راجہ مان سنگہ کو جو اس ملک میں حکومت و داروغگی رکہتا تہا اپنے پاس بلا لیا اور اوس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خان کو بہیجدیا جسکو ابتدا ہی میں شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خان کو جو بہار کا صاحب صوبہ جاگیردار تہا

جنگ بنگالہ

بہ سبب قرب جوار کے بخہزاری ذات وسوار کا منصب دیکر بہیجا کہ بنگالہ میں جاکر اسکا متصرف ہوا اور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ آگرہ میں تہا فرمان بہیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہوا اور اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجہے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تو بہار رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خان کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے خود بہت جلد بنگالہ جائے۔ اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ اعتراض کرتے ہہے کہ وہ خردسال اور کم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی منظور نظر حق بین تہی اسکو مین نے اس خدمت کیلئے اختیار کیا۔ عجب اتفاق اوس ولایت کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جب سے یہ ملک تصرف میں آیا تہا۔ ابتک کسی کو سطرح کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا۔ اوسکے کارہاء نمایاں میں ایک کام عثمان افغان کا رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ ومقاتلہ کرچکا تھا اور وہ دفع نہ ہوا تہا ان دنوں میں اسلام خان نے ڈہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح زمینداروں کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سرپر فوج کو بہیجنا چاہیے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست ونابود وہ کرے۔ ابہی اسلام خان پاس شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا اور کشور خان اور افتخار خان وسید آدم بارہ وشیخ اچہے برادرزادہ مقرب خان ومعتمد خان وپسران معظم خان واہتمام خان اور امیروں کو اوسکے ہمراہ کیا اور ایک اپنی جماعت کو بہی ساتہہ کیا۔ نیک ساعت میں ان سب کو روانہ کیا۔ میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بہی رہنمونی کے لئے ساتہہ کئے۔ جب لشکر عثمان کے قلعہ وزمین کے حوالی کے نزدیک آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کیلئے بہیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرکے بغی طغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے۔ وہ غرور کے سبب سے اس تمام ملک کی تسخیر کا داعیہ رکہتا تہا اوسنے اصلاان باتوں کو نہ سنا جدال وقتال کے لئے مستعد ہوا

اور نالہ کی زمین جو بالکل دلدل وچہلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی۔ روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت خان نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجون کو اپنے اپنے مقام وجا پر بھیجا کہ آمادہ جنگ رہیں عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا۔ مگر جب اوسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت لڑائی ہوئی عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اوسنے ہنگامہ جنگ گرم رکہا ولی برادر عثمان وعزیزاسکا بیٹا اور اونکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع ہوئے تو اونکے دل مین آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہے گا۔ اگر ہم شکستہ و ریختہ اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہونچ سکے گا۔ اسی جگہ رہیں اور آخر شب کو فرصت میں قلعہ میں اپنے تئیں پہنچائیں۔ آدہی رات گئے عثمان مرگیا تیسری پہر رات کو اوسکی جسم بےجان کو اوٹھاکر وہ لے گئے اور اوسکے ساتہہ کا اسباب چہوڑ گئے اور قلعہ مین چلے گئے شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیے اور دشمنون میں سے کسی کو نہیں چہوڑنا چاہیے۔ مگر سپاہیوں کی ماندگی اور مردون کے کفن و دفن اور مجروحون اور زخمیون کی غمخوزری کے سبب سے آگے جانے یا پیچھے ہٹنے میں متردد تہے۔ اس حالت میں عبدالسلام خان تین سو سوار اور چار سو توپچی لے کر آگیا۔ اب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے عثمان کے بعد ولی اسکا قایم مقام ہوا تہا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان ایک فوج تازہ زور کے ساتھ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تہا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت باقی رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کریں۔ شجاعت خان نے بمقتضائے وقت و مصلحت دولت قول دیا۔ دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بہائی اور خویش سب شجاعت خان پاس آئے۔ اور وہ ہاتہی پیش کیے شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۶ صفر کو اسلام خان پاس لایا۔ اسلام خان اس نیکو خدمتی کے عوض میں منصب شش ہزاری ذات

سرفراز ہوا۔ اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا۔

۱۶۔ ماہ فروری کو مقرب خان کہ محرم قدیم الخدمت تہا بندر کہمبایت سے چند عجیب و غریب جانور لایا کہ بادشاہ نے ابتک نہ دیکہے تہے بلکہ اونکا نام تک بہی کوئی نہیں جانتا تہا۔ بابر بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانوروں کی صورت و شکلیں لکہی ہیں لیکن مصوروں کو حکم نہیں دیا کہ اونکی صورت کی تصویر کہینچیں۔ یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بہی لکہا اور جہانگیر نامہ میں اونکی تصویریں بہی مصوروں سے کہچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے وہ دیکہنے سے اور زیادہ ہو۔ دلیپ کا باپ رائے راے سنگہ مر گیا تہا اوس کے ماتہے پر بادشاہ نے ٹیکہ اپنے ہاتہہ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی۔ لکہمی چند راجہ کمایوں کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تہا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے اسپان گوٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جسمیں نافہ بندہا تہا اور کہانڈے اور کٹاریں نذر میں دیں۔ کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

۱۰۲۱ھ میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پہ پہنچا اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی۔ جہانگیر نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن پر حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سرداروں کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں اونکی مکافات ہو جائے۔ اوسنے یہ تجویز کی تہی کہ عبد اللہ خان حاکم گجرات ناسک اور ترنبک کی راہ سے مع لشکر گجرات اور امرا کے جو اوسکے ساتہہ معین کئے گئے ہیں روانہ ہو اور یہ فوج سرداران معتبر و امرا کار طلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خان و علی مردان بہادر و ظفر خان سے آراستہ تہی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تہی اور جانب برار سے یہ مقرر تہا کہ راجہ مانسنگہ و خانجہان و امیر الامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہوں اور یہ دونوں فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونوں جانب سے غنیم کو گہیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دونوں متفق رہتے اور غرض نفسانی دامنگیر نہ ہوتی تو

ظن غالب تہا کہ فتح ہوتی عبد اللہ خان جب مگا ٹیون سے گذرا او غنیم کی ولایت مین آیا تو اسکا مقید نہ ہوا کہ قاصدون کو بہیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرار داد کے موجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا - بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کرکے اس بات کو خاطر مین لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم مین اوسکے ہی نام پر فتح ہو اور اوسنے بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سردارون اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی خبر بہیجی - یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوس کے نام پر بلند آوازہ ہو - گیارہ ہزار سوار جنمین اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو شیر سمجھتا تہا اوسکے پاس تھے - وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا - ملک عنبر کو عبد اللہ خان کی خبر پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب نامدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بہیجا اور بھیجدیا اور توپ خانہ عظیم اوسکے ساتھ کیا - اس دیار مین بنسبت ہندوستان کے کلہ پوشان فرنگ کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تہا - اسلیے ملک عنبر کا توپخانہ بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تہا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبد اللہ خان کے مقابلہ مین تعین کیے - قزاق پیشہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے بڑہے - اور اوسنے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر ہی مارنے لگے اور عبد اللہ خان کی فوج کے اطراف کے لوٹنے مین مصروف ہوئے - اور دکنیون کے قواعد کے موافق جنگ صف نہین کرتے اور جنگ بگریزا اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہنے بائین طرف بیخبر آکر دستبرد نمایان کرتے چارپائے کہیں جہان ہاتھ لگتے چہین کر لیے جاتے اور بہت آدمی قتل کر جاتے اور کوچ کے وقت شتر بار بقطار قطار اونکے ہاتھ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک کان کاٹ کر لے جاتے - روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع ہو کر قوت پکڑتے جاتے تھے - یہانتک اس لوٹ مار مین نوبت پہنچی کہ عبد اللہ خان کا نصف لشکر تلف ہو گیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی - زیادہ تر آدمیون نے گوشہ و کنار سے فرار اختیار کیا - کوئی دن نہ ہوتا تہا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

ایک زخم تازہ نہ پہنچاتی ہو۔ عبداللہ خان نے عاجز ہوکر ہمراہیون سے صلاح کار پوچھی
ہواخواہون نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف مراجعت کرکے دوبارہ لشکر متعدد
اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھہ آئیں اور تلافی کریں۔ اسلیئے ناچار مراجعت
کو قرار دیا۔ اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تھا وہ پھر آیا۔ دکنیون کے
تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے دلون میں تھا اسلیئے علی مردان کہ مشہور صفدار تھا لشکر شاہی
فوج کے ساتھہ چنداول بنایا گیا۔ دکھنی ہر طرف سے فوج فوج آنکر زور کرتی تھی مگر جب علی مردان
خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پھر بے خبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے
اور گاہ وبیگاہ غافل ونا گاہ پھیر پہ تاخت کرکے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ
کرتے۔ اور اندھیری راتون میں داہنے بائیں طرف سے بے شمار بان مارتے آخر کار دس بارہ
ہزار سوارون نے علی مردان خان کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ علی مردان خان نے تردد نمایان
کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا مرہٹے ملک عنبر پاس اوسکو لے گئے۔ ملک
عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور جراح اوسکے علاج کے واسطے معین کیئے
مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح
آسمانی است تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی است مگر میدان از ماست۔ مخالفون
نے سرحد بگلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت ستوخیان کرکے پھر گئے۔ اگرچہ موجب
حکم کے سرداران برہانپور عبداللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر برار سے سنکر دولت آباد کے
عازم ہوئے تھے مگر حسد کے مارے وہ بھی عبداللہ خان کی رفاقت سے راضی نہ تھے اور عبداللہ
خان نے بھی اونکو خبر نہ کی تھی تو وہ کوچ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے تھے اونھون نے
یہ خبر سنکر مراجعت کی اور عادل پور میں شاہزادہ پرویز پاس چلے گئے۔ عبداللہ خان گجرات کو
بادشاہ کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ اگر دونو طرف سے سردار اتفاق سے نفاذ
کو کار فرما ہوتے تو اغلب تھا کہ کام دلخواہ ہوجاتا لیکن نوکرون کے رشک اور عدم اتفاق
نتیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر آگرہ میں آئی تو اونکی طبیعت میں ایک شور

پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنوں کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم ارادہ کے مانع ہوئے
اور ابوالحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخانان سمجھا ہے ایسا کوئی نہیں سمجھا
اوسکو بھیجنا چاہیئے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولت خواہوں نے بھی یہ رائے دی۔
غرض خانخانان کو اور خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا۔ دکھنیوں نے امراء دولتخواہ
سے صلح کی باتیں کرنی شروع کین۔ عادل خان والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار
کرکے کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلادون۔
جہانگیر نے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کردیا۔

آٹھواں نوروز ۲۶ محرم ۱۰۲۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۶۱۳ء کو واقع ہوا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ میں ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر میں
خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کروں جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہیں ہوئی
اور رانا امر سنگھ کو قلع قمع کروں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی اب تک
میرے دل میں آیا کہ آگرہ میں مجھے کچھ کام نہیں ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک میں خود
پر متوجہ ہونگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقرر میں قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دہرہ میں آیا
دوسرے روز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر
میری نظر سے گذرے۔ پانچوین شوال کو اجمیر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو جب
عمارات روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا۔ شہر میں داخل ہوکر روضہ
کی زیارت کی۔ میرے دل میں آیا کہ اجمیر میں توقف کرکے اپنے بیٹے بابا خرم کو آگے مہم
لئے بھیجوں۔ ۶ ذی کو اوسکو رخصت کیا۔ خان اعظم کو اوسکے ساتھ تعین کیا
سوار اوسکے ہمراہ کئے فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود
درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر مامور ہو باوجودیکہ شاہزادہ نے
ہر طرح سے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتھ اوسنے موافقت نہ کی شیوہ ناستودہ عمل کیا
جب یہ مقدمہ میں نے سنا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا

وہ لطف آمیز مہر انگیز پیغام لکھ دے کہ جسوقت تو برہانپور میں تھا تو آرزو دیں کرکے اس خدمت کے لئے مجھسے التماس کرتا تہا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا۔ اور مجالس و محافل مین مذکور کرتا تہا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا۔ اگر غالب آؤنگا تو غازی ہو نگا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو سپاہ کی جو مدد اور کمک چاہی تہی اسکا سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکہا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤن گا اس مہم کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا۔ اب تو نے عرایض مین معقول وجوہ بیان کرکے شاہزادہ کی استدعا کی غرض تمام مقدمات تیری راے اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے۔ اب باعث کیا ہے کہ تیار کی معرکہ سے اپنے پانون کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے۔ اس مدت میں با باخرم کو کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاردانی کے اعتماد پر اوس کو بہیجا ہے تو تجھے چاہیے کہ نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے۔ رات دن فرزند سعادتمند کی خدمت سے غافل نہ ہووے۔ اگر ان باتون کے خلاف عمل کرے گا اور اپنی قرارداد سے باہر قدم رکھے گا۔ تو سمجھ لے کہ اپنا نقصان کریگا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو سمجھائیں۔ مگر اسکا نتیجہ اصلا کچھ نہ ہوا۔ اور اپنے فعل قرارداد سے باز نہ آیا جب بابا خرم نے دیکہا کہ اسکا یہان ہونا کام میں مخل ہوتا ہے۔ اوسکی نگاہداشت کرکے عرضداشت کی کہ یہان اسکا ہونا کسی طرح لایق نہیں ہے اور محض اس سبب سے کہ وہ خسرو سے نسبت و رشتہ رکھتا ہے کارشکنی مین کوشش کرتا ہے میں نے مہابت خان کو بہیجا کہ جاکر اوس کو اودیپور سے لے آئے۔ محمد تقی دیوان بیوتات کو تعین کیا کہ مندسور میں جاکر اوس کے فرزندون اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچا دے۔ ۱۲۔ کو فرزند با باخرم کی عرضداشت آئی کہ فیل عالم گمان جسپر رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ آیا ہے اور عنقریب انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔

۹ صفر ۱۰۲۳ھ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے کی ۱۵ کو

مہم اودے پور اور رانا کی اطاعت +

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبداللہ خان کو لینے گیا تہا اونکو لایا خان اعظم کو آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار مین نگاہ رکھے۔اس قلعہ مین بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ مبادا مہم رانا مین بسبب خسرو کی رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔ اسلیئے مین نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ مین بطریق بندیون کے نہ رکھین بلکہ اسباب راحت و آسودگی اور کھانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیا رہین ہمت کے مہینے مین خوشخبریان متواتر آئیں اول خبر یہ تھی کہ رانا امر سنگھ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔اس مقدمہ کی کیفیت یہ ہے کہ عبداللہ خان صوبہ دار احمدآباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے تئیں شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکھن سے بعض کومکیون کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے تعین ہوئے۔شاہزادہ خرم جب رانا کے تعلقہ مین داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچہزار سوارون کے ساتھہ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم دیا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ و معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بتخانون کو جہان پائے مسمار کرے۔اور خود سب جگہ رانا کے منصوبون کے استیصال مین کوشش کرے اور ہر جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑ و ہیر جو مخالفون کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے رانا کی جائے حاکم نشین اودے پور تہا اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہہ نے ایک قلب مکان مین آباد کیا تہا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تہے اور دو تالاب اوس کے متصل بنائے تہے اور جب سے چیتور کو چھوڑا تہا اکثر رانا یہین سکونت رکھتا تہا۔اب وہ اسے چھوڑکر دشوار گذار اونچا کوہستان مین بطریق فرار چلا گیا تہا۔شہزادہ خود اودے پور مین آیا اور اطراف ملک مین چار فوجین متعین کیں اور رانا کے بندوبست و رسد کے بھیجنے کے لیئے تہانے مقرر کیئے۔رانا کے سردارون کے ساتھہ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار ہوئی خصوصاً بتخانون کے مسمار کرنے مین جنکی حفاظت مین راجپوت ایسے جان توڑکر جم کر لڑے کہ دونو طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔رانا کے پسر ارشد نے اکر اس کو فوج کوہ نورد

ساتھہ لیکر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بھی محمد تقی اور اوس کے
ہمراہیوں نے راجپوتونکا خوب بدلیری سے مقابلہ کیا۔ بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہو گئے۔
اس ہنگامہ میں عبداللہ خان فیروز جنگ اور دلاور خان کاکر کو بکی احمد آباد بھی پہنچ گئے اور
لشکر اسلام کو تقویت ہوئی آب وہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور
نامی نوکر تلف و بیمار ہو گئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کارپردازوں
اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوپ کرن
اپنے خالو کو بھیجکر شفیع جرایم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا واجداد کے طریقہ
کے کہ ہرگز بادشاہ و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی
پیشکش کے ساتھہ نذر دئے۔ شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع و دو فیل اور پچاس
گھوڑے اوسکو دئے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیوں کو عنایت کئے
اور اوسکو اپنے گھر رخصت کیا۔ پھر رانا نے اپنے بیٹے رانا کرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ
کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب
دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن پر
کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ تھا کوہستان میں اوسکی زندگی بسر ہوئی تھی روز بروز
زیادہ عنایت کی اور اوسکو نورجہان نے بھی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے
کہ بادشاہی فوج کو اودےپور کی لڑائی بھڑائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی
اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلئے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم
کے سبب سے حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس سے
چلا آیا تھا۔ اس سبب سے خرم کی قدرومنزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے دادا جان
کی تدبیر ملکی بھولا نہیں جب رانا اطاعت کے لئے آیا تو اوسکو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹھایا
اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تھا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بھی اپنے باپ کی
تدبیر ملکی نہیں بھولا تھا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے خراب نہ ہوں۔ پہلی خوشخبری تو یہ تھی

جو اوپر بیان ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تھا اور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مر گیا۔

سوم خوشخبری پرتگیزون کی شکست کی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں اپرتگیزون نے بے قولی کر کے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھے حوالی بندر میں تاراج کئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کر کے اسکا مال متاع سب چھین لیا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تھا اوسکو تدارک و تلافی کے لئے رخصت کیا۔ اب پرتگیزون (وائسرائے) قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچا تھا اور اوسکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر مذکور میں پرتگیزون اور انگریزون کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اس بندر میں انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے پرتگیزون کے اکثر جہاز جلا دئے۔ ناچار تاب مقاومت پرتگیزون نہ لا اور گریزان ہوئے۔ اور شاہ گجرات کے حاکم مقرب خان پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے آئے تھے نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کھڑی کر دی + یہ خبر آئی کہ چندر راجپوتون نے عنبر کے مارنے کا قصد کیا تہا وہ گھات لگا کے عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکے ایک ناقص زخم لگایا عنبر کے گرد کے آدمیون نے اوسے مار ڈالا۔ اور عنبر کو اوسکے گھر لیگئے۔ اوسکے مرنے میں کچھہ رہا تہا افسوس ہے کہ ایک آنچ کی کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال میں درد سر و تپ میں مبتلا ہوا تہا۔ نورجہان بیگم نے میحائی کی کہ ان امراض کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کر دیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ باطن میں معتقد و حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تہا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجھتا تہا ایسے ہی ظاہر میں اوسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک ایک مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص نے بھی اوسکی تقلید کی انکو ۳۰۰۰ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کئے۔ اس سال کے واقعات سے شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگہ کا مارا جانا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ سورج سنگہ کا وکیل گوبند داس تھا اوسنے راجہ کے برادر زادہ کو بہ سبب نزاع دنیوی مار ڈالا کشن سنگہ برادر زادہ کا چاہتا تہا کہ مقتول کے عوض میں وکیل سے قصاص لیا جائے وکیل سورج سنگہ

بہت محبت رکھتا تھا۔ اِس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا کِشن سنگھ مع اپنے برادرزادہ
کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑھ گیا۔ وہ سورج سنگھ کی بنا میں
رہتا تہا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگھ تھا کہ وہ اس غلبہ ہجوم
میں غیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگھ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور
راجپوتوں کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگھ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگھ
کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ
شاہی کو روانہ ہوئے۔ اِس جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگھ نے کیا اور دولتخانہ کے
دروازہ پر آیا اور جہروکہ کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان میں
بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر ۱۰۱۶ھ کو حضرت نیّر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا جشن
نوروز اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ راناکرن منصب پنجہزاری ذات و سوار
سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خرد مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تہا اور ہندو اوس کو
سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکہتا ہے کہ

۲۵ دی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تہا۔ اوس کی عمر اس سن میں ۲۴ سال کی
تھی۔ بیاہ شادیاں بھی ہوچکی تہیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبھی شراب نہ پی تھی
آج اوسکے وزن کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور
بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجکو شراب پلاتا ہوں اور اجازت
دیتا ہوں کہ جشن کے دنوں میں و ایام نوروز میں و بزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال
کے ساتھ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندوں نے روا نہیں رکھی۔ اوس کے
پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بوعلی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوسنے یہ رباعی لکہی ہے

| | |
|---|---|
| می دشمن مست و دوست ہشیار است | اندک تریاق و بیش زہر مار است |
| در بسیارش مضرت اندک نیست | در اندک او منفعت بسیار است |

[illegible]

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی یعنے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تھی
لیکن ایام طفولیت میں دو تین مرتبہ والدہ اور اناؤں نے ادواطفال کے علاج کی تقریب
کر کے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب و آب میں ملا کر کھانسی
دور کرنے کے لیے مجھے پلایا تھا - ان دنوں میں کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لیے گیا تھا - تو قلعہ اٹک میں کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے میں ٹھیرا -
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو استاد شاہ قلی توپچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہاں وہ شرابدار توپچیان تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمائیے
تو ماندگی اور کسالت سب دور ہو جائے گی چونکہ ایام جوانی تھی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تھی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گھر میں جاکر شربت کیف ناک لائے - حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چھوٹے شیشہ میں بھیجی اوس کو میں نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑھائی یہاں تک کہ پھر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں
عرق دوآتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چھ سیر ہندوستانی ہوتا تھا اور میری خوراک نان و ترب کے ساتھ ایک مرغ تھی اس حال
میں کسیکی قدرت نہ تھی کہ مجھے منع کرتا - یہاں تک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار میں مجھے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ اوسکو پلاتے تھے
جب یہ حال ہوا تو میں نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اونے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بے حجابانہ
کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چھ مہینے بعد یہ حال ہو جائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا - اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیریں عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجھ میں اثر کیا اور میں نے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا - میں نے حکم دیا کہ عرق کو

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا ہر روز کم کرتا جاتا تھا سات سال ہوئے کہ چھہ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال ہوتا تھا اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہون اوسے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہون۔ روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ مین شبہا متبرک سے ہے اور روز متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونون کا لحاظ کر کے جب دن ختم ہوتا تو شراب پیتا مجھے یہ خوش نہین معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت مین گذارون اور منعم حقیقی کے شکر مین تقصیر کرون اور روز پنجشنبہ و روز یک شنبہ کو گوشت نہین کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا دن اور روز یک شنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تھا اور اوسکو عزیز رکھتا تھا۔ کچھہ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری عمر چھیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور ۴۷ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھہ رتی افیون پانچ گھڑی دن چڑھے اور چھہ رتی پہر رات گئے کھاتا ہون +

اس سال ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبرین آئین
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل مین سرکشی و فتنہ انگیزی کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے۔ والد بزرگوار کے زمانہ سے حال تک کہ میرے جلوس کا دسوان سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پیچھے جاتی تھی رفتہ رفتہ وہ شکستین کھاتا اور پریشانیان اوٹھاتا۔ اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا حصہ متفرق ہوتا چرخی مین کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ مین رہا۔ اوسکے اطراف کو خان دوران خان نے محاصرہ کیا اور در آمد و بر آمد کی راہین بند کین جب اس کے پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتون کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی مین چراتا تھا اور جو کچھہ ہی اسلئے آتا تھا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کرین خاندوران خان کو یہ خبر پہونچی تو سرداروں کی ایک جماعت کو اور تجربہ کار آدمیون کو ایک معین شب مین تعین کیا کہ حوالی چرخی میں جاکر کمین مین بیٹھین یہ جماعت جاکر رات کو نیاہ گاہون مین پنہان ہوئی

احداد افغان +

اور دن کو خاندوراخان نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے
اور احداد اپنی جماعت کے ساتھ کمین گاہوں سے نکلا کہ یکبارگی ایک گرد آگے سے ظاہر
ہوئی مسبب اوسکی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خاندوراخان ہے تو احداد نے متلاشی و
مضطرب ہوکر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی یہاں احداد
تو خان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمین گاہ میں تھے اونکو بھی سرراہ لیکر حملہ آور
ہوا۔ دوپہر تک بہ سبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ اخرالامر
افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑوں میں دوڑ گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام کے آدمی
مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے۔ احداد دوبارہ اس اپنے محکم جا میں نہ جاسکا بالضرورت
قندھار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقاموں میں جا کر اون کو
جلادیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔
تال کا کریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان میں رہتا تھا طائفہ ہنود کے فقرا صلحو
میں تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات کو
گیا اور بہت دیر تک اوس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی
و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف
ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طلب و خواہش سے ہاتھ کھینچ لیا
اس سنیاسی سے بہتر کوئی ابتک اس طائفہ میں مین نے نہیں دیکھا۔
بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ میں تجھے دونگا اوسکو
قران کی قسم دی کہ تو مجھسے مانگ اوس نے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت
کیجئے۔ اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کہ
جو نفائس روزگار سے تھا سید مذکور کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ
فلان تاریخ فلان مقام میں سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کی سلیس
عبارت میں کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ میں قران کا لفظ بلفظ فارسی میں ترجمہ

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و لبط و شان نزول کا مع
نہ ہوا اور جب تمام ہو جائے تو اپنے فرزند کے ہاتھ بھیجدے۔

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے
جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جن دنوں میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور برار میں
سردار فوج تھا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور جادو رائے
اور بابو کانتھیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہنواز خان پاس آئے شہنواز خان
اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان بے ہمتوں کے مزید اعتبار کے لئے اور دور و نزدیک
کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لئے اوسنے شادیانے بجوانے کا حکم دیا
عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا مجمل دارا خان و یاقوت خان و آتش خان دلیر
دلاور خان کو امراے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھ اور خانہ زادان رزم افروز
اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو محالات
میں مور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کرتی تھی دکنی
سب طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے میں مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کرتے
ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی آگ
روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبے سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور
پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہنواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے
آیا۔ ان دونو لشکروں میں چھ کروہ کا فاصلہ تھا اور ایک نالہ اونکے درمیان حائل تھا۔
دکھنیوں کے پیکار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تھا اوسنے بغیر آہنگی لڑکے میدان
جنگ کی جائے سر راہ نالہ پر گل اور لاہئے کم عرض کی قرار دی اور برقنداز و تیر انداز
و بہادر دلاور نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب میں جا بجا فوج کومگی
کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہائے سوزان اور بانہا آتش فشان اور شمشیرہائے جان ستان
سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں دکھنیوں نے بھی

دو روز میں اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آراستہ
کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی ضرب گولہ و تفنگ و صدمہ بان اور تیر سے
دکہنیوں کے بہت سے سردار بے سروپا ہوئے نشیب و فراز اور تنگی راہ سے اونکے اہل فیل
کا کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار بر قطار گرتے تھے
جو پانی میں پھنس جاتے تھے اونکی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تہا۔ جو گھوڑا
دلدل میں پھنستا تھا اسکا راکب خلاصی کو عطیہ الہی جانتا تہا۔ جو تیر کھی اور تازی گھوڑوں کے
لگتا تہا وہ چکر کھا کر چارپا ہوتا تہا اور اپنے سوار دوپا کو نیچے ملتا تہا۔ جو فوج دکھنیوں
کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کر کے پہر جاتی تھی۔ بادشاہی
فوج مردون و نیم جان زندون کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی عنبر اپنے دلاوروں کو لیکر
بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایکدفعہ لشکر شاہی میں زلزلہ
اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایاں ہزیمت سے بدلے۔ ملک
شہ نواز خان اور یاقوت خان سیل روان کی طرح عنبر کے مقابلہ میں آئے۔ وہ رستمانہ
کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور
تین سو اونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے
بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جو اب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا تین روز تک
اوسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا۔ بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت
کی شہ نواز خان و یاقوت خان مع کل امیروں کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے

تیسری خبر ولایت کوکہرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تھی ابراہیم خان
کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تھی۔ یہ کوکہرہ صوبہ بہار و پٹنہ کے توابع
اس میں ایک رودخانہ جاری ہے جسمیں سے ایک روش خاص سے الماس نکالتے ہیں اور نکالنے
طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت نے جو اس کام میں مشغول رہتی ہے
تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دنوں میں گرداب و آب کندوں میں پانی کم ہوتا ہے تو

جس گوراب میں الماس ہوتا ہی اوسپر بہت ریزہ پرند جانور لپشہ کی قسم کے جسکو ہندی مین جہ
کہتے ہیں ڈھیروں جمع ہو جاتے ہیں رودخانہ کے طول میں جہانتک جا سکتے ہین یکبہ چال گی
وہ لوگ گورابوں (جن سوراخون میں پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (اونکے گرد پتھر لگاتے ہیں)
کرتے ہیں پھر بیل (گدال) اور کلندان (پھاوڑے) سے گورابون کو گز دو یڑہ گز نیچے لے جا کر
اونکے گرد کہودتے ہیں جو سنگ ریگ ریزہ نکلتے ہیں ونہیں تلاش کرکے چہوٹے بڑے الماس
نکالتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بارجہ الماس ایسا ہاتھہ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکہہ روپیہ اوسکی
قیمت ہوتی ہے۔ اس ولایت اور اس رودخانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سال متصرف
تہا۔ ہر چند صوبہ بہار کے حکام اوسپر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب اوسکے استحکام اور جنگلوں کی
کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تھے۔ اور اوسکو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تھے۔ جب
صوبہ مذکور میں ظفر خان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے
کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے۔ ابراہیم خان بمجرد اوس ولایت
میں آنے کے جمعیت کے ساتھہ زمینداروں کے سر پر چڑہا اوہنوں نے بدستور رسائل آدمی
بھیجکر چند الماس کے دانوں اور چند ہاتھیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور
اوسپر راضی نہ ہوا۔ تیز و تند اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسکے کہ درجن سال اپنی جمعیت جمع کرے
راہبروں کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بے خبر کوہ دره کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کرلیا۔ اور
درجن سال کے تفحص میں آدمیوں کو بہیجا تو اوس کو ایک غار میں چند عورتوں کے ساتھہ
پایا جنمیں سے ایک اوسکی ماں تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تہی انکو
اوسکے بھائیوں میں ایک بہائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تہے
لے لئے اور تیئیس ہاتھی بھی ہاتھہ لگے۔ اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خان کا منصب
چار ہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس ماتے سے یہ ملک اور رودخانہ بادشاہی تصرف
مین ہے اور اس رودخانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بہیجدیتے
ہیں۔ ایک الماس کلان ایسا بہیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تہی اس سے احتمال ہوتا ہے

کہ اگر اسی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جائینگے +

گیارہواں نوروز اول ربیع الاول ۱۱۲۵ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۷۱۳ء حسب معمول جشن ہوا۔ بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبد اللہ خان صوبہ دار نے رویداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ پا نہایت خفت کے ساتھ بلایا اور نہایت اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جاکر عبد اللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر گھوڑے پر سوار کرکے لائے عبد اللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا خود روانہ ہوا۔ دیانت خان رستے میں ملا وہ پھر اوس کو گھوڑے پر سوار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا۔ بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا خدم کی سفارش سے قصور معاف ہو گیا۔

وبا اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام میں وبائے عظیم پھیلی پر گنات پنجاب سے اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور میں سرایت کی۔ اس وبا سے بہت ہندو و مسلمان تلف ہوئے پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب میں دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی۔ بہت سے دہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا۔ ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا۔ وہ سوراخ سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مرجاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اپنا گھر بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی اور نہیں تو تھوڑے عرصہ میں تمام آدمی اس وبا سے صحرائے عدم میں چلے جاتے۔ اگر کوئی میت کو ہاتھ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا۔ اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا۔ لاہور کے گھروں میں بیس بیس آدمی مرجاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلے کے محلے چھوڑ دیتے گھر میتوں سے بھرے پڑے مقفل رہتے۔ جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا۔ کفن دفن کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا۔ پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی۔ کاشمیر میں اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت گئی کہ ایک عزیز مرگیا تھا اوس کو ایک درویش گھاس پر غسل دیتا تھا۔ دوسرے روز درویش مرگیا جس گھاس پر غسل دیا تھا اوسکو جس گائے نے

کھایا وہ مرگئی۔ اور جن کتوں نے اس گاے کا گوشت کھایا وہ وہیں ہیر رہے۔ غرض ہندوستان کا کوئی ملک اس وبا سے خالی نہین۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیون کی زبانی اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں اپنا رخ نہیں دکھایا اس کا سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب سے ہوا میں عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے۔ بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند اللہ تقدیرات الٰہی پر گردن رکھنی چاہئے ؎ چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را +

کوتوالی کے چبوترہ کے حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس میں سے چوروں نے روپیہ چرایا چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے۔ ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ اور کچھہ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھہ آیا۔ بادشاہ کے دل میں آیا کہ چوروں نے چوری میں بڑی دلیری کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہئے۔ ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی۔ نول کو ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالنے کا حکم ہوا۔ نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کروں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا۔ ایک فیل بدست آیا۔ بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا۔ چند مرتبہ فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس تہور بیباکی سے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقوں کی سیاست دیکھہ چکا تھا اپنے پاؤن جما کر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوس پر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا۔ جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری و مردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں تھوڑے دنوں بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ پر بھاگ گیا۔ یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کرا کے پھانسی دیدی۔ سعدی نے سچ کہا ہے کہ ؎

| | | |
|---|---|---|
| عاقبت گرگ زادہ گرگ شود | | گرچہ با آدمی بزرگ شود |

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھہ میں سوار ہو کر نکلا جسمیں چار گھوڑے جتے ہوے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھہ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہوں۔ شام کو موضع دیورائی میں پونے دو کوس چلکر آیا۔ اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری

خزانہ شاہی مین چوری اور چور کی دلیری +

بادشاہ کا انگلستانی رتھہ مین اجمیر میں سوار ہونا اور اجمیر کا بیان +

قصد سے شرق کو جائیں تو فیل دندان دار پہ سوار ہون اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ
پر۔ اور اگر شمال کی جانب تو پالکی اور سنگھاسن مین۔ اور اگر جانب جنوب مین تو رتھہ مین سوار
ہون۔ جہانگیر ۵ دن کم تین سال اجمیر مین رہا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم مین ہے
ہوا اسکی قریب اعتدال ہے۔ مشرق مین دار الخلافہ آگرہ و شمال مین قصبات دہلی جنوب
مین صوبہ گجرات۔ مغرب مین صوبہ ملتان و دیپال پور۔ یہ ولایت ساری ریگستان ہے اس
زمین مین بدشواری پانی نکلتا ہے۔ کشت کار کا مدار بارش پر اور ترمین پہ ہے۔ اوس کے
زمستان مین اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملائم ہے۔ اس صوبہ سے ۸۶ ہزار سوار
اور تین لاکھہ ۴ ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہین +

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا۔ راہ مین شکار کھیلتا۔ کشتیان اوس کے
ساتھہ چھکڑون مین لدکر چلتی تہین جہان کہین تال جھیل دریا آتا تو ان کشتیون مین بیٹھکر
آبی جانورون کا شکار کہیلتا جب اوہین وہ اودے پور کی منزل مین آیا تو رانا اوسکی ملازمت
مین آیا۔ نذر دی خلعت پایا۔ قلعہ رنتھنبور مین بادشاہ نے قیدیون کو جو مدت سے مقید تہے
رہا کیا۔ بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی لا
گڑہ کی انتہا سے ولایت بانسوالہ تک ۲۴۵ کوس اور عرض اسکا پرگنہ چندیری سے پرگنہ
مندر بار تک ۲۳۰ کوس اوسکے مشرق مین ولایت ماندو و شمال مین قلعہ نرور جنوب مین
ولایت بگلانہ غرب مین صوبہ گجرات و اجمیر۔ یہ ولایت نہایت پرآب و خوش ہوا ہے
پانچ دریا سوا نہرون و ندیون و چشمون کے اسمین جاری ہین۔ دریا یہ ہین۔ گوداوری
بہیما۔ کالی سند۔ نیرا۔ نربدا۔ ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے۔ اس ولایت کی زمین اپنی
اطراف کی نسبت بلند ہے قصبہ دہار مین کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک مین دو دفعہ انگور
لگتے ہین اسکی کشاورز و محترفہ بے سلاح نہین رہتے۔ اس ولایت کی جمع ۲۴ کروڑ ۷۰ لاکہہ
دام ہے اور اس ولایت مین کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکہہ ستر ہزار تین سو
پیادے ایک سو نو زنجیر فیل کے ساتہہ نکلتے ہین +

جہانگیر کا جانا مالوہ کا حال لکہنا

اجمیر سے مانڈو ۱۵۹ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طے کیا ۴۶ کوچ اور
۷۸ مقام - ان چھیالیس کوچوں میں حسب اتفاق ایسی دلکش جگہوں میں منازل ہوئیں
تالابوں اور ندیوں اور نہروں کے کنارہ پر واقع ہوتیں - ان میں درخت سبزہ کثرت
ہوتے خشخاش زار کھلے ہوتے - کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا مجھ کو
سفر میں ذرا تکان نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا - مانڈو کا حال
بادشاہ لکھتا ہے کہ مالوہ کی سرکاروں میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کروڑ اور تیس
لاکھ دام ہے - مدتوں تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے - سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتیں
برباد ہو رہی ہیں اور ان میں ابتک کچھ نقصان نہیں ہوا - ۲۴ کو میں ان عمارتوں کی سیر کو گیا
اول جامع مسجد میں گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تھا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسی
سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہیں - یہ عمارت بڑی لمبی
ہے ساری تراشیدہ سنگوں سے بنی ہے - پھر حکام خلجیہ کے مقبرہ میں گیا وہاں روسیاہ ابد والآباد
نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین
کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا - باپ پاس زہر مہرہ تھا اوس سے
اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتھ سے باپ کو دیا اور
کہ اس کو آپ پیجئے - جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مارنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو اپنے بازو
سے کھول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ
زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو میں نے دولت و عیش
و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب میرا بازپسیں کا زمانہ ہے
امیدوار ہوں کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر پر
رکھکے اسکی بازخواست نہ کرے - یہ کلمات کہہ کر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جان آفرین
کو جان سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہاں آیا ما

حیوان طبعی کے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیہ کی قبر پر لکڑیان ماریں
میں بھی جب اوسکی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوسکی قبر پر مارین اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ وہ
بھی اس قبر پر لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ
اوسکی قبر کو پہاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین۔ لیکن پہر مجھے یہ خیال آیا کہ آتش تو
انوار الٰہی میں سے ایک نور ہے حیف ہی کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھہ آلودہ ہو
مبادا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے فرسودہ
استخوانون کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہا دین۔ ایام حیات مین طبیعت میں
حرارت غالب تہی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تہا۔ اب ایک سو بیس برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ
اوسکے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم مین بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی۔ قراول احاطہ بارہ میں ایک
قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے ہتے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تہا وہ استراحت مین تہا۔ بندوق
خاصہ فتیلہ سوختہ کے ساتھہ مسند خاص پاس رکھی ہوئی تہی۔ دو محل مع دو تین خواص کے برسم
پرستارون کے بادشاہ کی اطراف مین بیٹھی ہوئی تہیں اس اثنا میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا
باہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید رہتی تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان
حرم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین۔ نورجہان کے
اس فن سے عاری تھی۔ جوہین شیر دور سے محل کلان کی نظر میں آیا تو اوس نے بندوق جھکا
شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اوچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ
شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی خوشی بندوق ہاتھہ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریان ہے بادشاہ
کلان کو آفرین کرکے گلے لگایا اور اوسپر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو
تشنیع کی اور اوسپر توجہ کم کی۔ والدۂ نورجہان فراست و عقل مین عورتون میں ممتاز تہی
اوسنے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردون کیلئے نیک شمار کی جاتی ہیں اور اونمین اونکی تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنتے ہین یہ صفات شجاعت وسخاوت کی ہیں غرض یہ بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نورجہان پر مہربان ہوا اور اوس روز سے نورجہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تہوڑے دنوں میں اوسکی مشق کرلی آگے اسکے شیر افگنی کا بیان آئے گا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتداء سن تمیز سے ابتک جو شکار کئے ہیں اون کا شمار کیا جائے اسلئے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان حلہ و غلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ تحقیق کرکے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکی مجموعہ کا حال مجھے سنائین تو اونہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۸ھ مین تہی اس سال ۱۰۲۷ھ مین پچاس برس کی عمر ہے اس مدت مین میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے ہیں اوران مین سے ۱۷۱۶۷ شکار خود بندوق وغیرہ سے مینے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے +

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیر | ۸۶ | ریچھ چیتہ لومڑی اود بلاؤ کفتار | ۸۸۹ |
| جہاگوزن | ۳۵ | سیاہ ہرن چکارہ چینل بزکوہی وغیرہ | ۱۶۷۰ |
| نیل گائے | ۹ | قوچ وآہوے سرخہ | ۲۱۵ |
| بھیڑیے | ۶۴ | گاؤمیش صحرائی | ۳۶ |
| سور | ۹۰ | زنگ | ۳۶ |
| قوچ کوہی | ۲۲ | ارغلی | ۳۲ |
| گورخر | ۶ | خرگوش | ۲۳ |
| | ۳۱۲ | | ۲۸۹۱ |

کل میزان چوپایون کے شکار کی ۳۲۰۳

کبوتر ۱۰۳۴۸ لگڑ ۳ جگڑ ۲ علیواز چند قوطان موش جوز ۷۹

ابابیل ۴۱ کنجشک ۴۱ ۵ الو ۳۹ مرغابی ۱۵۰

زاغ ۳۲۷۶ ۱۳۶۶۵ میزان کل ۱۳۹۵۴ ۳۳ ۲۲۹

گڑچھہ ۱۰ میزان کل ۱۷۱۶۷

جہانگیر ہاتھی کا شکار کبھی نہیں کھیلا نہ اوسکو آبی جانوروں کے مارنے کا شوق ہوا۔
جب بادشاہ کے حسب لخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرکردگی نہ ہوسکی تو اوسکو الہ آباد کا صوبہ دیا
شاہزادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا او پر
بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خان و راجہ بکرماجیت
کو نظام الملکی و عادل خانی وکلا کے ساتھ جو اُس پاس حاضر تھے ملک عنبر و عادل خان پاس
بطریق سفارت بھیجا اور اونکو فرمان لکھا جسمیں تہدید و وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار لکھے کہ

| | |
|---|---|
| دو شعلہ زنگ شمع دارم بچنگ | یکے نور صبح و یکے نار جنگ |
| بود نور صبح شبستان فروز | ولے نار خشمم بود خانہ سوز |

اور حکم دیا کہ اول عادل خان پاس دونوں جائیں عادل خان نے کچھ پیش آئے اطاعت قبول کی
اور بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازموں نے چھین لئے تھے واپس حوالہ
کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بھی حکم کی انقیاد کے باب میں جیسا کہ لکھنا چاہئے تھا ادب سے لکھا

اسی سال میں یہ خبر بھی آئی تھی کہ قدم بیگانہ نیگانہ افریدی افغان جو دولت خواہ
و فرمانبردار تھا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رکھتی تھی تھوڑے توہم سے [illegible]
اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکھا اور فساد کے لئے سر اوٹھایا اور [illegible]
جماعت کو بھیجا۔ جہاں وہ خود اور اوسکے آدمی گئے۔ وہاں کے آدمیوں کی غفلت کے
سبب سے قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوسنے ضایع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب
کوہستان افغان کے درمیان ایک ہنگامہ مچ گیا۔ اس افغان کا بھائی ہارون اور بیٹا [illegible]
بادشاہ کے پاس تھے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار میں محبوس کیا اور افغانان بیگانہ
نے عبدالسبحان برادر خان عالم کو ایک تھانہ میں مار ڈالا۔ خان عالم کو اس [illegible]
چکانے کا حکم ہوا۔

۱۲۔ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۷ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا۔ شاہزادہ
خرم نے باپ کو لکھا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اسلئے نذر معاف کی جائے۔ اسلئے

بادشاہ نے نجشن کی معمولی نذرین خرم کو اور امرا کو معاف کردین +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتون اور مزاجون میں تنباکو کا استعمال فساد پیدا کرتا تھا اسلیئے مین نے حکم دیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بہائی شاہ عباس نے بھی تنباکو کے ضررون پر مطلع ہوکر ایران میں حکم دیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے خان عالم جو میر ایلچی شاہ ایران پاس موجود تہا وہ تنباکو کے استعمال کی مداومت پر بے اختیار تہا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت بہیجی کہ خان عالم تنباکو کے بدون ایک دم نہین رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکھا ہے

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب میں خان عالم نے یہ شعر لکھہ کر بہیجا +

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو زلطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو

ہندوستان میں امریکہ سے تنباکو آیا تہا۔ اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص و تجویز کرکے اوسکی دود کشی بطور سعوط بعض امراض کے لیئے مناسب جانی۔ رفتہ رفتہ وہ سب ہی طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ اکثر حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا۔ عہد جہانگیری میں اوسکا زیادہ رواج ہوا اسکی دودکشی کے آرزومند بہت آدمی نکلے۔ اور سب ماکولات و مشروبات پر اوسکو تقدم ہوا اور مہمانون کے لیئے ماحضر اور اخلاصمندون کا بہترین تحفہ بنا۔ اور اوسکی لوگون کو ایسی عادت ہوگئی کہ اوسکا طالب کہانے کو ترک کردے مگر تنباکو چہوڑنا اس کو بہت دشوار ہو۔ جتنا وہ تلخ زیادہ ہو اتنا ہی وہ طالبوں کے مذاق میں گوارا تر ہو اور نرخ اوسکا گران تر ہو ؎

بسیار کسیکہ خواہش از دل جان کمیاب کسے بود کہ اورا کم خواست

اوسکے نفع و ضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہین وہ انسان کی دولت کے ایک حصہ کو آگ لگاتا ہے سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر اسکا ہونٹ کٹوا دیتا

یا کچھہ اور سزا دیتا۔
قراولون نے چار شیرون کو گھیرا تہا۔ میں اپنے محل کے ساتھہ شکار پر متوجہ ہوا جب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیرون کو بندوقون سے مارون میں نے کہا کہ اچھا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو تیر مار کر نیچے گرایا۔ ایک پلک مارنے میں ان چارون شیرون کا قالب جان سے خالی کیا۔ ایسی تفنگ اندازی اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر چھہ تیر پھینکے جنمیں سے ایک خطا نہ کرے۔ چار درندون کو ہلنے اور بوجھنے کی فرصت نہ دی۔ اس کماندازی کے جلدو میں ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی نورجہان کو مرحمت کی+

نورجہان کا شیر کا شکار کرنا +

شروع سال میں سید عبداللہ خان بارہہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی خدمت میں آیا اوسمیں لکھا تہا کہ عادل خان و عنبر اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت و عبودیت اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمدنگر اور اور قلعوں کی کنجیان جنپر عنبر متصرف تھا ملازمان شاہی کو حوالہ کین۔ اور جو ولایت کہ ہاتھہ تلے سے نکل گئی تھی وہ اولیای دولت کے تصرف میں آئی۔ مفسد جو استکبار کا دم بہرتے تھے عجز و نیاز سے اسکا اظہار کر کے باج سپار اور خراج گزار ہوئے۔ جہانگیر یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا اور شادیانے کے نقارے بجوائے۔ سید عبداللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شہزادہ کے لئے ایک لعل بیبہا بھجوایا۔ اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمیں یہہ شعر جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکھا تہا ۵

دکن سے [illegible] عرضداشت شاہزادہ خرم و عادل خان [illegible]

شدی از التماس شاہ خرم  بفرزندی ما مشہور عالم

اس فرمان کے آنے پر عادل خان نے افضل خان اور بکرماجیت کے ہاتھہ ڈیڑھ لاکھہ ہن اور دو لاکھہ روپیہ کے جواہر اور پچاس ہاتھی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکھہ روپیہ کی پیشکش بھیجی۔ اور سفیرون کو دو لاکھہ روپئے دئے۔ قطب الملک نے بھی اسیقدر روپیہ کی

پیش کش بھیجی۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیش کشین آئیں کہ کبھی پہلے ابتک کسی بادشاہ پاس نہین آئی تھیں +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمدنگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی۔ اور اوس کے بیٹے شہنواز خان جو حقیقت مین جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سوارون کے ساتھ ولایت مقبوضہ بالاگھاٹ نظام الملکی کے انتظام و ضبط کے لئے مقرر ہوا۔ اور ہر جا و ہر محل مین معتبر آدمی مقرر کیے گئے غرض یہانکا بندوبست جیسا کہ لایق اور مناسب تھا کیا گیا۔ جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس تھا اوسمیں سے تیس ہزار سوار و سات ہزار پیادے برق انداز یہان انتظام کے لئے معین کئے گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا ا۱ شوال ۱۰۲۶ھ کو بادشاہ کی خدمت مین وہ حاضر ہوا۔ آداب کورنش و زمین بوس کے بعد اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ سے اوٹھکر اوس کو گلے لگایا۔ جسقدر ادب اور فروتنی میں زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشاہ اتنا ہی زیادہ اسپر عنایت و شفقت کرتا تھا۔ سب اپنے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ شہزادہ نے ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا۔ چونکہ وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش روبرو کرتا صرف فیل سرناک کو کہ عادل خان کے فیلون کی پیشکش کا سرحلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوسوقت نذر میں گذرانا۔ بعد اسکے بخشیونکو حکم ہوا کہ امرا جو شاہزادہ کے ساتھ آئے ہیں بہ ترتیب منصب ملازمت مین آئیں۔ اول خان جہان نے سعادت ملازمت سے سرافرازی پائی۔ اوس کو بادشاہ نے اوسپر بالا قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات سے بھرا ہوا پیشکش مین دیا۔ اسکی پیشکش سے بادشاہ نے چالیس ہزار روپیہ کی قیمت کی چیزیں پسند کیں۔ بعد ازان عبد اللہ خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دیں پھر مہابت خان نے زمین بوس ہو سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا۔ اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش میں

جس کی قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھے از انجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک فرنگی اجمیر میں بیچنے لایا تھا دو لاکھ روپیہ قیمت مانگتا تہا اور جوہری اوسکی اسی ہزار قیمت آنکتے تھے اسواسطے اوسکا سودا نہ بنا اولٹا لے گیا جب وہ برہانپور مین آیا تو مہابت خان نے اوسے ایک لاکھ روپیہ کو خریدا بعد ازان راجہ بہادر سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور قدرے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و سردار خان برادر عبد اللہ خان و شجاعت خان عرب دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان بخشی واو دارام کہ نظام الملکی سردارون میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا اور دولت خواہون کی سلک مین منتظم ہوا تھا اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی بعد ازان عادل خان کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی جلدو میں منصب بست ہزاری و دہ ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا تہا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا اب اس شائستہ خدمت کے جلدو میں منصب سی ہزاری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا۔ اور حکم ہوا کہ تخت کے نزدیک ایک صندلی بچھائی جایا کرے اوسپر وہ بیٹھا کرے۔ اسی شہزادہ کے حال پر یہ خاص عنایت ہوئی خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی اور پچاس ہزار کا خلعت عنایت ہوا۔ نور جہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ شاہجہان نے دو لاکھ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نور جہان کو دی اور ساٹھ ہزار روپیہ اور ماؤن کو نذر کیا اور اوسکی نذرون میں سے بیس لاکھ روپیہ کی نذریں قبول ہوئیں غرض بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اوسکا نذرون میں خرچ ہوا۔

جہانگیر نے سُنا تھا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوترون کو نامہ بری سکھاتے تھے بادشاہ نے بھی کبوتر بازون کو حکم دیا کہ کبوترون کو یہ کام سکھائیں۔ ان کبوتر بازون نے چند جوڑے ایسے آموختہ کئے کہ اول روز مین ماندو سے وہ پرواز کرتے اگر بارش کی کثرت ہوتی تو دو پہر میں ورنہیں ڈیڑھ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے +

جب شہنواز خان ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابو رائے کانیٹہ
دادا رام اور جہیا اور امرا نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شہنواز خان پاس آئے تھے
عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملائمتوں سے اور ملک عنبر کے فریب سے انہوں نے
بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کھا کر اوس کو دہوکہ دیا
اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا - اور پھر مار ڈالا - بابو رائے کانیہ اور اودا رام
عادل خان کی سرحد میں گئے - عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں راہ نہ دی چند روز بعد
بابو رائے کانیہ کو ایک دوست نے فریب سے پکڑ مار ڈالا عنبر نے اودا رام پر لشکر بھیجا اور اودا رام
اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا - بڑا منصب پایا +

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تھا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکھنے
اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تھا اور قراولوں نے جا کر فیلہائے صحرائی کو دیکھ
شکار کی جگہ قرار دی تھی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکھنے اور
مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہو گی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا اس شکار کو کر کے دار الخلافت
میں آئے - وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا - منزل بہ منزل طے کر کے یکم دی کو
تال جہسود (جہنود) میں پہنچا - اس منزل میں رائے مان سردار پیادہ ہائے خدمتی روہو
مچھلی کا شکار کر کے لایا - بادشاہ کو مچھلی کا گوشت بہت پسند تھا خصوصاً روہو مچھلی کا کہ
ہندوستان میں سب قسم کی مچھلیوں میں بہتر ہے - اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے
اوسکو یہ مچھلی بھی ہاتھ نہ آئی تھی - اوسکے ملنے سے وہ بہت خوش ہوا - اور رائے مان کو ایک گھوڑا
انعام دیا - اگرچہ گجرات کی حد دوہاد (دوہاد اصل میں حد ہے وہاں مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی
ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزوں میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور
زمین اور ---- ہے - آدمیوں کی وضع ہی نرالی ہے زبانیں ہی کچھ اور ہیں جو درخت
میں جنگل نظر آتے ہیں انمیں درخت میوہ دار مثل انبہ و کھرنی و تمر ہندی کے لگے ہیں

زراعت کی محافظت کا مدار زقوم کی خار بست پر ہے- مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں
اور ہر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں
یہ سارا ملک ریگستان ہے- تھوڑی آمد و رفت و ازدحام سے اسقدر گرد و غبار اڑتا ہے کہ آدمی
کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب سے گرد آباد رکھنا چاہئے

کھنبایت کی وجہ تسمیہ

جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا- کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے
برہمن کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال اسکی بنا پر گذر گئے ہیں ابتدا میں اسکا نام ترنباوتی تھا
اس میں راجہ ترنبک کنوار حکومت کرتا تھا- اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا لکھاتے
ہیں وہ لکھی جائے تو طول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اوسکے پوتے پڑپوتے راجہ
ابھے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی
اسقدر گرد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات و منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور
آدمیوں کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک
بت جسکی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ مع
اپنے اہل و عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا اتفاقاً جہاز بھی طوفان
بلا سے شکستہ ہوا مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل
سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت
کے لئے اور آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا- ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و
استنبہ کہتے ہیں اس نسبت سے تھنبت نگری اور کھنباوتی اوسکو کہنے لگے- یا راجہ کے
نام کی مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہوں- کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہوگیا-
ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریاء عمان کے جوروں میں سے ایک
جور میں واقع ہے- اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً
ہے جور میں جہاز نہیں آتا بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع میں سے ہے اور سمندر
کے قریب ہے- جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہاں سے اسباب کو غرابوں میں بھر کر بندر کھنبایت میں

لاتے ہین اوراس طرح جہازون مین اسباب لادنے کے لیے غرابون مین اسباب جاتے
بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت مین آئے تہے اور خرید
کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو آراستہ کر
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے۔ بادشاہ
خود ایک غراب مین بیٹھکر ایک کوس سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ میں اس بندر کا تمغا بہت تہا اور اب شاہ جہانگیر کا
حکم تہا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر میں سوان اور آٹھوان حصہ
لیتے تہے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تہے اور
مراجعت کرتے تہے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتہائی لیتے تہے بلکہ اوس سے زیادہ اس پر
قیاس کرنا چاہیے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ سے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کردیا اوراس کی قلمرو
مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون میں بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ آدھا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا جائے
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی ۱۰۲۷ء اور دوسری جانب ضرب کھنبایت سنہ ۱۲
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ میں ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان میں لفظ جہانگیر شاہی
۱۰۲۷ء اور دور پہ یہ مصرع۔ بزر این سکہ زد شاہ جہانگیر ظفر پرتو۔ اور دوسرے رخ پر
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت سکہ ۱۲ جلوس اور دور میں مصرع دوم۔ پس از فتح دکن آمد
چو در گجرات از مانڈو + کسی عہد میں ٹنکہ سوا تانبے کے سکہ نہ ہوا۔ طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر
کا اختراع تھا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تھا۔ اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا راہ میں
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیوارین بنا دیتے ہیں کہ بوجھا وٹھانے
والے تھک جاتے ہیں تو سیر اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھ دیتے ہیں اور اوٹھا لیتے ہیں
بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا اوس نے سارے بڑے

ے شہرون میں اس قسم کی دیواریں پادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ انمیں
ے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دو سلونکو گاڑکر ایک بڑی نسل کھدیتے ہیں بادشاہ
نڈو سے کھنبایت جسراہ سے گیا وہ ۱۲۴ کوس تھی ۸ ۲کوچ اور ۳۰ مقام کئے اور کھنبایت سے
دشاہ دس وزرہا اور کھنبایت سے احمدآباد ۱۱ کوس پانچ کوچ و مقام میں طے کئے مجملاً
س سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمدآباد تک ۱۴۵ کوس
دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۲۴ مقام۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمدآباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازارون
کے رستے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانین وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عمارتیں
اوسکی سب لکڑی کی ہیں دکانون کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات
شاہی خراب و ویران۔

مکرم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ اڑیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت خوردہ کو
فتح کیا اور وہان کا راجہ راج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادون میں مکرم خان لائق تربیت
تھا۔ اوسکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا نقارہ و اسپ و خلعت
سے سرافراز ہوا ولایت اڑیسہ اور گولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ
دوم راجہ مہندرہ۔ ولایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازمون کے تصرف مین آئی امید ہے
کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی مین آجائے۔

سیوڑون کا گروہ اکثر بلاد ہند مین ہوتا ہے خصوصاً ملک گجرات میں جہان سودے
کی خرید و فروخت کا مدار بنیون پر ہے اور وہ ان سیوڑون کے بڑے معتقد ہوتے ہیں
اسلئے یہان سیوڑے بہت رہتے ہیں بتخانون کے سوا بنیون نے مکان اونکے رہنے
اور عبادت کرنے کے واسطے بنادئے ہیں یہ مکان حقیقت مین دار الفساد ہیں سیوڑون
کے پاس اپنے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلاحیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ
اطراف میں حکم بھجوایا کہ جہان اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردین +

جب دریاے ہمی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا نام جساتہا اور اسکا لقب جام تہا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤں میں سے ہے اسکا ملک دریاے شور سے ملا ہوا ہے پانچ چھہ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکہتا ہے اور کار کے وقت دس بارہ ہزار سوار جمع کرلیتا ہے۔ اوسکی ولایت مین گھوڑے اچھے ہوتے ہین اسپ کبھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکہا تہا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنالی جاے کہ وہ بندہ ہاے خاص کو مرحمت ہو۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ انوار کی رات ۲۳ ربیع الاول ۱۰۲۷ھ کو مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۸ء کو حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا۔ اور نیازمند درگاہ الہی کا تیرہوان سال سنہ جلوس اور اکیاوان سال عمر کا شروع ہوا۔

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تہا تو قطب الملک گلکنڈہ کا ملازم ہوا تہا اعتبار پیدا کرکے صاحب اسلطنت ہو گیا تہا۔ مگر جب اوسکے بعد اسکا برادرزادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان بیجاپور پاس گیا تو وہان بھی حسب مدعا صحبت گرم نہ ہوئی۔ ایران چلا گیا۔ باوجودیکہ جواہر اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دئے مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہین حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا۔ پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر بہت عنایت کی۔

بادشاہ موضع سلجارا مین آیا جہان سے شکارگاہ ڈیڑہ کوس ہے دوسرے روز وہ اپنے بندہاے خاص کے ساتھ شکار فیل پر متوجہ ہوا۔ ہاتہیون کی چراگاہ کوہستان میں واقع ہے اور اس مین فراز و نشیب بہت ہیں۔ اسمین پیادہ چلنا مشکل ہے پہلے سوارون اور پیادون نے جنگل کو گھیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر بادشاہ کے

بیٹھنے کے لئے ایک تخت چوبی بچھایا۔ اور اوس کے اطراف مین چند درختون پر اور امیرون کے لئے نشیمن بنائے۔ دو سو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتھہ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آمادہ رکھی گئین اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرکہ کے مقرر تھے۔ قوم جرکہ کے ساتھہ ہاتھی کا شکار مخصوص ہے۔ یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہا صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے روبرو لائین کہ وہ شکار کا تماشا دیکھے۔ اتفاق سے جسوقت اطراف سے جنگل میں آئے درختونکی انبوہی اور زمین کی بلندی و پستی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جاتی رہی جنگلی ہاتھی سراسیمہ ہرطرف دوڑتے تھے اور اس جانب میں دس بارہ زیادہ آگئے۔ خوف یہ تہا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں خانگی ہاتھیون نے آگے جاکر اونکو باندھ لیا۔ مگر بہت ہاتھی ہاتھہ نہ آئے۔ صرف دو نفیس ہاتھی ہندی ہین آئے وہ بہت خوبصورت اور اصیل تھے جیسے کہ وہیں ہاتھی رہتے ہین اوسکو رکشس پہاڑی یعنی کوہی کہتے ہین اسی سبب سے ان ہاتھیون کے نام بادشاہ نے راون سرو باون سر رکھے جو دیوون کے نام ہین

بادشاہ شکارگاہ سے احمد آباد میں پھر آیا۔ گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے اوسے تکلیف بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طی کرنی پڑتی تھی۔ اوسنے اسلئے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤن۔ اوسنے ملک گجرات کی برسات کی بہت تعریف سنی تھی اور احمد آباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ مین وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلئے وہ احمد آباد میں آیا۔ یہان ان دنون میں گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی اور اہل شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوے ہون تپ محرق ہوتی تھی یا اعضا میں درد ہوتا تہا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار دیتا تھا صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تہا۔ مگر جانون کی خیریت تھی کم آدمی مرتے تھے۔ گجرات کی آب ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا۔ اسلئے بادشاہ یہان آنے سے پشیمان تہا۔ بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت میں ہون کہ بانی شہر نے کیا خوبی اور لطافت اس سرزمین سے میں دیکھی تھی کہ یہان شہر آباد کیا۔ ہوا اسکی

احمد آباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمد آباد

سموم زمین اوسکی کم آب سنگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جسکا بیان پہلے ہوا۔ پانی نہ
ناگوار۔ رود خانہ کہ کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے
کنوئیں اکثر کھاری و تلخ سوا شہر مین جو تالاب ہیں وہ دہوبیون کے صابن سے چھاچھ
بنے ہوئے ہیں۔ جو لوگ صاحب مقدور ہیں اونہون نے گھرون میں برکہ بنا رکھے ہیں برسات
کا پانی اس میں بہرتے ہیں اور اسکو سال بھر تک پیتے ہیں۔ ایسے پانی کی مضرتیں
ظاہر ہیں کہ نہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے۔ شہر کے باہر نہ جائیے سبزہ و
ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ع
اسے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا۔ اب مین نہین
جانتا کہ سموستان نام رکھون یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد۔ اس مین یہ سب
صفات ہین۔ اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا مین ایک دن توقف نہ کرتا
اور سلیمان کی طرح ہوا میں اڑ جاتا اور اپنے آدمیون کو رنج و محنت سے خلاص دیتا۔
اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب سے کہ مبادا کہیں
اہل رد و تعدی و ستم کرکے خانہ ملکی میں اثر پڑے اور فقرا اور مساکین کے احوال کے
مزاحم ہون اور قاضی اور میر عدل و نکی رود یدگی کے سبب سے مداہنت کرین اور ان
ستم پیشون کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں جب ورنے اس شہر میں بادشاہ آیا باوجود حدت
[illegible]ت ہوا کے ہر روز دو پہر کی عبادت سے فارغ ہو کر جھروکہ میں کہ دریا کی طرف
ہے تین گھنٹہ بیٹھتا۔ اسکے سامنے کوئی در و دیوار ولیسا دل وجہ بدار حائل
و مانع نہ تھا۔ وہ بمقتضائے عدالت دادخواہون کی فریاد سنتا ستم پیشوں کو
جرایم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم مین بھی ہر روز بدستور
جھروکہ مین آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | شب نکنم دیدہ بخواب آشنا | بہر نگہبانی خلق خدا | |
| | ہیچ نپسندم بہ تن خویشتن | از پئے آسودگی جملہ تن | |

جہانگیر لکھتا ہے کہ کرم الٰہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات میں دو تین گھنٹے سے زیادہ
میرے وقت کو خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے
آگاہی ہو - دوم بیدار دلی یاد حق میں ہو حیف ہے کہ یہ عمر چند روزہ غفلت میں گذرے
ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمیں بیداری خواب میں بھی نہیں دیکھونگا
ایک لحظہ بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے - باش بیدار کہ خواب عجبے در پیش است
اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اوٹھائی
اس قدر ضعیف ہو گیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا - خافی خان لکھتا ہے کہ
کہ احمد آباد میں بادشاہ بیمار ہوا - اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد
ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں
شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصاً فور اروزانی
سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ ہم پہونچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان کے
یہاں کے انواع اقسام امتعہ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر کرتے ہیں - یہاں ہر سال تجار لاکھوں
روپیوں کی ہر ایک جنس ادنیٰ و اعلیٰ خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی اطراف و اکناف
سے آجاتے ہیں - یہاں خربوزہ سات مہینے بکتا ہے -

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تھا اوس نے تعہد کیا تھا
کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کر دونگا - یہ وعدہ اسکا منقضی
ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خان
کاکر کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکھدیا کہ دو سال میں تبت و کشتوار
فتح کر دونگا -

جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے سکوں میں ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا
مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تھا - ان دنوں میں مجھے یہ سوجھی کہ پہلے کسی کو نہ سوجھی
تھی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اس ماہ سے منسوب ہے مثلاً ماہ فروردین

بہی حج سکہ تیار ہوا اوسکے اوپر بروکی شکل اور جواُ روی شبت میں تیار ہوا وسپر ثور کی شکل اور اسطرح ماہ میں جو سکہ تیار ہوا اسپر اوسکی صورت اور اسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم طالع ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا۔ اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی آدہی رات کو خمار کا آزار تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر تڑپتا رہا دوسرے دن آخر روز میں تپ میں تخفیف ہوئی حکیموں سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ کا پانی اور پرہیز پینے کی تاکید کی مگر مینے نہیں پی اور مین نے کہا کہ جب سے مجھے شعور ہوا ہے مجھے یاد نہیں کہ مین نے ایسے شوربے پئے ہون امید ہے کہ اسکے بعد بہی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو کہانا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی مجملاً تین روز و شب فاقہ ہوا اگرچہ تپ ایک رات دن آئی تہی مگر ضعف و بیطاقتی اس حد پر تہی گویا کہ میں مدتون سے صاحب فراش تہا۔ اشتہا مطلق نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تہی۔

سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی۔ ہر یک کل زحمت صد خار می باید کشید۔ اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا

ساغرِ مے بر رخ گلزار مے باید کشید ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلائق ہے۔ ابوالحسن مصور تہے جسکا خطاب نادر الزمان تہا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے دیباچہ مین کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ ذوق تصویر و مہارت تمیز اس درجہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصور استادون کے کام جو میرے سامنے آتے تہے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو مین فوراً دیکھتے ہی بتا دیتا تہا کہ یہ کام فلان مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک چہرہ ایک استاد کا کہنچا ہوا ہوتا تو مین بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا ہے اور اگر ایک صورت مین چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو مین سمجھ جاتا کہ اصل چہرہ کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

کان الماس

خانخانان نے ایک فوج بسرکردگی اپنے بیٹے امیر اللہ کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بہیجی کہ خاندیس کے زمیندار ہیچو پاس جو ایک کان الماس ہے اوسپر تصرف کرے۔ زمیندار نے لشکر شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکہا کان الماس حوالہ کی داروغہ بادشاہی وہان مقرر ہوا یہان کا الماس اصالت و نفاست میں ساری قسم کے الماسون میں ممتاز رکہتا ہے اور جوہریون کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نکیانام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے کہ وہان ندی میں سے ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف میں ہیں الماس وہان کا اکثر پختہ ہوتا ہے

جہانگیر لکہتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقایع دوازدہ سالہ لکہے گئے ہیں تو میں نے کتاب خانہ کے متصدیوں کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کی ایک جلد میں کرکے نسخہا متعدد ترتیب و کر بندہا خاص کو میں عنایت کرون اور ان بلاد میں بہیجوں کہ ارباب دولت و اصحاب سعادت و مقتدیہ العمل روزگار رہنا ہیں۔ ایک مقصد نویس جہانگیر نامہ تمام لکہکر اور جلد بند ہو کر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تہا جو ترتیب ہو کے اوسکو مین نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا میں اسکو ساری چیزون کے لئے تمام فرزندون میں مقدم جانتا تہا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیر نامہ عنایت کیا امید کہ اوسکے مطالب کے دریافت کی توفیق ہوگی جس سے رضا جوئی خالق اور دعاگوئی خلق اوسکو نصیب ہو جیو۔ بعد اس کے جو جہانگیر نامہ مرتب ہوئے اونیں سے ایک مدار الملکی اعتماد خان کو اور دوسرا آصف خان کے فرزند کو عنایت ہوئے۔

سبحان قلی قراول پسر حاجی جمال بلوچ کا تہا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولوں میں تہا شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر وہ ہو گیا اوسنے عثمان افغان کے بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خان کو یہ حال معلوم ہو گیا اوس نے

اس تنک حرام کو محبوس مقید کرکے بادشاہ پاس بہیجدیا۔ اسکے رشتہ دار بہت سے نوکر تہے اونکی سفارش سے اور بلوچ خان قراول کی ضمانت دینے سے وہ قراولون میں بہرتی ہو گیا۔ مگر وہ بے سبب بھاگ گیا۔ بری شکل سے وہ مقید و سلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا۔ بادشاہ نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ میر غضب جسقدر جلد ممکن تہا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا۔ کچھ دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پاؤن کاٹنے کا حکم دیا۔ مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہو چکا تہا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تہا مگر بادشاہ کو اسکے مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جائے اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکھو اور مار و نہیں اگر اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو۔

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تہا اسکا دستور یہ تہا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ مین شہر کے اہل بازار اہل حرفہ دکانین آراستہ کرتے تہے جواہر و مرصع آلات و انواع اقمشہ و اقسام امتعہ جو کچھہ بازارون میں فروخت ہوتا تہا بادشاہ کے روبرو لاتے تہے جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو رکہی جایا کرین جس سے خوب عزہوا اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے خرید لائے یہ بہی جہانگیر کا ایجاد تہا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ دوم رمضان ۱۰۲۵ھ کو احمد آباد سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا سنہ شمسی کے حساب سے میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے وزن ہوا موتی اور سونے کے پہول نثار کئے۔ روز جمعہ ۱۲ رمضان کو حکم دیا کہ کل مشائخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکھتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ افطار کرین۔ تین راتیں اس و تیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کھڑا ہوکر زبانِ حال سے میں یہ کہتا تہا +

| | |
|---|---|
| خداوند گارا تو انگر توئی | توانا و درویش پرور توئی |

واقعات ۱۰۲۵ھ

۱۵ ۱۰۲۵ھ (افطار)

| | |
|---|---|
| نه کشور کشایم نه فرمان دهم | یکے از گدایان این درگهم |
| تو بر خیر و نیکی دهم دسترس | وگرنه چه خیر آید از من بکس |
| منم بندگان را خداوند گار | خداوندرا بنده ام حق گدا |

جو فقیر ملنے آتے تھے وہ مدد معاش کے خواستگار تھے میں نے ہر ایک کو اُنکے استحقاق کی موافق زمین اور خرچ درست کیا۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب ہوا کے ناساز گار تھی حکما نے یہ صلاح بتلائی کہ معتاد پیالہ میں کچھ کم کر دیا جائے اونکی صوابدید سے میں نے شراب کم کر دی اور پہلے ہر شب بقدر ایک پیالے کے شراب کم کی اور ہر شب کو چھہ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالے میں ساڑھے سات تولہ شراب ہوتی تھی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب مقرر کی تھی۔ اب چھہ پیالہ پیتا ہوں اور ہر پیالہ میں چھہ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب ساڑھے سینتیس تولہ ہوئی۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ بدایع وقایع میں ہے اب سے سترہ برس پہلے الہ آباد میں میں نے اپنا خدا سے عہد کیا تھا کہ جب میری عمر کے سالوں کی تعداد پچاس ہوگی تو میں شکار اور تیر و بندوق کو ترک کرکے کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا۔ مقرب خان جو میرا منظور نظر تھا اس میری نیت پر آگاہ تھا۔ القصہ اس تاریخ میں میری عمر سن مذکور تک پہنچی پچاسویں سال کا آغاز ہے۔ ایکدن کثرت درد بخار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال میں الہام غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تھا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل میں جگہ پائی۔ اور میں نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسواں سال و مدت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالی کی توفیق سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہوں اور ... سے استمداد ہمت کرکے اس شغل سے باز آؤں اس خیال ... ہمت اور آزردگی تھی رفع ہوئی اپنے تئیں خوش وقت اور تازہ پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

| | |
|---|---|
| چه خوش گفت بهت فردوسی پاک زاد | که رحمت بران تربت پاک باد |

میازار مورے کہ دانہ کش است ۔ کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکھا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا تو مینے اوسکی سلامتی کے لئے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچاؤنگا تو شجاع اچھا ہوگیا عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست کی تہی ۔ جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتہہ مشار الیہ کو اپنی شبیہ عنایت کی اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک و قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف میں آئی وہ اوسکو انعام دی جاوے اور جب وہ کمک و مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج بھیجے پہلے زمانہ مین نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تہا اور سب اوسکی کلانی کو قبول کرتے تہے اور برادر مہین جانتے تہے ان دنون میں عادل خان خدمات شائستہ کی مصدر ہوا اور اوسکو خطاب فرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری دیگئی اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکہی ۔

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما ۔ آسودہ نشین بسایۂ دولت ما

سوے تو شبیہ خویش کردیم روان ۔ تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریائے بہت پر خواجہ ابوالحسن میر بخشی کے اہتمام سے ایسا پل مضبوط بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتہی اور تین ہتنیان اوسکے استحکام کے امتحان کے لئے بھیجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا ۔

۱۷ ذیقعد کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی ۔ اسے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے تین گہڑی پہلے کرہ ہوا میں مادہ بخار دخانی عمود کی شکل مین پیدا ہوا ۔ ہر شب کو ایک گہڑی پہلے بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا ۔ اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی اس کے دونو سرے باریک تہے اور کمر اوسکی موٹی اور خمدار مانند دہرہ لیشت بجانب جنوب و روبسوئے شمال وقت طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا ۔ منجمان اور اختر شناسون نے اسکا قدر و قامت اصطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر ۲۴ درجے فلکی ہے

تصویر جہانگیر عادل خان والی بیجاپور

اور فلک اعظم کے ساتھہ متحرک ہے اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت میں رکھتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تھا پھر وہ میزان مین پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون میں اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکھا ہے اور لکھا ہے کہ اسکا ظہور ضعف ملوک عرب اور استیلاء دشمنان ملوک
عرب پر دلالت کرتا ہے والعلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان وہ
ظاہر ہوا تھا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن تھا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تھی مگر اوسکی دم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی ۔ تزک
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ لکھی ہین کہ یہ اوسکی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تھی ۔ ہندو کی معتبر کتابون میں بھی اسکا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھہ برس تک ملک میں
پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھ
سات برس تک نا اتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ میں
بہادر خان حاکم قندھار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندھار اور اوسکی نواح میں چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات و غلات مزروعی و سردرختی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے فالیزون اور باغات
کا نشان نہیں چھوڑا چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے ۔ اب شایستہ
ملکون میں ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں
جہانگیر لکھتا ہے کہ اثنا راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر ثنہ میں ایک
خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے اس
حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلطان حسین ایک گرم دن
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہان ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ ایک انار

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت وحسن سیرت رکھتی
تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند تنکے اوسکے
اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان تنکون
کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادائے ملیح سے معروض
کیا کہ ایسی گرم ہوا مین کہ حضور چلنے سے پسینہ مین غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم
پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر تنکے ڈال دئے تاکہ آپ آہستگی
سے اوسکو نوشجان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور اوسکے
دل ہوئی آیا کہ اپنے محل کے خادمون مین داخل کرون پھر اوس نے باغبان سے
پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہا کہ
دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سر درختی کا محصول کچھہ نہیں لیتا ہے
بلکہ زراعت کا دسوان حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت مین باغ بہت
اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسوان حصہ لون تو بہت روپیہ مجھے ملے
اور رعیت کا نقصان بھی کچھہ نہ ہوگا اب مین حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جاے۔ پھر
اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لائی
سلطان نے کہا کہ اوس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی اس دفعہ
بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے قدح
بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھہ انار مین نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطان کو
حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف
ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہون کہ آپ بادشاہ ہیں جسوقت باغ کے حاصل کو مجھسے پوچھا
تو آپ کی نیت کچھہ اور ہوگئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا اور باغبانی
کا خیال دل سے نکال ڈالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لاؤ وہ پھر گئی اور جلدی
سے قدح لبالب بھرا لے آئی اور خندان وشادان بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ نے

باغبان کی ذات پر صورت حال بیان کر کے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی
یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور معنی آثار کا ظہور بعدالت
کے ثمرات اور نیک نیت کے آثار میں جس وقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت
آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور
مستبعد نہیں ہے بحمد اللہ کہ میرے زمانہ میں سرچشمی کا محصول اتا ہے ... واکہ یہ امر
عامرہ میں داخل اور دیوان اعلی میں واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص بیخ زراعت
میں باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جائے خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے

؎ جو نیت بخیر است و خیزم دہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بداندیشی و فتنہ جوئی کی
سبب سے باپ اسکو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اسلئے ناراض و آزردہ خاطری وہ مرگیا ...
راجہ باسو کی خدمات پر نظر کر کے اور کسی اور فرزند کے رشد اور قابلیت نہ ہونے
سورج مل کو راجگی کے خطاب اور منصب ہزاری سے سرافراز کر کے ...
جب سالہ جلوس میں مرتضی خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا تو ...
کوہستان میں عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لیے مقرر ہوا اوسنے ...
دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضی خان نے محاصرہ کر کے اہل قلعہ کو تنگ کیا
نے صورت حال دریافت کر کے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو ...
سے اوسنے بگاڑی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت دکھائی ...
نے اوسکی شکایت کی عرضیاں بادشاہ پاس بھیجیں راجہ نے شاہجہان ...
کی کہ مرتضی خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے ...
اور بغی سے متہم کیا اب میری نجات کا سبب اور حیات کا باعث ...
شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضی خان کو بلا لیا انہیں دنوں میں مرتضی
خان مرگیا اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک التوا رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جائے سورج مل کو ...

شاہجہان کی خدمت مین دکن بہیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون۔ شاہجہان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ
باتقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوسنے
باتقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور بکرا اوسکی شکایت کی عرضداشتین
بھیجیں اور صاف لکھدیا کہ میری اسکے ساتھ نہیں بنیگی۔ اور اس خدمت کا اوسسے انصرام نہ
ہوگا۔ دوسرا سردار مقرر کیا جائے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہو جائے۔ باتقی کو بھی بادشاہ نے بلا لیا
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ و تزویر سے کام نہیں چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہین اب وہ اپنی
جاگیرین میں جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے تنخواہ دارون کی
جمعیت مین تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیرین چلے گئے اور بہت آدمی جب تھوڑے
رہ گئے تو بغاوت و فساد کے آثار ظاہر کئے۔ سیفی خان بارہ اپنے بھائیون سمیت اسمین لڑا اور
جان دیدی بعضون کے زخم کاری لگے اونکو سورج مل میدان جنگ سے پکڑ کر اپنے گھر لے گیا
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تصرف کیا
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچھ دنون یاوہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا۔ اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سٹی بھولا نہ وہ جنگ صف لڑا نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی زد و خورد مین بہت
آدمیون کو دورا کے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مؤ اور شہر جو اوسکے اعتضا قوی تھے بے محنت و تعب مفتوح
ہو گئے اور اسکا ملک جسمیں اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی ہوا اور وہ خود
گریوہ نورد ہوا۔ بکرماجیت اوسکے پیچھے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم بھیجا
کہ قلعہ و عمارت جو اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ و پرداختہ ہون جڑ بنیاد سے اکھاڑے جائیں
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اوسکے بھائی جگت سنگھ کو جو بنگال مین ادنی

خدمت پر نہابا اگر سورج مل کی جگہہ مقرر کر دیا

دوشنبہ ۳ دی کو بادشاہ قلعہ تھنبور کی سیر کو گیا - دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے - ان دونون ناموں کو ترکیب دیکر رنتھنبور اسکا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس میں پانی بہت ہی لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے قلعہ فتح ہوسکتا ہے چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا - اس حصار مین ہندوون کی روش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوئے اسلئے [illegible] ٹھیرا نہیں - اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا - ہر ایک کی جمعیت حال اور حقیقت احوال دریافت کر کے بمقتضائے حالت حکم فرمایا کہ سوا خونی قیدیون کے اور ان قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دیے جائیں اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا -

بادشاہ جب سے کہ اپنی دار الخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لئے گیا تھا پانچ سال اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا - اور ۸ دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل ہونے کے لئے تجویز کی -

دولتخواہون کی عرائض سے ملک میں معلوم ہوا کہ شہر آگرہ میں مرض طاعون [illegible] ہر روز سو آدمیون سے کچھہ کم و بیش [illegible] یا ران گا و مین دانہ نکلتا ہے اس وبا کو تیسرا سال [illegible] ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے [illegible] کل قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اس وبا نے [illegible] ظاہر نہیں ہوا - فتحپور سے امان آباد ڈہائی کوس ہے [illegible] کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع مین چلے گئے [illegible] حزم و احتیاط کی مراعات کو ضروریات سے سمجھہ کر مقرر ہوا کہ اس ساعت سعود مین مبارکی اور فرخی کے

فتحپور مین نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ مین نیک ساعت مین داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبد اللہ خان پسر خان اعظم کی اہل خانہ ہے وہ ایک نقل عجیب و
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے - وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افتان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تہا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہہ کر اسکی دم پکڑکے بلی کے آگے ڈلوا دیا - بلی نے شوق سے
جا کر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چھوڑکر بھاگی اور مرنے کے قریب ہو گئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کہولا تو اوسکے تالو اور زبان دونو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز وہ ہوش مین آئی - پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا اور سوزش اور درد کی شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تھی - رنگ اس کا
متغیر ہوا زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی - اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے - اور کئی ایک بیمار ہوئے - اس گہر سے
جدا ہوکر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے - پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا مگر آٹھ
نو روز مین سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے - جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اونکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس مین یہ بیماری اثر کرتی آخر کو نوبت انتہا کو پہنچی
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودہوان نوروز ربیع الاول ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۹ع کو واقع ہوا - اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا اور ایک لاکھ روپیہ کے جواہر سوا نقد و جنس کے
پیشکش میں دیے - ان دنون میں شہنواز خان کی بہار جوانی پہ صرصر اجل آئی - داراب خان
اسکا بہائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا - یہ دونو بیٹے خانخانان کے ہیں - شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے آکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا - خاندوران خان نے کبرسن کے سبب سے
استعفا دیا - چھ ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب مین اوسکو ملی -
بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریاے اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

لگوائے تھے اور خیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنون میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنا دیں کہ وہ کوس کی علامت ہو اور ہر تین کوس پر ایک کنوان بنائیں کہ مسافرونکو آمد و رفت مین آرام ملے اور تشنگی اور تابش آفتاب سے محنت و صعوبت نہ کھینچیں اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا جہان محال خالصہ تھے وہان سرائے بنانے کا حکم دیا اور امرا کو حکم دیا کہ اونکے متعلقہ محال جاگیر میں ان مکانات کے بنانے کے قابل ہو وہان سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافرون اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر حکام جاگیرداروں نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہمچشمی کے سبب چار یا پانچ کوس کے اندر سرائے بنا دی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نسبت انتظام امور خیری کے اجرائیں مصروف تھی جس پر بڑا خیر و برکت تھی۔ مگر پیچھے ایک زمانہ اسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہو گیا کہ ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں کمر لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے لئے پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمتہائے الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجون کی دل خراشی کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کے باغات اور راہ کے سایہ افگن درختوں کو جو پہلے نیک فرجام آدمیون نے پرورش کئے تھے اور مسافرونکو آرام دیتے تھے اور قصبات و دیہات اور آبادیون کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بدعاقبت کے ظلم کی شر سے اور لشکریون کے ارہ ستم سے سب عمارت و مطبخ اور چارپائیون کے کام میں آگئے اکثر راہ کے اطراف پر ان درختوں کا نشان نہیں رہا ایسی ہی سرا و مقبرون و مساجد کو جو مرمت طلب تھیں اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت کی بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثنائے راہ میں متھرا میں آیا۔ یہان جاکر بندرابن کے بُت خانون کی سیر کی۔ انکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد میں اجپوت امیرون نے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بدبو سے ایکدم نجات نہیں ہوتی ہے

از برون چون گور کافر پرحلل  درون قہر خداے عزوجل

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھروایا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہین پہنچاؤن گا۔ نورجہان بیگم سے کہا کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا۔ مگر بیگم نے ایک ہی تیر مین شیر کا کام تمام کیا۔ جب بادشاہ اوجین مین گیا تھا تو وہ گسائین جدروپ سے جاکر ملا تھا جسکا حال وہ یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سُنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون سے شہر اجین کے نزدیک گوشۂ صحراءین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ و مشغول رہتا ہے۔ مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اُترکر پون کوس پیادہ اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گرہ اور عرض ساڑھے تین گرہ تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ مین فرو جاسکتا تھا اسکا طول و عرض اتنا ہی تھا جسمیں یہ سما سکتا تھا نہ اس مین بوریا تھا نہ فرش کاہی تھا اس سوراخ تنگ و تیرہ مین گذر کرتا تھا۔ ایام زمستان اور ہواے سرد مین باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا جیساکہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے۔

پوشش بارور تاب آفتاب  شب نہالی ولحافؔ از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین مین ایک دفعہ جاتا تھا سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب زند تھے اور اونکی درویشی و قناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونمیں سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ اونکے گھرون میں کوئی آفت وولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائض نہ ہوتی کھانے کے

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پہ رکھ کر نگل جاتا چبا تا نہیں تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیون کی ملاقات کا خواہان نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا۔ تہمہ بیدانت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چھہ گھڑی اوسکی صحبت میں ہا خوب باتیں کیں گسائیں جدروپ یہاں تہرا میں آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مین بے تکلف اوسکے گوشۂ تنہائی میں گیا۔ اور سخنان بلند درمیان مین آئیں حق جل و علے نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے عالم اور ما فیہا پر لات مارتا ہے اور گوشۂ تجرید مین مستغنی و بے نیاز بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لئے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے زمستان اور تابستان و برسات مین عریان و سرو پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک کھوٹ مین رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیرخوار دقت سے جا سکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو بیتیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

| | |
|---|---|
| داشت لقمان یکے کریچے تنگ | چون گلوگاہ نائے و سینہ چنگ |
| بوالفضولے سوال کرد ازوے | چیست اینجا یکے شش بدست دو پے |
| با دم گرم و چشم گریاں پیر | گفت ہذا لمن یموت کثیر |

اسکے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تہا میں نے اس ضابطہ سے کہ اوسکے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائیں جدروپ نے کسی تقریب سے کہ کتاب بید میں جسمیں ہمارے احکام دین تحریر ہیں سیر کا وزن ۳۶ دام لکہا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اسلئے مین نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ مین سیر کا وزن

[illegible]

۳۶ دام مقرر ہو۔

یہ بھی ایک روایت ہو کہ خسرو کی آنکھون مین سلائی باپنے پھرائی تھی مگر پھر لطف یزدی سے کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھون کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری آنکھ مین کچھ نقصان رہا جعلی خسرو جو افغانستان میں پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھون نشان کوڑیان کے لگنے کے لوگون کو دکھائے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلئے باپنے اوس کو محبوس کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔ اوسکے جرائم معاف کرکے اوسکو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔ + خسرو

بادشاہ منزل بمنزل دہلی میں آیا اول اپنے فرزندون اور محلون کو لیکر حضرت ہمایون کی قبر پر گیا اور پھر سلطان المشائخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڈہ میں اپنے دولتخانہ میں گیا۔ پرگنہ پالم میں شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز میں ۳۲۶ ہرن شکار کئے حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ ہرن کو جو چیتے کے منہ سے چھٹائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔ + دہلی میں آنا

آغائی آغایان ۴۳ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑی بڑھیا ہوگئی تھی ساتھ رہنے میں اوسے تکلیف ہوتی تھی اسلئے اوسنے دہلی میں رہنے کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہان ایک باغ و سرائے و مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔

یہان شیخ عبدالحق دہلوی کہ اہل فضل و ارباب سعادت مین سے تھے بادشاہ کی خدمت مین آئے ایک کتاب اونہون نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس میں مشائخ ہند کا احوال لکھا تھا وہ کتاب مجھ کو دکھائی۔ مدت سے وہ دہلی میں توکل و تجرید میں زندگی بسر کرتے ہیں خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے۔ اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے مینے اونپر طرح طرح کی مرحمت و دلنوازی کرکے رخصت کیا۔ + شیخ عبدالحق دہلوی

دہلی سے پرگنہ کرانہ میں گیا یہان مقرب خان کا باغ دیکھا جس میں پسند کا درخت + مقرب خان کا باغ

سبز تھا - یہ میوہ اس ملک میں نہیں ہوتا - اور درخت گرم سیری اور سرد سیری تھے - اور تین سو سرد کے درخت تھے - پنجم دی کو اکبرپور کے مقام میں کشتی سے اوترا اور خشکی میں کوچ کیا آگرہ سے منزل مذکور تک پرگنہ ٹوریہ سے دو کوس ہے ۱۲۳ کروہ براہ دریا کہ ۱۹ کروہ براہ خشکی ہے ۲۴ کوچ اور ۷۰ مقام میں طے کئے اوسکے سوا ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور دوبارہ روز حویلی پالم میں شکار کھیلا کل ۱۰۷ روز ہوئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بناکے بھیجا تھا جب وسکے نزدیک آنے کی خبر ملی تو اوسکو عطر جہانگیری بھیجا - اور یہ مطلع لکھا ؎

لسویت فرستادہ ام بوئے خویش ۔ کہ آرم ترا زود ترسوئے خویش

باغ کلانور میں خان عالم آیا - وہ نفایس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران اور تقیمش خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد اور امراء عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکھا تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمیں دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہرخی لکھا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا - اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے -

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اوسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب اقبال کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و حبوبات کا نرخ بھی بڑھ جاتا ہے میں نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو لازم ہمرکاب ہیں وہ اپنے آدمیوں کا سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں میں رخصت کریں اور ایسے ہی چارپایوں اور شاگرد پیشوں کی تخفیف کے لئے تاکید کی -

شاہجہان بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا - طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا - اوسکے سخن کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا تھا -

میں نے سنا کہ لاہور میں میان شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل نہایت فاضل

مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشۂ عزلت و توکل میں منزوی ہیں فقر سے غنی اور دنیا سے
مستغنی میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا لاہور جانا مشکل تھا مین نے رقعہ
اونکی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا - یہ عزیز باوجود کبر سن و ضعف اعضا
کے تصدیعہ کرکے تشریف لایا مین بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اونسے باتیں کین سچ ہے کہ
وہ ایک ذات شریف ہے اور اس عہد مین نہایت غنیمت ہے مین نے اونسے حقایق و معارف
کی باتین بہت سی سُنین ایک پوست آہو انکو نذر دیا - اگرچہ اور دیتا تو نہیں لیتے -
الہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطائیں اعتماد الدولہ کی سفارش
سے معاف ہوئیں - نورالدین قلی کی عرضداشت آئی کہ مین نے طرہ گریوہ کو
حتی الامکان اصلاح کرکے ہموار کیا تھا مگر چند شب و روز یہان ایسی بارندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر برف
۲۳ سوم اسفندارمذ کو دریا بہت سے عبور کیا - اگرچہ اس مین پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تھا
کہ آدمیونکو اوترنے مین تکلیف ہوتی تھی اسلیے دو سو ہاتھیون کو گھاٹ پر مقرر کیا کہ اوسپر
اسباب اوتار دین اور آدمی جو ضعیف و بوڑہے ہون اونکو بھی سوار کرلین تاکہ کسی آدمی
کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے - منزل بمنزل چلکر ۲۴ اسفندارمذ کو حسن ابدال مین پہنچا -
بھمبر سے مین کشتی سے اترا تھا وہان سے حسن ابدال تک ۷۸ کروہ مسافت ہے
اوسکو ۹ دن مین ۸ کوچون اور ۱۳ مقامون مین طے کیا - اس منزل مین چشمۂ آب
اور ایک آبشار و حوض نہایت لطافت رکھتا ہے - ۲ دن کو یہان مقام کیا - ۲۶ روز پنجشنبہ
کو جشن وزن قمری ہوا میرا اونوان سال بحساب قمری سالون کے شروع ہوا اس
منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و نشیب و فراز بہت تھے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا
گذرنا اوسے دشوار تھا اسلیے مقرر ہوا کہ بیگمون کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کریں
اور آسودگی کیساتھ تشریف لائیں مدارالملک اعتماد الدولہ الخاقانی و صادق خان بخشی و
ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات و کارخانجات کی دفعہ میں عبور کرین رستم میرزا
صفوی و خان اعظم اور ایک ور نوکرون کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پونچ سے آئیں

جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خدمتگارون کے ساتھ۔ اور جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ کرکے موضع سلطان پور مین آیا۔ اس تاریخ مین رانا امر سنگہ کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اودے پور مین اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگہ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا بادشاہ کی ملازمت مین تھے اونکو خلعت دیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ راجہ کشن داس فرمان رحمت افزا رانا کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور تعزیت و تہنیت کی مراسم بجا لائے۔ اس ملک کے آدمیون کی زبانی سنا کہ عبرا ایام برسات مین کہ اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہین ہوتا۔ اس پہاڑ سے صدا ابر کی مانند آواز کی اسلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہیں۔ ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے بیس برس ہوئے کہ یہان قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا نام موقوف ہوا۔ اب اس قلعہ کو گندگڈھ کہتے ہیں اب اس کا نام گرج کوئی نہیں جانتا سکھ لوگ کہتے ہیں پہلے اسکو لوگ گیج گدہ کہتے تھے ظاہراً گج گدہ معلوم ہوتا ہے جو [illegible] کی اور شہری کے نہ ہونے کے سبب رکھا گیا تھا مگر کسی شہنشاہ نے [illegible] کے لئے گندگڈھ رکھہ دیا۔ گندساگر کی گھاٹیون میں کہتے ہیں کہ راجہ رسالو نے کوئی راکھشس غار مین بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی۔ وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے بھلور مین عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سہ شنبہ [illegible] کو ساڑھے چار کوس کوچ کرکے موضع سنجی مین آیا۔ اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارلغ مین گذر ہوا اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے ہے [illegible] ہیں کوئی مغل نہیں رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہون مشہور ہیں چنانچہ یہان یہ شعر مشہور ہے

پج ہزارا کنکا بھلیان دھنی کھوب گائیں — سوہ نگکیسر تی گھوڑ بھلے [illegible]

یعنی ہزارا کا گیہون بھلا ہے دھنی کی گائیں خوب ہیں۔ سکیسر کے (نمکسار) کے گھوڑے بھلے ہیں اور ہشت نگر کے چاول اچھے ہیں۔

روز یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع نوشہرہ میں منزل ہوئی جو دھنتور میں اخل

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل لعل کنول قطعہ گل سرشت سبزہ زارون مین شگفتہ
اور نہایت خوش نظر آتے تھے ۔ روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہٹ
ورود ہوا یہان نیابت خان نے پیشکش مین جواہر و مرصع آلات موازی ساٹھ ہزار
روپیہ کا دیا۔ اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تھا اور گل خطمی کی برابر اندام
پیش تھا۔ مگر اسسے چھوٹے جنگل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے ۔ دوسرے یہ
[illegible] ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اسکا درخت زرد آلو کی برابر تھا۔ اس دامن کوہ مین
بنفشہ بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ ویسا بنفشہ سے کمتر تھا۔ سہ شنبہ بست و یکم
تین کوس طی کرکے موضع مال کلی مین آیا۔ آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور اسے
و شال خاصہ و خلعت مع پوستین مرحمت ہوا۔ آج آخر منزل تک بارش رہی ۔ شب پنجشنبہ کو
سہ پہر کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب اونمین پھسلن
ہوگئی ۔ وہاں چارپایہ جہان گرا وہان پھر نہ اوٹھا پچیس ہاتھی سرکار خاصہ کے تصدق ہوئے
بارش کے سبب دو روز مقام ہوا۔ روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار
پکھلی زمین بوس ہوا۔ یہ جگہہ ملک پکھلی مین داخل ہے ۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ حضرت الد ماجد
کا یہان گذر ہوا تھا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہیں پڑی تھی
بلکہ مینہ بھی کم برستا تھا۔ روز جمعہ بست چہارم چار کوس طی کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا
اس راہ میں جمپہ بہت تھا۔ بہت زردآلو اور شفتالو کے درختون مین شگوفہ لگے ہوئے تھے
صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو زیب دیتے تھے۔ اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس
کے قریب چلکر پکھلی کے باہر لشکر نے آراستگی پائی۔ روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار
کے لئے سوار ہوا۔ آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا۔ اور امثال و
اقران مین اسکا درجہ بڑھایا۔ والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش
مین دئے ۔ اسپ و خنجر تو اسی کو دیدئے ۔ باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان باندھ کے پیش روبرو لائین
سرکار پکھلی ۳۵ کوس طول میں ۲۵ کوس عرض مین ہے۔ شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغربی

سمت مین اٹک بنارس ہے یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانون اب بھی ہے
جانب شمال میں گنور جانب جنوب مین گھروا قع ہے جب صاحب قران امیر تیمور ہندوستان کو
فتح کرکے ملک توران کو گیا تہا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود
تھا وہ کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارلغ ہے لیکن وہ مشخص نہیں جانتے کہ اسوقت
شے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا۔ بالفعل وہ لاہوری بعض ہین اور انہین کی
ہیں۔ دھنتور کے آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئے۔ والد ماجد کے عہد مین
شاہرخ تھا۔ اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے۔ اگرچہ سب آپسمین خویشی و پیوندگی نسبت
رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرتا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ
رہے ہیں سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت
ملازمت کے لئے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری
میں اصلا فتور نہیں آیا اور سواری کی تاب وطاقت رکھتا ہے اس ملک مین
سے بوزہ بناتے ہیں اوسکو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے
کی خوراک کا مدار اسیپر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے مٹکون میں سیر کو بھر
ہیں اور اون کا منہ خوب محکم باندہ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہیں بعد ازان ختم کے
زلال کو نکال لیتے ہیں اوسکو اچھی کہتے ہین۔ اچھی دو سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے
پہلے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے سلطان
اسکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے وہ لایا مین نے بھی
امتحانا اوسے پیا اسکا نشہ مشتہی ہے مگر گرمی سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس
تھوڑی سی بنگ بھی لوگ ملاتے ہین اسکے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ
مگر بالضرور شراب کا بدل ہوسکتی ہے۔ یہان بہو زرد آلو و شفتالو و امرود بغیر
خود رو ہوتے ہیں۔ یہان کشمیر کی روش پر خانہ و منازل چوب کے بناتے ہیں گھوڑے
اونٹ گائے بھینس پالتے ہیں بز اور مرغ بہت ہیں استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

بارگران او سے نہیں لا سکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہاں
غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور کارخانجات
ضروری ہمراہ ہوں۔ ہاتھیوں کی تخفیف ہو اور تین چار روزکا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
ساتھ ہوں باقی آدمی بسرکردگی خواجہ ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئیں۔ کمال
تاکید و احتیاط سے سات سو زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانجات کے لئے ضرور تھے۔
بہادر دھنتوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا۔ اور یکشنبہ بست و نہم سوا پانچ کوس چلکر
پتن سکہ کے رودخانہ سے عبور کرکے منزل ہوئی پتن سکہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی
ہے اور یہ ندی کوہ وارو کے درمیان سے نکلتی ہے جو بدخشان و تبت کے درمیان ہے
یہاں ندی کی دو شاخیں ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے لکڑی کے
دو پل باندھے گئے ایک، اگز دوسرا چودہ گز طول میں تھا عرض میں ہر ایک پانچ گز تھا۔
اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختوں کو جیسے کہ بڑ اور تار ہیں پانی کے
اوپر ڈالتے ہیں اور اسکے دونوں سروں کو چٹانوں سے باندھ کر استحکام دیتے ہیں اور ان پر لکڑیوں
کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہیں تھوڑی مرمت سے ایسا پل
سالہا سال برقرار رہتا ہے۔ ہاتھیوں کو پایاب اتارا اور سوار و پیادے پل پر سے اترے
سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام پتن سکہ یعنی راحت جسم رکھا۔ روز پنجشنبہ سی ام کو ساڑھے
تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ میں ایک کوتل واقع ہے اوسکا
ارتفاع نہایت بلند ڈیڑھ کوس اور سرنشیب ڈیڑھ کوس ہے اور اس کوتل کو بھم درنگ کہتے
ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان میں ولی کو بھم کہتے ہیں۔ حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا
تھا کہ رولی پر متاع (محصول) لے یہاں متاع لینے میں درنگ ہوتی تھی اسلئے اس کا نام
بھم درنگ مشہور ہو گیا پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے
میں نے لب آب و سایہ درخت میں پیالے معتاد پئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ
پر قدیمی پل تھا اس کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑھ درعہ تھا کہ بجز پیادونکا گذر ہو سکتا تھا

اس پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا ۳۰۵ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض بہت پانی عمیق
اور تند تھا۔ ہاتھیوں کو ننگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سوارون کو پل پر سے
میرے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم
بنائی گئی تھی۔ رود خانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے
(غلط لکھا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریاء بہت سمت شرق سے آتا ہے اور
کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن
جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

الہ داد کا باغی ہونا

اس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا۔ مہابت خان
کو بنگش کے انتظام اور افغانون کے استیصال کے لیئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ
الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھی اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا
مہابت خان نے اوسکے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ ان کافر نعمتون حق
ناشناسون کی سرشت میں نفاق و بداندیشی داخل ہے اسلیئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ
مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے
حضور میں رہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے
کے واسطے ترحم اور نوازش و نہیر کی گئیں لیکن

گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین مین گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوس کے احوال سے
ظاہر ہوئی مہابت خان نے نظام کار کے لیئے سرشتہ مدارا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک دفعہ
اپنے بیٹے کو سردار بناکے افغانون کے سر پر بھیجا اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا تھا
بداندیشی اور نفاق کے سبب سے اس لشکر نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مطلب
مراجعت کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھ سے
باز پرس کر کے پاداش کردار میں گرفتار کرے اسلیئے اوسنے پردہ آزرم کو اوٹھاکر

بغاوت و حرام نمکی جو ابتک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں۔
سال بعد الہ داد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا
اور بدستور سابق دو ہزاری ذات اور بارہ سو سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ نے سنا کہ سہرند
(سرہند) میں شیخ احمد ایک مکار رہنے مکر و فریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا
شکار کیا ہے۔ ہر شہر و دیار میں اپنے مریدونکو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و
مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھکر بھیجا ہے اور اپنے مریدون و معتقدون
کے لئے مزخرفات لکھکر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں جہالات
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ
لکھتا ہے کہ اثنا سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش و مصفا
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا۔ اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا
اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی۔ اور وہاں سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور و ملون تھا انواع انوار و الوان ایسے مجھہ میں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پر پہنچا اور اور
گستاخیاں کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول
جواب نہ دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلئے بادشاہ
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو۔ پھر بادشاہ نے اوسکو
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لئے ایک ہدایت تھی۔ امان اللہ پسر مہابت خان نے لڑکر احداد کی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مارڈالا۔ بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر میں مجھے کچھہ تکسر و ضعف ہوا تو اس سے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ
مین پہنچی - ایکدن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری
طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اول
اوسنے اپنے فرزند ہوشنگ کے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے
اوسکو چھوڑکر خود اپنے تئین فدا کیا - خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مین اچھا ہو گیا وہ مرض
سے آناً فاناً میں مر گیا +

۱۵ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۲۰ء کو نیر اعظم مراد بخش عالم برج حمل مین آیا
جشن معمولی ہوا - روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طے کرکے مہوران مین بادشاہنے
نزول ہوا - شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے - بادشاہ
نے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی - اونھون نے کہا کہ باراہ زبان سنسکرت مین خوک کو
اور مولہ مقام کو کہتے ہیں یعنے جائے باراہ ہندوں کے مذہب مین اوتارون مین خوک بھی
داخل ہے - باراہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہو گیا - بادشاہ بھولباس سے آگے چلا تھا
کہ برف و باران نے اوسے گھیر لیا وہ اونکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف
اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوس مین مع اہل محل کے ایک رات دن رہا - معتمد خان
کہیں اور تھا وہ نہایت شوق و ذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈہائی کوس مسافت طے کرکے آیا
اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا ؎

آمد حبیالم نیم شب جان دادم گشتم خجل
خجلت بود درویش را ناگہہ چو مہمان در رسد

جو کچھہ اوسکی بساط میں نقد و جنس ناطق و صامت تھا تفصیل کرکے بطور انداز پیش کیا
بادشاہ نے سب اوسکو بخش دیا - اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت میں ہیچ ہے
ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہیں اس اتفاق کو اصل اخلاص و رشد طالع
سے سمجھنا چاہئے مگر کچھہ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھہ شبانروز اوسکے گھر مین راحت
و آرام سے رہا کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا - بادشاہ منزلین طے کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

میں آیا تو دلاور خان کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی جنوبی سمت میں ہے معمورہ کشمیر سے منزل آنکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے۔ اور کشمیر سے ساٹھ کوس کی مسافت رکھتا ہے۔ دہم شہریور سنہ ۱۵ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سواروں اور پیادوں کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ شہر کی محافظت اور سرحدوں کی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک ورہتا گستاخ کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اور کشتوار اور اوسکی نواح میں پڑے پھرتے تھے۔ دلاور خان نے اپنے بھائیوں میں سے ہیبت کو دلسو کے مقام میں کہ کوتل پیر پنجال کے متصل واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا خود سنگین پور کی راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری اور ایک اور جماعت بندہ ہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان جلد کے ساتھ ہراول فوج بنایا اور دو اور فوجیں دست چپ دست راست کو مقرر کیں گھوڑوں کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے۔ جہانگیر کمر بستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفوں سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے۔ یہ جگہ [illegible] کی مستحکم تھی۔ جلال و جمال کی فوجیں مختلف راہوں سے آنکر مل گئیں مخالفوں میں تاب [illegible] باقی نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جاں نثار بہت نشیب و فراز طے کرکے دریا [illegible] آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اور ایبہ چک مارا گیا اسکے [illegible] راجہ بے دست و دل ہوکر بھاگ گیا اور بھندر کوٹ میں توقف کیا اور لشکر [illegible] سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور دشمنوں نے خوب مقابلہ [illegible] کیا جب دلاور خان گھاٹوں کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے [illegible] عاجزی سے دلاور خان سے التماس کی کہ میں اپنے بھائی کو مع [illegible] بادشاہ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور جب میرا گناہ معاف ہو جائیگا [illegible] میری خاطر سے زائل ہو جائیگا تو میں خود ہی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول مقصود واپس کیا اور دلاوری وشناوری سے دریاے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے سخت جنگ لڑا۔ مخالف پل توڑ کر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندھا اور باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندر کوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریاے چناب تک کہ مخالفون کا اعتصام وقوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب کے عبور دشوار تھا۔ پیادون کی آمد و رفت کے لئے دو موٹے رسّے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلّۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا دریا کے اس طرف مضبوط باندھا اور ان دو رسون کے درمیان ایک ایک ہاتھہ کے فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو اور رسّے پہلے رسون سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے ان چوبون پر پاؤں رکھیں اور دونون ہاتھون کو اوپر کے رسون کو باندھیں تاکہ دریا سے گذر ہو۔ اسکو کوہستانیون کی اصطلاح مین رمپہ کہتے ہیں جہاں رمپہ باندھنے کا مظنہ ہوسکتا تھا وہان بندوقچی اور تیر انداز کام کے ادمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع کی۔ دلاور خان جالے بناکر اپنے آدمیون کو اونپر بٹھا کے چاہتا تھا کہ دریا سے پار ہو پہنچے لیکن پانی میں ایسی تندی و شورش تھی کہ جالہ سیل فنا میں آگیا اور ۲۸ آدمی بحر عدم میں غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آئے۔ اور دو آدمی دریا کے پار جاکر مخالفون کے ہاتھہ میں اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خان چار مہینے دس دن تک بھندر کوٹ مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک میندار نے راہ بری کی اور ایک جگہ سے جہان مخالفون کو رمپہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا دو سو شاہی سپاہیون کو لے گیا اور رتبے راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب و بیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کرکے کہا کہ میں راجہ ہون مجھے دلاور خان پاس لے چلو اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتوار میں جو و عدس و ماش و ارد بہت ہوتے ہین یہاں رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں شش ہنسی کہ چار روپیہ کی برابر

ہوتی ہیں لیتا ہے۔ سات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں اونکی تنخواہ میں زعفران مقرر
کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ
پر موقوف ہے۔ ذراسی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لیتا ہے۔ جس کسی کو کہ متمول اور
صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے۔ اس جہت تخمیناً ایک
لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جس راہ سے بادشاہ آیا ۷۵ کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے
۱۹ کوچ اور ۴ مقام کر کے ۵۲ روز میں طے کیا۔ دار الخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چھہتر کوس مسافت
ایک سو دو کوچ اور ترسیٹھ مقام میں طے کی خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور آدھ
کوس ہے۔

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل
وجاہت سے خالی نہیں تھی پوشش اسکی اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف اور زمینداروں
کے وہ دونوں زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم
دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندوں کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو
حبس قید سے نجات پائے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان
کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزندوں کو بادشاہ
کی ملازمت میں لاتا ہوں امیدوار رحمت شاہی ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں سے ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول
اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت
کی مدت چار ہزار سال ہے اُنکا حال دراساعی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے
سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بتفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ میں اس ملک نے نور اسلام سے
روشنی پائی ہے۔ ۳۲ مسلمان بادشاہوں نے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی سنہ ۹۹۴ میں والد
ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے ابتک کہ ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ملک کشمیر

کوتل بھولباس سے نیچے تک ۵۶ کوس جہانگیری ہے۔ عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس
کوس سے کم نہیں ہے شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا
سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اور
اعتماد کے لئے ایک معتمد کاردان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمایش کریں تاکہ
قرار واقعی حقیقت لکھی جائے شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش میں ۶۷ کروہ
ہوئے یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوئی ہے کہ اس ملک کی زبان وہاں کے
باشندے بولتے ہوں۔ اسلئے بھولباس کہ گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اس طرف ہی کشمیر کی
سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۶۵ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں دو کروہ سے زیادہ فرق نہیں
معلوم ہوا۔ اور بنا زمند کے عہد میں ہر کوس پانچہزار ذرع ہے اور ہر ذرع دو شرعی ذرع کا
ہے اور ہر ذرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد
اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر
دریا بہت گذرتا ہے اور اوسکے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہیں وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں
واقع ہے میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے شہر میں چار پل سنگ و
چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوسپر آتے جاتے ہیں اس ملک کی اصطلاح میں پل کو
کدل کہتے ہیں شہر میں ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت
کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہو گیا۔
۹۰۹ھ میں ابراہیم ماگری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ
عمدہ یادگار یہی مسجد ہے آدمی کی آمدورفت اور غلہ و ہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے
شہر و پرگنون میں ۵۷۰۰ کشتیاں ہیں ۷۴۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے
ہیں۔ بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی
رسم جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شاہی سے ہوتا ہے ہر خروار ۳
من ۸ سیر وزن حال ہے کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھہ ۶۳ ہزار و پچاس خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ
و ۴۶ لاکھہ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہین ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھہ ہزار و پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر مین درآمد
کی راہ متعدد اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ منحصر راہ پکلی پر ہے اور راہیں اس موسم میں
برف سے بھری ہوتی ہین بھمبر کی راہ نزدیک ہے - کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے
دفتر چاہیے اسلیے اسکے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ
بہار یا قلعہ ہے آہنین حصار بادشاہون کے لیے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشون کے لئے
ایک خلوتکدۂ دلکشا چمن خوش - آبشار دلکش - آبہاے رواں شرح و بیان سے زیادہ
اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر - جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و
سبزہ ہی نظر آتا ہے - گل سرخ و بنفشہ و نرگس خودرو صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اسے
زیادہ ہیں کہ شمار مین آئیں بہار مین کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالامال در و دیوار و صحن
و بام گھرون کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جلکہاے سطح و سہ برگہ کا کیا بیان ہو - کشمیر مین
لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھون کو خاک سے پر
کرکے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار مین وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے
نادرالعصر اوستاد منصور نے جو پھولون کی تصویریں کھینچی ہین وہ سو سے زیادہ ہین -
اقبال نامہ اور اور کتابون میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے -
زیادہ تر آدمیون کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہی - چاول وہان اول سال خوب پیدا ہوتا ہے
لیکن اگر اوسکو دوسرے سال بوئے تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئے
تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے - پہلے زمانہ میں یہان بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاومیش کمیاب تھے
تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہین جو شام کو
پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتون اور
مردون کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے - عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو
ہے اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہیں ہضم

اس پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہین اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین ۔
پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہیں بدن پر پھٹ پھٹ کر اتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہیں پڑتا ہے
غرض اس کرتہ کو برہمنون کے زنار کی طرح کبھی جدا نہیں کرتیں باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے
کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین
عورتون کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جب اونکے وضیع و شریف کہیں جاتے ہون
اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے
اکبر جب اپنے کہا کرتا تہا کہ کشمیر سیری کا گھر مین بہشت روے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی
سیر کو جایا کرتا تہا ۔ ایکدن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا ۔ ہاتھی پر سوار تہا ۔ ہاتھی کے
دونو طرف کشمیرن کھڑی و عادت دیکھ رہی تہین انکے کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی
جسکے اوسکو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو
بادشاہ پر مورچھل جھل رہا تہا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حورون کی
بو آتی ہے اگرچہ اس ملک زمین کے آدمی حدت فہم و ذکا و جوہر شرافت سے آراستہ ہیں لیکن روز
ازل سے انکی سرشت کا خمیر شرارت سے مخمر ہوا ہے کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و
عام ہے ۔ جو تاریخ مین انکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور آپسمین
تہا کہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال میں مشاہدہ میں آتا ہے اور
جسکو اس طائفہ سے سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ میں شرارت و مروت
و غیرت کسقدر ہے ۔ مگر ہر قوم میں نیک بد ہوتے ہیں بطریق ندرت انمیں بھی کوئی اچھا
ہوتا ہے ۔ ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین یہ خوب ملیح کی ہے رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند ۔ بسا سال و مہ در سفر بودہ اند
بتعریف کشمیر و کشمیریان ۔ بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہیں اور گول پگڑی پہنتے ہین ۔ ازار پہننا عیب جانتے ہیں
کرتہ دراز و فراخ سر سے پانؤں تک پہنتے ہیں اور کمر باندھتے ہیں +

اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوسکے زمانہ میں اسپ کلان کی سواری نے اور بنانے عمارات دل نشین نے اور اکثر وضع معقول نے شہر میں رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر مین تھا نہ ہندوستان مین محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد میں اسکا رواج دیا اول کابل سے شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہان کی آب و ہوا کے موافق وہ ہوا۔ اس زمانہ سے اوسکا رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان مین اس پیوند سے میوون کی شادابی بڑھتی جاتی ہے لیکن اب تک آب کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

مذہب نوربخشی

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک گروہ نوربخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے فتح شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور اوسنے اپنے تئیں میر محمد نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش رکھا اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا۔ اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی۔ جو آدمی یہ مذہب رکھتے وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے ہیں۔ اور شیعہ کے عقیدے کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے ہین۔ کل عبادات و معاملات میں اس قبیل کے تصرفات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہوگیا ہے اور اپنے مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسود نے (مرزا حیدر نے) بدخشان میں اوسکے مشائخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھے سب شریعت ظاہری سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت و جماعت کے موافق و متفق تھے چنانچہ امیر سید محمد نوربخش کے بیٹون مین سے ایک نے مجھے ایک رسالہ اسکا دکھایا۔ ایک بات اسمین خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کہتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقویٰ

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے سلطنت کرتے تھے اور اسمیں اونہوں نے مساعی محمودہ کیں مثل یوسف و سلیمان و داود و موسیٰ و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف وہ تھے اور بعض اہل سنت و جماعت کے موافق فقیر نے کتاب احوطہ جو اسوقت کشمیر میں مشہور تھی ہندوستان کے علما پاس بھیجا اونہوں نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتویٰ لکھا +

## فتویٰ علماے ہندوستان بر کتاب احوطہ نوربخشیہ

یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ اس کتاب کو بہت تعمق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہ تھا اور دعویٰ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلًا فِی الْفُرُوْعِ سُنَنِ الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَنُقْصَانٍ وَثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَکَانَتْ اَھْلُ اَدْیَانِھِمْ بِالْیَقِیْنِ ـ کاذب تھا اور زندقہ و سفسطہ کے مذہب کا مائل - اس قسم کی کتاب کا [illegible] اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیوں پر جو اسپر قادر ہوں موجبات و فرائض سے ہے اور اس مذہب کا قلع و قمع ضروریات دین سے ہے اور اس دین کے عاملوں کا اور اس مذہب کے معتقدوں کا اور اس کتاب کا قلع و قمع فرض ہے جو اس مذہب کے منفر ہوں اور مذہب باطل سے نہ پھریں تو اونکے شر کا مسلمانوں کے سر سے دفع کرنا سیاست و قتل کے ساتھ واجب ہے اور اگر وہ تائب ہوں اور اس مذہب کو ترک کریں تو اونکو حکم دیں کہ مذہب حضرت ابی حنیفہ کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الٰہی فرمایا ہے قبول کریں جب یہ فتویٰ میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے ہیں طوعاً و کرہاً مذہب حق میں اونکو لایا - اور بہت آدمیوں کو قتل کیا - ایک جماعت نے تصوف میں پناہ لی اور اپنا نام صوفی رکھا لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی چند ملحدی مذہب رکھتے ہیں چند آدمیوں

گمراہ کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہین رکھتے شب بیداری وکم خوری کو تقوی و
طہارت جانتے ہین۔ جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھاجاتے ہین اور لے لینے اور شرہ وحرص
بہت رکھتے ہین اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہین اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح
کرتے ہین کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مغیبات آیندہ وگذشتہ کے اخبار مین
مشغول رہتے ہین اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور اس رسوائی سے چلے بیٹھے ہین
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم ومکروہ جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پر چلتے ہین
اور کہتے ہین کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہین غرض اس طرح کے ملاحدہ وزنادقہ
اور جگہہ دیکھنے مین نہین آتے عیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالی کل اہل اسلام کو اس
نوع کی آفات وبلیات سے اپنی عصمت کی پناہ مین مصون ومحفوظ رکھے بحق محمد وآلہ اسکے
پہلے کشمیر مین کافرون کا فرقہ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے
ہستی نور ہے۔ آفتاب ہمارا عقیدت کی صفائی کے سبب سے ہے۔ اور ہمارا وجود اوس کے
نورانیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین تو آفتاب کا وجود نہ رہے اور
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اٹھالے تو ہم ہستی نہ رہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین اسکا
وجود ہمارے بغیر نہین ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہین ہے جسوقت وہ ہوتا ہے تو ہمارا
احوال اوس پر ظاہر ہوتا ہے ہمکو سوا نیک کام کے اور کار روا نہین ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو
ہم کو نہین دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہین ہوتا جو چاہین کرین اوس پر مواخذہ نہین ہوتا
فرقہ شماسین نے موجب لقب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھا ہے عوام کشمیر نے
اوسکو غلط کرکے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے صاحب فرشتہ کی
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہین اور یہان کے علماء
اکثر نوربخشی ہین ورتبت کو جو کہ بادشاہ گو کہ کشمیر کے ہمسایہ ہین سے کشمیر کے سپاہیون کی
محافظت وآمیزش سے تشیع مین ایسا غلو ہے کہ اگر کوئی سنی جاویگا تو وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تبرا
بھیجے تو شہر مین رہنے دیتے ہین ——— ایک فقیر ونگا طائفہ ہے اوسکو ریشی کہتے ہین

اگرچہ علم و معرفت نہین رکھتے لیکن بے ساختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہین وہ کسی کو برا نہین کہتے۔ زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہین گوشت نہین کھاتے اور عورت نہین کرتے اور جنگلون مین میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہین کہ آدمی اون سے بہرہ ور ہون۔ اور خود اوسسے متمتع نہین ہوتے۔ قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے۔ برہمنون کی ایک جماعت جو قدیم سے اس ملک مین رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریون مین ملکے اور مسلمانون کے تکلم مین تمیز نہین ہو سکتی لیکن اونکی کتابین زبان سنسکرت مین ہین وہ اونکو پڑھتے ہین اور جو بت پرستی کی شرائط ہین اونکو ادا کرتے ہین بت خانے جو ظہور اسلام سے پہلے بنے ہوئے ہین سب جا ہین اور اونکی عمارتین سنگین ہین بنیاد سے لیکر چھت تک تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہین شہر کے متصل ایک کوہچہ ہے اوس کو کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہین سمت شرقی مین کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ سنگ و آہک کا بنوایا تہا جو اب بن کر تیار ہو گیا ہے۔ مین نے یہان ایک باغ لگایا جس کا نور افزا نام رکھا۔

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا۔ اتفاق کی بات کہ بلاس کے گاؤتکیے لپٹے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش اونکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر بالاس پر لگا اور پاؤن فراش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین سے لگے + رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت جوتک رائے جوتشی نے پہلے لکھہ دیا تہا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہین وہ کسی مرتفع جا سے گرے مگر اونکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے۔

جب محصول کی وگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان افغانون کی زراعت کو کھائین اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین جب لشکر شاہی پائے کوتل مین آیا تو سرکوتل پر ہجوم کرکے اوس کو مستحکم لیا۔ چونکہ... مرد کار دیدہ و پیر محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس مین دیکھی کہ ... توقف کیا جائے۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھ پر لاد کے لائے ... تھے ... ہو جائیگا

لاچار خود بخود وہ ویران ہوجائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار سے گذر جائینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائینگے تو افغان کچھ نہیں کر سکین گے اور اونکو خوب مالش دینگے۔ مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی دشمن سوز اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھ خیال نہ کیا۔ برہنہ چند سادات بارھہ کو لیکر چلا۔ افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغانون نے پہاڑ دن کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مار کر کے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا۔ مہابت خان نے تازہ فوج روانہ کی۔ تھانونکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۷ شہریور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ کے سرچشمہ دریائے بہت کی سیر کو سوار ہوا۔ پانچ کوس کشتی مین گیا۔ موضع پان پور کے باہر اُترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش خبر آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کر کے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصر اللہ عرب کو اور چند منصبدارون کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی رائے مین دو خطائین کین ایک یہ کہ وہان کے زمینداروں اور رعایا کو تنگ کیا اور ناملائم سلوک کیا۔ دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع مین رخصت طلب کی کہ بادشاہ پاس جاکر اپنا مقصد حاصل کریں۔ اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی اسلئے جمعیت اسکی کم ہوگئی۔ زمیندار استے چلے ہوئے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون نے اطراف سے ہجوم کر کے پل کو جسپر سے عبور لشکر و کمک منحصر تھی جلایا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکایا۔ نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہو کر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی۔ اینلاز نا طاقت کر وہ مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور راجہ سنگرام زمیندار جمو کو حکم دیا کہ وہ جمو کی راہ جائے امید ہے کہ دشمنون کو جلد اپنے کام کی سزا ملے۔

دو شنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان مین واقع ہے ابتداء استحکام و دشوار کشائی و متانت و محکمی مین معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداروں کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کسی غیر قوم کے ہاتھ مین نہیں گیا اور کسی بیگانہ نے اسپر غلبہ نہین پایا اَلعِلمُ عِندَ اللہِ اس زمانہ سے کہ ہندوستان مین صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والا شکوہ میں سے کسی کو فتح کرنا نصیب نہوا سلطان فیروز شاہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا اور مدتوں تک محاصرہ رکھا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر مین ظفر نہیں حاصل ہو سکتی۔ باوجود شوکت و استعداد کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہو گیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب مین تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤن مین کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اول مینے مرتضٰے کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مر گیا۔ بعد ازان جو ہر مل (جو ہر مل) پسر راجہ باسو اس خدمت کا متعہد کیا اوسکو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے بدی و بغی و کافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر مین راہ پائی اور تسخیر قلعہ میں توقف ہوا لیکن تھوڑی مدت مین وہ مر گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنون شاہزادہ خرم نے اس خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکر بھیجا اور بہت سے امراے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمینداروں میں سے ایک پر فوج بھیجکر لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ برآمد کو استحکام دے اور سرکوبون پر قبضہ کرے پہاڑون کی تنگنایون مین آکر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب سے بعض نامی سردارون کی جان گئی۔ ۱۶ شوال ۱۰۲۹ھ کو لشکریون نے قلعہ کو گھیر لیا مورچلون کو قسمت کیا۔ مداخل و مخارج قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کو تنگ کیا جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونہون نے او خشک غلے نمک میں

جوش دیکھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پرآئی اور کسی راہ سے امید نجات نہ رہی تو ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا - دوشنبہ غرہ محرم ۱۰۳۱ھ میں یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی -

۲۷ مہر الٰہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا - زعفران کے پھول کھل رہے تھے - بادشاہ سواد شہر سے کوچ کرکے موضع پنیر (پام پور) میں آیا - تمام ملک کشمیر مین سوا اس گانون کے کہین زعفران نہین ہوتا - یہان جہانتک نظر جاتی تھی پھول کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغون کو معطر کرتی تھی - زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا ہے اسکے پھول کی پانچ پتیان بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبیہ کی برابر ہوتا ہے اسکے درمیان میں تین شاخین زعفران کی ہوتی ہین یہ معمولی سالون میں ۴۰۰ من یعنی ۳۲۰۰ من خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف حصہ رعایا کا - ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا ہے دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران اسمین سے نکال لیتے ہیں اس کا وزن پھولونکی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے - وہ اسکو بادشاہی ملازمون کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اوسنے زعفران کے وزن کی برابر نمک لیتے ہیں کاشمیر میں نمک نہیں ہوتا ہندوستان سے لیجاتے ہیں -

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہائے کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور اوسکے اہل حرم کے لیے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں خیمون میں گذارا نہیں ہو سکتا تھا معماران چابک دست اور کارداران باوقوف نے مصالح کی گرد آوری اور اونکی تیاری میں سعی کی - یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہو گئیں - بادشاہ نے ایک باغ بنوایا تھا اوسمیں ایک تصویر خانہ بنوایا جسمین سب کے اوپر شبیہ بادشاہ کے د ا د ا ا و ر باب کی تھی پھر خود شاہ کی اور اوسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران و مرزا محمد حکیم و شاہ مراد و سلطان دانیال اور دوسرے درجہ میں امرا اور بندہاے خاص کی شبیہ اور خانہ

باہر اطراف میں منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب کہ آمد و شد ہوتی اور اوسکی تاریخ مجلس شاہان سلیمان حشم بھی ہیرا پور سے کرم کا تہک ساہ دو زمینداروں مہدی نائک و حسین نائک کے قبضہ میں ہے یہ دونوں بھائی اگرچہ ظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن میں نہایت عداوت +

پنجشنبہ ہفتم کو [illegible] میں بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا اور زبان و لباس و حیوانات اور [illegible] بہت تفاوت معلوم ہوتا ہے [illegible] آدمی فارسی اور ہندی دونوں زبانیں بولتے [illegible] زبان انکی [illegible] قریب ہوا کے سبب کشمیری زبان بھی سمجھ لیتے ہیں غرض یہاں [illegible] شروع ہوتا ہے یہاں کی عورتیں پشمینہ کا لباس نہیں پہنتیں ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک میں نتھ پہنتی ہیں [illegible] نزول ہوا - پہلے زمانہ میں یہاں کے باشندے ہندو تھے - یہاں کے زمینداروں کو راجہ کہتے تھے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئیں راجپوت کہتے تھے اور ہندو پنے کی رسمیں انمیں جاری تھیں جیسے ہندوؤں کی عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی تھیں یہاں عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھ قبر میں زندہ دفن ہوتی تہیں سوا اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیوں کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور ہندوں سے پیوند خویشی کرتے تھے لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا مگر دینا نعوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ پھر یہ باتیں نہونی پائیں اور جو کوئی ان کاموں کا مرتکب ہو اسکی سیاست کی جائے -

سپہ سالار خان خانان اور تمام دولتخواہوں کی عرائض سے معلوم ہوا کہ جیسے کچھ سر اوٹھایا اور اس سبب کہ بادشاہ ولایت دور دست میں چلا گیا ہے وہ عہد [illegible] بادشاہ سے کئے تھے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی [illegible] خزانہ مانگا تھا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھ روپیہ آگرہ سے [illegible] سامنے یہ خبر بھی آئی کہ دکھنیوں کو امرا چھوڑ کر دار السلطنت [illegible] برگی دم رہتے لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں خنجر خان احمدنگر میں محصور ہوا

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی۔ اور داراب خان دکنیون کی بنگاہ پر چھاپہ مار کر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹ کر اپنے لشکرگاہ مین آیا۔ لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت تھی اسلئے وہ گریوہ۔ دھنگرہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو تاگزیر بالاپور مین لشکر آیا۔ یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا۔ راجہ نرسنگہ دیو نے غنیم پر حملہ کیا اور بہت آدمیون کو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کر کے قتل کیا۔ بادشاہ کشمیر مین سیر و شکار مین مصروف تھا +

متصدیان ممالک جنوبی کی متواتر عرائض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہو گیا ہے۔ دکن کے دنیاداروں نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے پانون باہر رکھہ کر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ ان دکنیون کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگانے اور زراعت کے ضائع کرنے پر ہے۔ اول مرتبہ میں کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لئے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سرداری لشکر پر سرافراز کیا تھا جب برہانپور مین وہ آیا تو گربزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سرشت کو لازم ہے اونسکو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیشکش مین نقد و جنس بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سررشتہ بندگی کو ہاتھہ سے نہ دینگے اور حد ادب سے پاؤن باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہو چکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعۂ شادی آباد منڈو میں بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری کو خیال کر کے اونکی بخشایش کی اب اونہون نے نقض عہد کر کے شہرہ بستی کی اور شیوہ اطاعت و بندگی سے انحراف کیا اسلئے بادشاہ نے پھر شاہجہان کو سپاہ کی سرکردگی پر متعین کیا۔ لیکن مہم کانگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت مین بھیجے گئے تھے اسلئے اس کام مین چندروز التوا ہوا۔ اب ان دنون مین عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہو گیا ہے ساٹھہ ہزار سوار اوس پاس جمع ہین۔ زیادہ تر ملک بادشاہی پر متصرف ہو گیا ہے اور جگہ جگہ سے تھانہ کو اوٹھا کر مہکر مین جمع ہوئے ہین۔ تین مہینہ سے مخالفون سے رزم و پیکار ہو رہا ہے

+۱۰۲۹ھ پندرهوان سال جلوس ۱۶۲۰ء

مین بڑی لڑائیان ہوئین۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ وآذوقہ لشکر
مین نہ پہنچ سکا اور لشکرگاہ کے گرد تاخت وتاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی
نہین رہی۔ چارپائے مرگئے یا دبلے ہوگئے۔ ناگزیر بالاگھاٹ سے اُترکر بالاپور مین توقف کیا
تو دشمن تعاقب مین اور دلیر ہوکر حوالی بالاپور مین آیا۔ قزاقی اور رہزنی مین مشغول ہوا بادشاہی
چھہ سات ہزار سوار تھے۔ جنگ عظیم ہوئی اور اونکا بنگاہ تاراج ہوا۔ بہت سے قتل واسیر ہوئے لیکن جب
لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنون نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی
بر آگئے۔ جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیون کے قتل ہوئے۔ اس حملہ کے بعد بالاپور مین چار
مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف مین نہ دیکھی۔ برہانپور
مین لشکر شاہی آیا لشکر کے پیچھے دشمن آئے۔ برہانپور کا اُنہون نے محاصرہ کیا چھہ مہینہ تک
برہانپور کو وہ گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول
کو تحصیل کیا۔ لشکر نے بہت محنت وتکلیف اوٹھائی تھی چوپایون مین جان نہ تھی لشکر شاہی
شہر سے باہر نکل کر دشمنون کو تنبیہ نہیں کرسکتا۔ اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا
تھا اس حال مین بادشاہ آگرہ مین آگیا اور کانگڑہ فتح ہوگیا۔ چہارم دی مہینہ کو شاہجہان کو
دکن رخصت کیا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مفتوحہ
سے اپنے انعام مین لے کر متصرف ہو۔ ۶۵۰ منصبدار۔ ایک ہزار احدی وایک ہزار برقنداز
رومی اور ایک ہزار توپچی پیادے وتوپخانے وہاتھی سوار اٹھتیس ہزار سوار ہون کے جو اسکے
تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لئے مقرر ہوا۔ اس سال
مین بادشاہ نے دارالخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ نے یہ سفر دارالسلطنت لاہور سے دارالخلافہ
آگرہ تک دو ماہ دس روز مین ۹۴ کوچون اور ۱۳ مقامون مین ختم کیا۔ ہر روز شکار کھیلا۔
روز دوشنبہ ۱۲ ربیع الآخرہ ۱۰۳۰ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۱ء کو نوروز ہوا۔
ایک عجیب واقعہ ہے کہ پرگنہ جالندہر کے ایک موضع مین صبح کے وقت مشرق کی جانب
ایک غوغا عظیم وہیبناک ایسا اُٹھا کہ قریب تھا لوگون کی جان نکل جائے اس شور وشغب

آسمان پر سے ایک روشنی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے بعد ایک لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگوں کا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گیا اور وہاں دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض مین اس قدر جل گئی تھی کہ سبزہ و گیاہ کا نشان باقی نہیں رہا تھا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اوس نے اس زمین کو کھدوایا جسقدر اوسکو زیادہ کھودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن تفتہ نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھ دیر کے بعد وہ ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۶۰ تولہ وزن مین ہوا استاد داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بنا کر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ پتک (ہتوڑے) کے نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس مین اور قسم کا لوہا ملاکر عمل کر اوسنے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیرین اور ایک کارد اور ایک خنجر بنا کے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیرون کی برابر کاٹ کرتی تھی شعلہ برق شاہی اونکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیون کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور لوہے کی یہ چیزیں بنا دین +

خبر آئی کہ دکنیون کی فوج نے دریاء نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی اور تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھون نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اوسنے خواجہ ابوالحسن کو پانچ ہزار سوارون کے ساتھ اونکی تنبیہ کے لیے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگ گئے۔ ابوالحسن [illegible] تعاقب مین دریاء نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھ غنیمت اور قیدی زیادہ ہاتھ لگے۔ جہانگیر نے شاہجہان کو چوبیس برس کے عمر جشن وزن سال گرہ میں بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی مین شراب اور منہیات سے توبہ کی تھی اسیطرح شاہجہان نے اکتیسوین سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لیے خدا سے عہد کیا کہ کبھی وہ شراب نہ پیئے گا [illegible] ہوگا اور اوسنے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مستحقون کو دیدیا اور آپ چنبل [illegible] کے کنارہ پر وہ اترا ہوا تھا شراب کو ڈلوا دیا +

حبذا شاہے کہ در عہد شباب　　　　شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھئے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے با وجود نشہ جوانی دریافت کامرانی و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد انبساط کو چھوڑ دیا

اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو مین آیا۔ خانخانان و دراب خان اور سپہ سالاران دکھن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھہ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ ٹھہر رہی ہے اس عرضداشت پر بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر لشکری اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چند روز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہئے لیکن شاہجہان نے کچھہ نہ سُنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُن کو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبد اللہ خان جو عمدہ لشکری تھا دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبد اللہ خان کو اور دلاورون کے ساتھہ نبرد کا ہراول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابو الحسن کو جونغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیون کی آبادی تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان و داراب خان اور اور منصبداران متعینات شاہجہان کی خدمت میں آئے اور اونھون نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکھنی جا بجا کوس پر یہان سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیان کرتے ہیں ملک [illegible] غنیم قوی ہوگیا ہے اور اوسکی کومکی فوجیں آگئی ہیں برسات میں دکھنیون [illegible] فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہو کر اطراف کی فوجون کے جمع ہونے اور دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے چند کوس ہے چھاونی ڈالکر توقف کرنا چاہئے جب بارش کی تخفیف ہو تو دکھنیون کے ملک میں

داخل ہوکر اونکی تنبیہ کرنی چاہئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ تمھارے نزدیک جو نیک صلاح تھی وہ تمنے عرض کی ہم حسب ہا تکو نیک جانینگے اُسپر عمل کرینگے۔ اِس کے بعد بخشیون اور دیوان کو حکم دیا کہ اِن منصبدارون کو جنکی جاگیرین دکھنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہین اور وہ متعین آدمی کہ دور دست جاگیر رکھتے ہین ازروئے سرشتۂ دفتر بغیر اسکے کہ متصدیون کی مطلوبہ اسناد تیار ہون اور اونکی طرف رجوع کی جائے انکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو ششماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسپ و باربردار و یراق جنکے پاس نہ ہو وہ اس کو خریدکے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک سپاہ کی حال کی برداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین بسرکردگی عبداللہ خان و دارابخان وخواجہ ابوالحسن امراے بادشاہی کو اور دو فوجین بسرداری راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار مین جو سات ہزار سوار تھے اونکا اور انکی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور سب کو داراب خان کا محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چنداول پر عقب میں ہوتی ہے اسلیئے شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر یک ایک دن چنداولی کیا کرے سب سردارون کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوش دل کیا اور دکھنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا جب سپاہ برہانپور سے چار پانچ کوس پر آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چنداول پر جھکا۔ اُس دن چنداولی مین خواجہ ابوالحسن کی باری تھی۔ دکھنیون نے ایسی جرأت کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ دکھنیون کا لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکنی مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا۔ بادشاہی آدمیون کو غنیمت وافر ہاتھ آئی خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیون میں لشکر شاہی نے ہمدردی بیگتا کان

اور شیر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیون کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس عرفی دور ہے۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا۔ ابھی
لشکر کی بعض بہیر راہ مین تھی۔ اور داراب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لیے
اُترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاور خان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ بے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور اونھون نے آشوب و غلغلۂ عظیم اٹھایا
شاہی سپاہ نے تردد نمایان کیا۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر اونھون نے بہیر کے کمرگاہ پر دوبارہ حملہ کر کے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیوی کی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی۔ ملک عنبر کے
سردارون مثل یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان و جادو راو اور ہنبینک راو و
ساہوجی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کر کے ایک فوج کو بادشاہی سرفوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کیے۔ راجہ
بکرماجیت نے استقامت کی سید صلابت خان و سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بکرماجیت کی مدد مین نمایان کارزار
کی۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اور جب ہنبینک راو جو دکھنی مین بڑا
تہا مع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ و جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جسکا آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے روبرو بھتیجون کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گری اور اونھون نے عرصۂ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہو کر پھر بازگشت کر کے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کر کے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سرنو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
تردد نمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت جان سے گئی

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور خیمہ خرگاہ بہت سا غارت گیا۔گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال و قتال رہتی۔ یہان تک کے اواخر اردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اورنگ آباد اب کہتے ہین چھہ کوس پر لشکر شاہی آیا۔ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیان کرتے رہے صبح کو ہر طرف سے کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھہ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کرکے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔بادشاہی لشکر بھی ہر جانب مین انپر تاخت کرتے تھے اور اونکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا کرتے تھے۔ملک عنبر سراسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و مجبور تھا اپنے ساتھہ لیکر اور کارآمد اسباب و اثقال کو اوٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور گھاس کو کہین نہ چھوڑین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کرکے اوسکی عمارات حاکم نشین کو جو بیس برس مین بنی تھین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آیندہ اونکے بننے کی امید نہین تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔اس دن سرداران غنیم سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبداللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا۔احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا۔باوجودیکہ ایام محاصرہ کو امتداد ہوا۔مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھہ یہ قلعہ نہ آیا۔ان دنون مین ذخیرہ کے ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہو گیا تھا اس لیے مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی داماد عنبر جو احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کرکے اور اس ضلع کے حوالی سے دفع کرکے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کرکے ناسک و سنگمنیر کی طرف جا ئے۔یہ ملک سیر حاصل آباد ہے جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت بہم پہنچا کر استعداد تمام قلعہ سے نکلکر جوہر حبشی پر تاخت کی اور ڈہائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا افواج بادشاہی نے مونگی پٹن کے نزدیک بانگنگا
کے کنارہ پر نصف راہ مین یہ خبر سُنی اسوقت غنیم کی سپاہین بھی فراہم ہوگئی تھین
کہ ان مین جوہر مع فوج کے آن ملا اور راہ کے مابین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ
شوخیان کرنے لگا۔ بادشاہی سردارونے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لیے اتفاق
کر کے تین فوجیں بنائین۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ مین چھوڑی اور باقی فوج نے
دلاور خان اور آتش خان پر جنکے پاس پچیس ہزار سوار تھے صف آرا تاخت کی۔ دوسری طرف
سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی
باقی اور طرفون سے لشکر شاہی نے دکنیون پر حملہ کیا۔ دکن کے سردارون نے بھی مردانہ
استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال و عجیب رستخیز نمودار ہوئی
ہر طرف نے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروئے کار لائے۔ اور دکنیون کو
ہٹا کر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی
تھی اور مقابلہ مین آتی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ
مشتعل رہی۔ اس دار و گیر مین خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے ترددات نمایان
ظہور مین آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیون سے زیادہ اونھون نے مارے اور بادشاہی آدمی
بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیون
کے ایک دو سردار فرار ہوگئے شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجین خاندیس اور برار
کے پرگنون کے ضبط کے واسطے بسرداری محمد تقی متعین کین۔ انسے بہت سی لڑائیان
دکنیون سے ہوئین مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا
انتظام از سرنو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر اپنے لشکر کی پے در پے شکستون سے شکستہ خاطر ہوا
اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک و ترہنک کی جانب عزیمت رکھتا ہے
تو اوسنے وکلاے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور
خجالت و ندامت زدہ ہو کر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ مہم دکن مین

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا
تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تہا اور بندہ خاکسار کو قابل جبہ سائی شکر عنایات
بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تہا کہ اپنے جرائم کا شفیع بنا کر عفو و مرحمت
کی طلب کرتا ۔ اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچا جائے ۔ تو مین تعہد
کرتا ہون کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پھیرونگا ۔ اور جرمانہ گذشتہ اور پیشکش حال اور
آئندہ سال بسال حضور مین بہیجتا رہونگا پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہون اور یہ مقرر
کرتا ہون کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سواے ملک مفتوحہ سابق متصل سرحد بادشاہی
کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہون اور بدرقہ ہمراہ کر کے قلعہ احمد آباد مین ذخیرہ بہیجتا
ہون شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کر کے عنبر کی
التماسات کو قبول کر لیا ۔ فضل خان کو عرضداشت فتح و عرایض عنبر کے ساتھ جہانگیر پاس
بہیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکہا ہے
اس کو مختصر کر کے مین لکھتا ہون ۔

کشمیر مین دسہرہ کے جشن مین گرفتگی نفس (ضیق النفس) و کوتاہی دم کا اثر مجھے
محسوس ہوا ۔ بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ مین مجرائے
نفس مین گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی ۔ رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا ۔ اطبا نے
گرم دوائیون سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب اس گریوہ
سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چند روز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا
کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبون کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے
دل برداشتہ ہو کر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئین سونپ دیا ۔ شراب کا نشہ کم ہوتا تہا
اسلئے روز ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی
جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا ۔ ناتوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی ۔
نور جہان بیگم نے جسکا تجربہ ان اطبا سے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دل سوزی تجربہ و تدبیر

اُنکے ساتھ بھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کیں اگرچہ پہلے اس سے بھی اطبا علاج اُنکی صوابدید و صلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی مہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزون اور ناموافق غذاون سے پرہیز کیا شروع سال مین چہرہ پر آثار صحت کے نمودار ہوئے جشن وزن مین بادشاہ کا وزن پہلے تین من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہو گیا تھا کہ ۲ من ۸ سیر وزن ہوا جب سے نورجہان عقد ازدواج مین آئی ہے شمسی و قمری وزنون کے تمام جشنون مین اونکی لوازم کو جیسا کہ اس دولت کے لائق ہین وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ جانتی تھی لیکن اس جشن مین بیش از بیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس و ترتیب بزم مین نہایت توجہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا مقید نہ ہوا بلکہ بے تابانہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور قسمین دیتا مگر وہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا۔ اس مین ساری خوبیان جو عورت مین ہونی چاہئیں موجود تھیں۔ بادشاہ اوسکو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہیں کہ بیٹی نورجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے کہ کمتر ہوتی ہیں +

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی۔ ۱۳ اردی روز دوشنبہ آبان ۱۲ جلوس میں کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی ناحیہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہوگی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین مین شہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ۱۴ آبان ۱۳ کو ہردوار مین مقام ہوا۔ اس مقام کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی سرزمین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جمو و کانگڑہ کی طرف نہضت کی۔ ۲۱ کو مقام

ہلون مین بادشاہ آیا - یہان لشکر کو چھوڑا - خاص ملازمون کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر و تماشے کے لیے روانہ ہوا - اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہیں چھوڑا - صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال کے لیے اور لشکر کی محارست کے لئے متعین کیا - دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال متغیر ہوا - اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے - نورجہان کے اضطراب کے سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوسکے ساتھ تھا - بادشاہ بیتاب ہوکر اپنے لشکر مین پھر الٹا چلا آیا - آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا - سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش مین آتا تھا - بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی - بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھ پر جو کچھ گذرا اسے بیان نہیں کرسکتا وہ وزیر عاقل کامل تھا اور مصاحب بھی دانا مہربان -

از شمار دو چشم یک تن کم
در حساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تھا اور یہ ممکن و مقدور بشر نہیں ہے کہ دخل و تصرف میں سب کو اپنے سے راضی رکھہ سکے - کوئی شخص اپنی عرض طلب و مہم سازی کے واسطے اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوس سے آزردہ ہوکر آئے - وہ اپنے صاحب کی دولتخواہی اور کفایت کی مراعات کرتا تھا - ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا - سچ یہ ہے کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا - دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش کو گیا اکتالیس آدمی وسکے فرزندون اور قوم مین اور بارہ آدمی اسکے ہمنشینون میں تھے اُن کو خلعت عنایت کیا اور ماتم کا لباس اُتروایا - اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا بجانا نورجہان کو مرحمت کیا - پھر بادشاہ چار منزلیں طے کرکے بان گنگا کے کنارہ پر آیا - راجہ چنیتا کی پیشکش پیش ہوئی - اوسکا ملک کانگڑہ سے ٢٥ کروہ ہے - کوہستان میں کوئی اس سے زیادہ عمدہ زمیندار نہیں ہے - اس ملک میں زمینداروں کی گریزگاہ اوس کا ملک ہے اس میں دشوار گذار گھاٹیان ہیں اب تک وسے کسی بادشاہ کی اطاعت نہیں کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی ١٣ - ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ میں سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علما و اسلام ہمرکاب میں ن

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہون قلعہ مذکور مین عمل مین آئین اس قلعہ میں اذان دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتین ہوئیں جو بناء قلعہ سے ابتک نہ ہوئی تہیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور استحکام ومتانت اس حد پر ہے کہ اگر آذوقہ اور لوازم قلعہ داری بہم پہنچ جاویں تو کسی کا ہاتہہ اوس کے دامن تک نہین پہنچ سکے۔ اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سرکوب کھتا ہے اور وہان توپ وتفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریون کو زیان نہین پہنچا سکتیں وہ نقل مکان دوسری جگہ کرکے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہین بادشاہ قلعہ کی سیر کرکے درگاہ بتخانہ کی سیر کو گیا جو بہون مشہور ہے وہان ہندوون کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے نذرین چڑہاتے ہین بتخانہ کے نزدیک ایک کوہ ہے [illegible] کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش وتابش سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالا مکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت قرار دیا ہے۔ فی الواقع ہندوان نے اعتقاد درست وراست رکھکر عوام الناس کو دکھا دیا ہے ہنود کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت وتعلق کے سبب جو اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندہے پر رکھکر جہان میں پہرا اور لاش کو اپنے ساتھ پہرایا ایک مدت اسیر گذر گئی تو لاش کی ترکیب پراگندہ ہوکر گر پڑی۔ ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو کی شرافت اور کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت وحرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام مین گرا تہا اس جگہ کی نسبت اور جگہون کے ہندو زیادہ گرامی رکھتے ہیں۔

انہیں دنون میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے درد قولنج کے عارضہ میں حیات خدا کو سپرد کی۔ عزت خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو کے ساتھ گیا تہا وہان وہ مسموم ہوا۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا دوشنبہ شہر جمادی الاول ۱۰۳۱ھ کو نوروز ہوا۔ آصف خان برادر حقیقی نور جہان کو منصب شش ہزاری ذات وسوار کا مرحمت ہوا۔

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنوں میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار کی تسخیر کے قصد سے دارای ایران وخراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو نسبتہائے سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تھی کہ اوسکے نوکر سے جس پاس تین چار سو آدمی ہوں ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان خرم پاس بھیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتھیوں کے جس قدر جلد ممکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ ہو تو ہم بھی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ بھیجیں کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تا کہ عہد شکنی اور حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا فرزند خانجہان کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا اور اوسکا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہو کر لاہور میں آیا۔ سپاہ کا بڑا سامان کیا اور چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک ذخیرہ کا سامان نہ ہو لشکر گران نہیں بھیجا جا سکتا اسلئے اوسنے بنجاروں کا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے سامان کے واسطے تیار کریں۔ حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکھا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جن سے معاملہ قندہار کا حال خوب کھل جائیگا۔ شاہ ایران لکھتا ہے کہ ہم نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اوروں کے تصرف میں آگئے تھے لے لئے۔ قندہار آپ کی گماشتوں کے تصرف میں تھا اوسکو میں نے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد وبرادری کے سبب سے مجھے امید تھی کہ آپ اپنے آبا واجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے خود ہی حوالہ کر دینگے۔ مگر آپنے تغافل کیا۔ مکرر نامہ وپیغام میں کنایۃً وصراحتاً طلب قندہار ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ محقر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کریں کہ وہ میرے اولیائے دولت کے تصرف میں آئے تا کہ دشمنوں وبدگویوں کا رفع طعن اور حاسدوں وعیب جوئیوں کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق میں ڈالا اس مقدمہ کی حقیقت

دوست و دشمن مین مشہور ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب نہ پہنچا تو میرے دل مین آئی کہ
قندہار مین جاکر سیر و شکار کیجیے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے
میری خدمت مین آئین میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ میں آیا تو قندہار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین جدائی نہیں ہے اور ہم یہان سیر
کے لئے آئے ہیں کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انھون نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا جوالی قلعہ مین پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کرکراق کو ملایا اور جو کچھ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصایح سودمند نہوئین اور مخالفت پر اصرار رہا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ مین مصروف ہوا اور تھوڑے دنون مین
برج و بارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا اونھون نے امان مانگی ہم نے برادری
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب مین
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہیں آیا کہ جسمیں قندھار کی خواہش کا اظہار ہو ہان
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تھا تو اوسکے جواب مین ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز مین مضائقہ نہیں ہے انشاءاللہ تعالی بعد سرانجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی۔ ابھی تم دورے آئے ہو لاہور مین آرام کرو۔ پھر مین کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء مین خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندھار کی تسخیر کے لئے آئے ہین مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہین آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کور دہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود مستخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہین آتا تھا بعد ازان یہ خبر محقق ہوئی تو
اوسی وقت مین عبدالعزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضا سے تجاوز نہ کرنا
ابتک سر رشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھ نہیں سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوسکی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر
فرماتے کہ شاید وہ آپکے مطلب مدعا میں کامیاب ہو کر آپکی خدمت مین آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے
پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہونا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر
کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرین گے۔

غرض مہم قندھار مین تو التوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔

جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھہ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب مین اوسنے
یہ عرضداشت بھیجی کہ میں نیازمند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہانپور مین بطریق ایلغار
قریب ہزار کروہ کے طے کر کے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ میں طے کیا۔ باوجود دلجمعیت کے
دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت میں مخالفون کی گوشمالی دیکر ملک
سوا کروڑ دام کا جو ہاتھہ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہانستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف
میں لایا اور پچاس لاکھہ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھہ روپیہ
اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنون مین مخالفون کے خس و خاشاک کو جھاڑ کر
پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیرخواہ کو مہم قندہار کے لئے طلب کیا۔ آپ کی خاطر کی رضا
کے لئے بلا توقف برہانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی پیاپے
یورش سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ
کی گل سے ان ایام میں خالی کسالہ سے نہیں ہے نواح مانڈو میں تا انقضاء شدت بارش
میں توقف ہوگا اور جب ہنگام ہوگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون
کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و یکتا مشہور ہے سروکار ہوگا
بعض بلاد روم و توران اور اطراف ہیچ کام اس کے ظہور مین آئے وہ حضور پر روشن ہین ایسی
نہنگ دریائے جرأت سے جسکے تمام قشون اور جان در رکاب اپنے ولی نعمت کی راہ مین فدا
ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سرانجام شائستہ
و استقلال و اختیار مطلوب ہے امید وار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندہار کی سرراہ واقع ہے

عذر شاہجہان از مہم قندہار ۱۰۳۱ھ +

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لیئے کہ مہم پر روانہ ہوگا عقیدت کیش آدمیونکا اس ضلع مین ہونا ضرور ہے اسلیئے وہ نیازمند کی جاگیر مین عنایت ہو حسب عرضداشت آئی تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ ولیعہد کی جاگیر مین مقرر ہون لیکن اس زمانہ مین یہ فنا دیکھا کہ اس سے پہلے شاہجہان نے اپنی جاگیر کے لیئے پرگنہ دھول پور کی درخواست کی تھی اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پروانگی کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لیئے بھیجدیا عرضداشت پہنچنے سے پہلے یہ پرگنہ نور جہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تنخواہ مین مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے کہ سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اسکا حال پڑھ چکے ہو اوس سے چھوٹا بیٹا پرویز تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا تھا اوس سے چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نور جہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نور جہان کے حقیقی بھائی آصف خان سے اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھ کر کیا تھا) اور شہریار کی طرف اس دیار مین شریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف مین لایا جب دریا خان آیا محال کے دخل و خرچ مین گفتگو سے لگے بات بڑھ کر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی آنکھ مین تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ [illegible]

عقد امور خلافت بادشاہ کے ہاتھ مین نور جہان [illegible]

ریاست مین ہر دون کا پاؤن جگہ سے ایسا [illegible]

حیات کے شجر کو قطع کرنے مین سعی کرنے لگے ہین یہ تو حریت تھی [illegible]

استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نور محل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر سے اساس دولت مین اختلال کلی ہوگا جور توان کو داماد کے ساتھ ایک بیٹا اس [illegible] اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کرکے اوس کی تربیت استقلال مین کوشش کرے اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے۔

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے اس باب مین اوسنے اپنے ہواخواہان کی جماعت کو وعدے کرکے رفیق و معاون کر لیا تھا۔ بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت تھی سارا دربار اوسکی جنبش مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا۔ اعتماد الدولہ نورجہان کا باپ بڑا عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فسادکی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپ کا سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا۔ اب کوئی قید نورجہان کے لئے نہین رہی۔ وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھہ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھا کر جہانگیر کے خاطر نشان کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور وہان سے بلانا جہان ہمیشہ ضرورتین پیش رہتی ہین اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا رائے صواب کے خلاف ہے اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہیئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کام کے قابل نہین جانتا اسلیئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین کامران رہا ہے اور اس سرزمین کے کار سے واقف ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم میں مقرر کیا جائے بیگم صاحب کا خزانہ بہی اور اعتماد الدولہ کا مال اوسکو ہاتھہ لگا تہا تو وہ خود قندہار کی تسخیر و سامان لورش کی خرچ کی متکفل ہوئی۔ شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیر حاصل تبدیل ہوکر شہریار کی تنخواہ میں مقرر ہوئیں۔ بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آگئے ہو وہیں توقف کرو اور جو کمکی تمھارے ہمراہ ہیں اونکو جلدی روانہ کردو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے۔ شہریار کو منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی دربار ولی پر مامور ہوا مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ بادشاہ بھی لاہور مین آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد افزا شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ خاطر ہوا افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بہیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ و مرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندر نکھہ کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

بادشاہ جہانیان اور کل عقلا وحکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض و حسد کا پانون درمیان مین آتا ہے
تو مردان فلاطون کا پانون پھسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرا
اور رشک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہیں —

چراغ کذب را کا فروزش نون | بجز اشک و روغنش نیست روغن
ازان روغن چراغی چون فروزد | بیک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصاً مقدمات ملکی ومالی وکلی جزئی مین عورتون کی رائے پر عمل کرنا کیسے نزدیک شوم ہے خاصہ غلام کے حق مین جس نے مالک کن کا فقنے سے بہرا ہوا دوبارہ شمشیر سے تسخیر ملک کیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کر کے کسی کام مین حکم سرتابی نہ کی ہو اور بجز فرمانبرداری واطاعت کے سوا کچھہ اور منظور نہیں ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی پاداش مین جسکے سبب سے مجھے طرح طرح کی امیدین تہین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب ہونا منافقون اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمند کی جاگیرون کا بدلنا اور اس ناخلف کو بیٹا اور اپنے سود و نقصان مین فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کارفرما نہ ہونا ان سب باتون کو اپنی دلوان گردش کے سوا کس بات پر حمل کر سکتا ہون —

اگرچہ شاہ ولی عہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی کہ فتنہ جو واقع ہوا ہے دفع کی سعی سے اور نور محل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو اظہار عقیدت کے پانی سے دہوئے اور پردہ ادب دار رزم درمیان سے نہ اٹھے اور جنگ کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بدنہاد کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل المیر وہ شہریار کے رتبہ جاہ و اعتبار کو بڑھا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے — آصف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے اہل غرض نے بہت ہوائیون یعنی نورجہان و آصف خان کے درمیان بھی بادہ ملال بہا رکھا تھا۔ آصف خان نے اپنی عقل اور دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگائی تھی ہرزہ درائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر ہر چند سعی کی مگر اسسے کچھ فائدہ نہوا اور بے
نیل مقصود واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب میں اوسنے
التماس کی کہ ایکدفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہوں
پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا اس بات کو بادشاہ سے لوگون نے اسطرح لگایا کہ جس سے
شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطرنشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدون نے
مصلحت کار اسمین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان میں باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ
دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کر کے شاہزادہ پرویز کے
ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ مین تعین کرنا چاہیے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب مین
بھیجے گئے مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر عناد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب پیدا ہوتا
تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود ہر شعور کے امور ملکی مین سر رشتہ عاقبت اندیشی کو ہاتھ سے
[illegible] وہ انتشار و فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم [illegible]
[illegible] بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لئے ہو
[illegible] عقل کے قبول کرنے مین وہ تعلل کرتا تھا اوسنے جواب میں لکھا کہ اگر شاہجہان
[illegible] کا احتمال ہے اوسکی دولت و آبرو کی برہمزدگی کے لئے حضور کمربستہ ہوں
[illegible] آصف خان کو حضور [illegible] تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا
[illegible] کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ مین جاکر خزانہ مین جو چاندی سونا غیر مسلوک ہو اور جنس جواہر
[illegible] حضور مین لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق پیہم صادر ہوئے کہ بیٹے کو
[illegible] حضور مین آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا
[illegible] نفس کے غلبہ سے مجال نہ تھا مگر شاہجہان کو حکم
[illegible] کو مراجعت کرنے [illegible] اور التماس کرتا تھا کہ جب تک مین حضور کے قدم
[illegible] میری کی ہے نہ دور کرلونگا معاودت نہیں
[illegible] نورجہان اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

دُجن کی دلیل بنا کے عرض کرتی - اور بادشاہ کے دل مین ملال پر ملال زیادہ کرتی -
مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان و [illegible]
معرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ و فدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خط و کتابت رکھتے ہیں
اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لیے صلاح بتلائی مگر فدائی خان اور ذوالقدر
خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور
بادشاہ کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا - اور خانجہان اور امرا
پاسبانی سے بموجب طلب کے حاضر ہوئے -

جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ [illegible]
نورجہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں [illegible] کے دست تصرف دراز کیا
[illegible] اور اوسکی افواج کا
[illegible] بہت آدمی قتل ہوئے [illegible] اور اوسکی
[illegible] اظہار [illegible] ظاہر ہوتا تھا
[illegible]
[illegible] اس کا [illegible]
[illegible] اوسکے پاس [illegible]
[illegible] آئندہ وہ احوال کو ضبط کرکے [illegible]
[illegible] سے جو تنخواہ میں محال جاگیر [illegible]
[illegible] آنے کا ارادہ نہ کرے - یورش قندھار کے لیے [illegible]
[illegible] خلاف حکم اسکے ظہور میں آئیگا [illegible]

[illegible] نہایت [illegible]
[illegible] اگر خدا تعالی اوسکو [illegible]
[illegible] میں کھیلونگا اور کسی بادار کو اپنے ہاتھ سے [illegible]

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہین گیا۔ اب خرم کی کردار نا ملائم سے میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کھیلنے پر توجہ کی +

۴۴۔ مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا۔ اوسنے اوسکو اس لیے بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہو جائے مین نے اصلا اسپر توجہ نہ کی اور اوسکی طرف منہ بھی نہین کیا۔ افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان چاہیے وہان اپنا محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جائے گا تو ندامت اوٹھائیگا +

جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور اعتدالیون کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کو کہ بندہ بے اخلاص اور مزاج دان تھا تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے اور سعادت کی رہنمونی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کر کے جلد خدمت مین آئے۔ تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ عمل مین آئے۔ اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے خاہر اخزانہ کی طلب کی خبر سنکر وہ بے اختیار بے تابانہ ہوا کہ شاید اثناء راہ میں خزانہ پہ پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے مین نے خزانہ کے لانے مین صلاح دولت نہین جانی۔ برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے اونے مین بُوئے خیر نہین آتی صلاح دولت خزانہ کے لانے مین نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کر کے خود ملازمت پر متوجہ ہوتا ہوں۔ اب بادشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کر کے اس سیاہ بخت کی تنبیہ و تادیب پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین۔ غرہ اسفندارمذ کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ مین آگیا ہے کہ

افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا +

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب فتحپور میں آیا تو درِ دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا خجالت زدہ ادبار ہو کر توقف کیا ـــ خانخانان اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات میں تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے شاہجہان سے موسیٰخان فتحپور میں ملا اور احکام بادشاہی کی تبلیغ کی ۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبد العزیز اپنے ملازم کو موسیٰخان کی رفاقت میں بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اسکے عرض کرے اوسنے سندر اپنے نوکر کو کہ سرحلقہ ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ میں بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہاں خزائن ودفاین ہیں اسپر متصرف ہو ۔ دولتخانہ کے گھر میں آیا اور نو لاکھ روپیہ لیگیا اور جن ملازمان شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھہ ملا اوسکو لے لیا جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا ستر سال کی عمر میں اپنا منہ بغی وکافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اوروں کا کیا گلہ ہے گویا اوسکی سرشت اوسکے بغی وکافر نعمتی پر مجبول تھی ۔ اوسکے باپ نے آخر عمر میں میرے باپ کے ساتھہ یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر میں اپنے تئیں مطعون اور مردود ازل و ابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ۔ گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خان مع عبد العزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی ملتمسات معقولیت نہ رکھتی تھیں عبد العزیز کو میں نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابتخان کی حوالات میں سپرد کیا ۔ جہانگیر یہ لکھتا ہے مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا بے تقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبوں کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے [illegible] بار ملال حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانی سے دھوؤں ۔ پردۂ ادب وآزرم کو درمیان سے نہ اٹھاؤں حضرت میری جاگیروں کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور میں پہنچ کر قدمبوسی کر کے عرض حال کروں اور بے تقصیری اپنی دکھاؤں اوسکے سوا میرا مطلب کچھہ اور نہیں ہے

ان میں کوئی ملتمس نامعقول نہیں ہے۔ آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب میں نربدے سے گذرا تو اطراف وجوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہونی شروع ہوئیں کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔ جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی جب میں نے سنا کہ بیدولت فتحپور سے نکلا ہے تو میں دہلی کو چلا۔ اس یورش میں مدار امور اور ترتیب افواج مہابت خان کی صوابدید پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبداللہ خان مقرر ہوا چیدہ وگزیدہ جوانوں اور کاردیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا میں نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک کوس جائے اخبار رسانی اور راہوں کی نگہبانی کرے لیکن اسے غافل تھا کہ وہ اس بے دولت کے ساتھ ہم داستان ہے اور غرض اصلی اسکی ہراول لینے سے یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے اخبار اوسکو پہنچائے اس سے پہلے بھی وہ راست دروغ خبروں کے طومار کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس اس جگہہ بھیجے گئے ہیں بعد میں ہر چند دی بندوں کو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق ہے اور یہاں دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور دراندازی سے ملک از جا رفتہ ہوتا اور اضطراب بیتابی کرتا تو اس طور کی شورش میں کہ تند باد فتنہ و طوفان بلا آشوب و تلاطم میں تھا بہت سے بندہائے فدوی اوسکی تہمت سے ہلاک ہوتے باوجودیکہ بعض دولتخواہ خلا و ملا میں کنایہ و صریح اسکی بداندیشی و ناراستی کی سچی باتیں عرض کرتے مگر وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ اوسکے کام پر سے پردہ اٹھا دیا جاتا میں اپنی چشم و زبان کو اس ادا سے کہ اوسکی خاطر کو وحشت ہو نگاہداشت کرتا اور پیشتر سے بیشتر اوسپر عنایت اور التفات میں افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناہنجار سے اور بدذاتی اور فتنہ پردازی سے باز آئے۔ مگر اس مردود ازل و ابد کی سرشت زشت خبث و نفاق پر مجبول تھی جو کچھہ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا +

شاہجہان کی سلطنت کا اٹھارہواں سال ۲۰ جمادی الاول ۱۰۳۲ھ سے شروع ہوا جشن نوروزی ہوا اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متھرا میں آیا اور ستر ہزار سوار اس پاس ہیں پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی نے بھی

اسی سمت میں نہضت کی اور افواج کی تربیت ہراول جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور مناسب آئین سے ہوئی۔ یہہ خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخان راہ راستے سے عنان تافتہ ہوکر گنہ کولکہ میں گیا کہ ہم کروہ جانب چپ میں واقع ہے اور سندر برہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب خان پسر خانخانان اور بہت سے امراے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے۔ بظاہر تو داراب خان لشکر کا سردار تھا لیکن سندر مدار کار تھا شاہجہان کا لشکر بلوچ پور مین آیا اور لشکر شاہی قبول پور میں۔ ہیند اول کا سردار باقر خان تھا اوسپر شاہجہان کے لشکر نے حملہ کیا اور کچھ اسباب لوٹ لیا۔ باقر جا رہا۔ ابو الحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان کا لشکر بہاگ گیا۔ آصف خان و خواجہ ابو الحسن و عبد اللہ کی سرداری میں پچیس ہزار سوار جدا کیے گئے اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لیے بھیجے گئے۔ آصف خان کی سپاہ میں آٹھ ہزار سوار و باقر خان کی سپاہ میں آٹھ ہزار اور عبد اللہ خان کی سپاہ میں دس ہزار سوار قلم بند ہوئے شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لیے متعین ہوا۔ جہانگیر نے ترکش خاصہ عبد اللہ خان پاس بھیجا کہ جس سے اوسکی دل گرمی ہو۔ جب طرفین کی فوجین سرحد مالوہ میں مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی صدائے دار و گیر بلند نہ ہوئی تھی کہ عبد اللہ خان مع اپنے دس ہزار سواروں کے شاہجہان کے لشکر سے جا ملا۔ بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خان کو یہہ مژدہ سُنانے کو خود چلا اور عبد اللہ خان کو بجائے خود قائم رکھا کہ شصت غیب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے سے گرا اور اوسکا سر کٹا اور بادشاہ پاس بہیجا گیا اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا سر رشتہ انتظام ٹوٹا عبد اللہ خان جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوا پھر بھی شاہجہان کے سرداروں نے اول حملہ میں کار نمایان کیا کہ بادشاہی لشکر میں سے دلیر و شیر حملہ اور اسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہہ کی ایک جماعت کو مار رکھا۔ مگر بعد ازاں آصف خان نے شاہجہان کی لشکر کو شکست دی کر پرے ہٹا دیا پھر دونوں لشکر اپنے اپنے مقاموں میں جدا ہو گئے۔ مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

وتزویر کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہان کو کہلا بھیجا تھا کہ مہابت خان نے یہ مقرر کیا ہے کہ جسوقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن مین شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر بحال ہوگی - اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان دستور صادر ہوا ہے - شاہجہان اصلاح وفساد پر دل نہادہ نہ تھا - اور ان نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور باپ سے مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوسنے مراجعت مین مسافت طی کرنے مین عجلت کی اور جواب مین حکم کی اطاعت کا اظہار معروض کیا نورجہان اور ہنگامہ طلبون کی تکلیف دینے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ ہوا - اثناء راہ مین سلطان پرویز اوس کے پاس آیا اور یہ خبرین آئیں کہ شاہجہان نے انبیر کے حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اوباشون کو بھیجکر لٹوایا - اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو کو تعین کیا کہ اپنے وطن مین جاکر پنجاب کے کوہستان مین فتنہ و فساد برپا کرے - بادشاہ نے صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دے کر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا - جہانگیر نے سلطان پرویز کو بڑی تیاریون کے ساتھہ شاہجہان سے لڑنے کے لیے بھیجا اور مؤتمن الدولہ القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا - بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھہ گئے چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا -

اتنے مین صوبۂ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتح رانا کی جلدو مین شاہجہان کو صوبہ گجرات جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت مین یہان سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت کو مقرر کیا تھا - وہ اس ملک کی حکومت وحراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا - تو اوسنے ملک گجرات کو عبداللہ خان کے تیول مین مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس لاکھہ اشرفیون کا - اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ مین اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ مین شاہجہان نے بنایا

ساتھہ لائے۔ یہ تخت و پرتلہ شاہجہان نے باپکے لیے تیار کرائے تھے۔ صفی خان جعفر بیگ کا بھائی ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی یون ان دونون میں ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہان کو اوس سے ہمراہی اور موافقت کی توقع تھی۔ عبداللہ خان نے وفادار نام خواجہ سرا کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا وہ احمدآباد مین آکر شہر گجرات پر متصرف ہوا۔ صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا تھا۔ اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلون کے صید کرنے میں ہمت صرف کی - کنہرداس سے پہلے چند روز بیشتر نکلا اور تال کانکریہ میں منزل کی۔ اور وہان سے محمودآباد گیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں شاہجہان پاس جاتا ہون اور در پردہ ناہر خان و سید دلیر خان و بابو خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھ جو اپنے محال جاگیر میں تھے مراسلات و مراعات کر کے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار میں بیٹھا شاہجہان کا ملازم محمد صالح پہلاد کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تھا وہ تجوا سے کا سے سمجھہ گیا کہ صفی خان کا ارادہ کچھہ اور ہے اور کنہرداس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی۔ مگر صفی خان ایک جماعت کو دلاسا دیکر شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست درازی نہیں کر سکتا تھا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کے خزانہ پر دست درازی کرے پیش بینی کر کے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہان پاس دس لاکھہ روپیہ اشرفی بہیجا دیا۔ کنہرداس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے ساتھہ نہ لے جا سکا۔ صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمدآباد میں آیا اور [illegible] نائب عبداللہ خان کو گرفتار کر لیا اور تخت مرصع کو توڑ کر اوسکا سونا اور [illegible] تھا سپاہ میں تقسیم کر دیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق میں مشغول ہوا جب عبداللہ خان کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خان کو اپنے آگے کچھہ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار دوڑ کر

بڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خار ندامت سے اور مشہور ہے کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + صفی خان - ناصرخان کو اور اپنے ہمسایہ امرا کو ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا - اور عبداللہ خان کو شکست دی - دو دفعہ ان دونوں میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبداللہ خان نے ہزیمت پائی صفی خان نے اوسکا تعاقب سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کرکے لوٹا عبداللہ خان بحالت تباہ شاہجہان پاس برہانپور میں چلا گیا صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرض میں لکھا - بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سے سہ ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور ناصرخان کو نصدی سے سہ ہزاری کردیا - جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیوں اور توپخانہ عظیم لیکر مانڈو سے رزم کے عزم سے آیا - اور دکن کے ہمگیون (مرہٹون) کو جادو راے وادو کے رام و آتش خان کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قزاقی کریں - مہابت خان نے لشکر کو شائستہ تو زک سے مرتب کیا - شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا - اور خود ساری فوج کو لیکر چلا سوار ہونے میں اور اوترنے میں شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لاتا - غنیم بڑی دور سے اپنے تئیں نمودار کرتے اور آگے نہ آتے - ایک دن چنداولی میں منصورخان فرنگی کی باری تھی - اوترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطاً اپنے لشکر کے لئے فوج بستہ کھڑا کیا تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائیں منصورخان نے اثناء راہ میں شراب خوب پی لی اور بدمست ہوگیا اور منزل پر پہنچا بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور سے نمودار ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرنی چاہئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیوں اور آدمیوں کو خبر کرے سوار ہوکر لڑنے دوڑا اور مارا گیا - شاہجہان مانڈو سے گذرا رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور سپاہیگی کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر پہنچایا تھا - اور امرا کی ایک جماعت ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سدراہ ہونے کے لئے متعین کیا - رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان کو

سازش کر کے اوس سے مل گیا - باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آ گئے - شاہجہان نے نربدا کو اکبر پور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کر کے اُنمین کاہ وہیمہ بھر کر جلا دیا اور ملاحون کے سردارونکو پکڑ کر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا - بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ نربدا پر معین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دیے برسات کا موسم آ گیا تھا - اور خود برہان پور کی طرف چلا جب برہان پور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سلطانی سے تصرف میں لایا - راجہ گوپال سنگہ کو قلعہ داری کے لئے مقرر کیا - انہی دنوں میں خانخانان نے جو ایک نوشتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اُس میں یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بہ نظر نگاہ میدارندم ورنہ بپریدمی زبے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہان کے سامنے محمد تقی بخشی نے پیش کیا - اوسکے مطالعہ کے بعد اونے خانخانان کو طلب کیا اور نوشتہ اوسکے ہاتھہ مین دیا تو عرق خجالت میں اوسکا چہرہ ڈوب گیا - خجالت کے سوا کوئی جواب اُس پاس نہ تھا - شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹون کے دولتخانہ مین نظر بند ہو اور موافق اُسکی فال کے کہ ہر زن فال بد کا ورد حال بد - سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہون - شاہجہان نے بعض خانہ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھہ قلعہ آسیر میں چھوڑا اور برہان پور کی حوالی میں دائرہ کیا جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی کشتی کو موجود نہ پایا - دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے - مہابت خان نے بحر فکر و تدبیر مین غوطہ لگایا اور از راہ منصوبہ بازی خانخانان کو باوجود اسکے بدنام اور نظر بند ہونے کی اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے - اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی کی نہ پیدا ہو - اس مین یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے شاہزادہ شاہجہان کا کوئی مطلب سواء اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نظر نہ تھا - اعیان دولت برہم کار ہو کر ہنگامہ بازار کی گرمی درہم اندازی میں جانتے ہین وہ اپنے سزاے اعمال کو پہونچینگے - میں اگرچہ آنے مین مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک مین جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہو اپنے اوپر اور سب مسلمانون پر واجب جانتا ہون اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کر کے کسی معتمد

خانخانان کا مقید ہونا

خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد وعناد کی آگ بجھادی جائے
اور قتال وجدال کا پاؤں باہر کردیا جاوے اور پدر و پسر کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہوجائے اور نورجہان نادم ہوکر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیرات مع اضافہ کے
بحال ہون یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزد منان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر و تزویر کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا جہانگیر
کے ادعا سے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کرکے قسم کلام الٰہی کو کفیل بناکے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلاکے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریا نربدا کے اس طرف
خانخانان پھر بنائے عہد و قرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک آیا اور
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور اونھون نے گذرون کے بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخانان آیا اور صلح کے رسل و رسائل آئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیونکی اور سوارون کی
ناگاہ مشعل لیکر صدائے تفنگ اور آواز دار و گیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اُس طرف جاکر قتل کرین اور دوسری جانب سے چار پانچہزار سوار دو تین جگہہ سے
جہان کم پانی تحقیق ہوگیا تھا پانی میں اُتر کر پار آگئے۔ اس عرصے مین کہ بیرم بیگ نے
آدمی اپنی جگہہ سے بلکر مقابل العدو سا رہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابت خان کی دو
تین فوجین دریا سے اُتر آئین اور خانخانان پاس گئین۔ بیرم بیگ ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہانپور کی راہ اختیار کی۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی بر روئے
کار کھانا جانکر ناخوردہ خیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کے پاس چلا گیا۔ شاہجہان نے اب برہانپور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گلکنڈہ کی راہ اڑیسہ بنگالہ مین جانے کا قصد کیا - مینہ کی شدت اور دریاؤنکی طغیانی کے
سبب سے کوچ بکوچ روانہ ہوا - اس پاس جو اوسکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تھے وہ
مہابت خان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کر کے
اور کارخانجات کو چھوڑ کر بطریق استعجال برہان پور مین آیا اور چند منزل برار کی سرحد
تک شاہجہان کا تعاقب کیا - اور پھر برہانپور مین مراجعت کی جہانگیر کو شاہجہان کی ہزیمت
کے سننے سے کچھ اطمینان خاطر ہوا - دار الخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا
سے اوسکی خاطر کو نفرت تھی - اور آب و ہوائے کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکھتی تھی با جمعیت
تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الہی مین کشمیر کی طرف روانہ ہوا - اور اسی زمانہ مین بنگالہ سے
آصف خان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہان کا ہواخواہ تھا اوسکو
اپنے پاس بلا لیا + متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہان و
عبد اللہ خان و داراب خان بپر و بال شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکل کر
اڑیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر مین شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان
پیش آئین کہ اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پاکر سر و پا برہنہ جان سے ہاتھ دھو کر راہ
فرار اختیار کی - ان سب مین سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان
مع اپنی والدہ و عیال کے کوچ کے وقت بھاگ گیا - شاہجہان نے سید جعفر اور معتمدون
کی جماعت کو بھیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتھ آئے تو فبہا ورنہ اوسکے سر کو کاٹ کر حضور مین لائیں
ان مردون نے بہت جلد راہ مین اوسکو جا لیا - اس حادثہ سے اوسنے مطلع ہو کر والدہ اور عیال کو
اپنے جنگل مین لیجا کر پنہان کیے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتھ آیا اور مردانہ کمانداری
کے لئے کھڑا ہوا - ایک ندی اور جھیل درمیان مین تھا - سید جعفر نے چاہا کہ اوسکے پاس
جا کر فریب کی باتین بنا کر اپنے ہمراہ لیجائے - ہر چند مقدمات بیم و امید کی ترتیب مین
سخن پردازی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نہ کیا - اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت
جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بھی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون مین بھی

جب تک اس میں رمق باقی رہی بہنوں کو بے رمق کیا۔ سید جعفر نے مرزا محمد کا کرکر شاہجہان پاس بھیجدیا جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو میں آیا تھا تو اوسنے افضل خان کو عادل خان وعنبر پاس کمک مدد کے واسطے بھیجا تھا۔ اوسکے ہاتھ عادل خان کے لیے بازو بند اور عنبر کے لئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی۔ اول وہ عنبر پاس گیا اور جو چیزیں شاہجہان نے اوسکے لئے بھیجی تھی ہیں عنبر نے اون کو نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہیں وہی دکن کے عمدہ دنیاداروں میں سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمھاری بات کو مان لے گا تو میں اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھہ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لے لونگا۔ اور اگر وہ نہ قبول کریگا تو نہیں لونگا۔ عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اُس سے بہت بُری طرح پیش آیا مدتوں تک شہر سے باہر اوسکو رکھا۔ اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا۔ اور طرح طرح کی خواری کی اور جو کچھہ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لئے بھجوایا تہا سبکو غائبانہ اُس سے طلب کر لیا۔ افضل خان بیجا پور میں تھا کہ بیٹے کے مارے جانے کی اور خرابی خانہ کی خبر سُنی تو وہ سوگ میں بیٹھا۔

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کر کے بندر مچھلی پٹن میں آیا۔ جو قطب الملک سے متعلق تھا اور اوسکی حوالی میں پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا۔ اور انواع واقسام کی امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھہ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا۔ اپنی سرحد کے میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بن کر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشوں اور زمینداروں کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر میں غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جائیں۔ ۲۸ جمادی الاول ۱۰۳۳ھ کو نوروز ہوا۔ جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنوں لیساولوں و لیساقوں کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیوں کو جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہیں روک دیں کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے جب بادشاہ کو اڑیسہ میں شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابتخان

شاہجہان مچھلی پٹن میں

اور امرا کو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم و نسق کر کے بہت جلد صوبہ الہ آباد و بہار کو روانہ ہوں۔ اگر بحسب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے اور اوس سے مقاومت نہ کر سکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم و احتیاط کے سبب سے عمدۃ السلطنت خانجہان کو دار الخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود میں حکم کے لئے کان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے تو فرمان کے حکم کے مطابق کار بند ہو۔ جس زمانہ میں شاہجہاں کے پاس سے عبد العزیز جہانگیر پاس آیا تھا تو شاہ کے حکم سے وہ مہابت خان کی حوالات میں تھا بعد چند روز کے کام و ناکام مہابت خان نے اوسکو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجا دیا۔ دار ان دکن نے دلی بندگی اور دولت خواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر خان کو مہابت خان پاس بھیجا۔ اور نوکروں سے بھی زیادہ عرضداشت میں عجز و فروتنی ظاہر کی اور قرار دیا کہ دیولگانو میں آنکر مہابت خان سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی سلک میں منتظم کرے۔ قاضی عبد العزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت و دولتخواہی پر بستہ ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ اسکا ہے اور محاورات و مراسلات میں اوسکو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہیں پانچہزار سواروں کے ساتھ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت میں بسر کرے اونکو آیا ہوا ہی سمجھو۔ مکرر فرمان صادر ہوئے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کی موسم کے اور شدت باران کے اول مالوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر میں توقف کیا۔ لشکر خان و جادو رائے اور اودے رام (جو شاہجہان سے جدا ہو کر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیوں کو مقرر کیا کہ بالا گھاٹ میں جا کر ظفر نگر میں معسکر بنائیں اور جان نثار خان کو بدستور سابق سرکار بیر میں بھیجا اور اسد خان معموری کو ایلچپور میں روانہ کیا منوچہر پسر شاہ نواز خان کو جالناپور میں تعین کیا۔ رضوی خان کو تھال نیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

ہر جگہ ایک ملازم کاروان روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط ونسق کرے +

ان دنون مین بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت آئی
کہ اڑیسہ مین شاہجہان داخل ہوا۔ احمد خان برادر زادہ ابراہیم خان گڈھہ کے زمینداروں
پر چڑہائی کرنے گیا تھا اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھہ خبر نہ تھی وہ متحیر ومتردد ہوکر ناگزیر اس
مہم سے ہاتھہ اوٹھا کے موضع پپلی مین کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی اشیا
لیکر کٹک مین گیا جو پپلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے مین مقاومت کی
استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک مین بھی نہ ٹھیرا اور یہان سے بردوان میں گیا اور جعفر بیگ
کا برادر زادہ صالح بیگ پر صورت حال ظاہر کی صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح
صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا - ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے
حیرت زدہ ہوا - باوجودیکہ اوسکے لشکری بلاد مین متفرق تھے مگر اوس نے اکبر نگر مین پائے ثبات
قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا اور سپاہ کے فراہم کرنے مین اور لشکر وحشم کے دلاسا دینے
مین اور اسباب رزم کے ترتیب دینے مین مشغول ہوا - اسوقت شاہجہان کا فرمان ابراہیم
پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بحسب تقدیر ربانی وسرنوشت آسمانی وہ حال جو اس دولت
خداداد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا - روزگار کج رفتار کی گردش سے
اور لیل ونہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا - اگرچہ نظر ہمت مردانہ مین اس ملک کی
نسبت وسعت ایک جولانگاہ بلکہ پر کاہ سے زیادہ نہیں ہے - مدعا اس رفیع تر اور مطلب اس
عالی تر سے لیکن اس بین پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے اگر تیرا عزم بادشاہ کی
درگاہ مین جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خاندان سے تعرض نہیں ہے بفراغ خاطر روانہ
درگاہ ہو اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک مین سے جس جگہ کو پسند کرے اوس کو جاگیر
کرے اور آسودہ وفرفہ الحال زندگی بسر کرے - ابراہیم خان نے معروض کیا کہ بندگان حضرت
جہانگیر نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے یہ امانت سر اور جان کے ساتھ ہمراہ رہے گی -
شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ وجدال پر مستعد ہوا

عبداللہ خان نے اوسکو فرصت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک اور
نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبداللہ خان پاس آیا - خان نے اسکو شاہجہان پاس
بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جبکہ سر راہ کا سنگ اوٹھ گیا تو لشکر اکبرنگر پر آیا - ابراہیم خان نے چاہا کہ
قلعہ اکبرنگر کو استحکام دے اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لاوے لیکن اکبرنگر کا حصار بڑا تھا اور اسکے
پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہ تھی کہ سب طرف سے جیسی چاہیے ویسی محافظت کرتا رہے - اوس
بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو لوگ کہ تھانوں میں
متعین تھے اس پاس آ گئے شاہجہان کا لشکر اکبرنگر کے باہر آیا اور اوسنے حصار مقبرہ کا محاصرہ
اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا - اسوقت احمد بیگ [illegible] میں آگیا - اسکے آنے سے
دلوں کو تقویت ہوئی - اکثر آدمیوں کے اہل و عیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خان نے
دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا - وہاں اوسنے لشکر آراستہ کیا - اس خبر وحشت اثر
کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا اور آدمیوں کو قلعہ کی حراست
و حفاظت کے لئے چھوڑا جنگی کشتیوں کو جنکو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے
اس سمت میں روانہ کیں کہ دشمن کی فوج کو سر راہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں - مگر اس
نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تھا - ابراہیم خان نے اس خبر کو سنکر
احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سر سے پر بھیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر فریقین
میں لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے - وہ وہاں سے بھاگ کر ابراہیم خان
سے آن ملا اوسنے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا - ابراہیم خان نے اسی گھڑی چار دیوار
مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کیے اور وہ اس سے فوراً آ کر ملے - دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع
ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا - نوارہ ابراہیم خان کے اختیار میں تھا اسلئے [illegible]
سے شاہجہان کا لشکر عبور نہیں کر سکتا تھا - اس اثنا میں راجہ بھیم نے آکر ظاہر کیا کہ اگر فوج جمع
عنایت ہو تو ادھر جاکر اپنے تعلقہ میں کشتیاں بہم پہنچا کر لشکر کو پار اوتروا دوں شاہجہان نے
عبداللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گذرا

اور ایک زمین مین جسکی ایکطرف دریا تھا - اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصۂ کارزار
آراستہ ہوا - ابراہیم خان دریا سے پار جاکر عرصۂ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ
قول بنا اور نور اللہ سید زادہ جو اس صوبہ کے منصبداران تجویزی مین تھا آٹھ سو یا ہزار
سوارون کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سوارون کے ساتھ طرح
بنایا اور خود ایک ہزار سوار کے ساتھ قول بنا - فریقین مین جنگ عظیم ہوئی - نور اللہ مین
تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خان سے ملا - وہ مردانہ زخمی ہوا - ابراہیم خان
یہ حال دیکھکر بیتابانہ اسپ دوڑانے مین فوج کا انتظام بگڑ گیا - اکثر اوسکے رفیق کام
سے ہاتھ اٹھا کر بھاگ گئے - ابراہیم خان نے چند آدمیون کے ساتھ پاس غیرت وہمت کو برپا رکھا
ہر چند اوسکے جلودار آدمیون نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا اور
کہا کہ میرا وقت اس کار کے لیے مقتضی نہیں ہے - اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ مین اپنے
بادشاہ کی خدمت مین جان نثاری کرون - ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنون نے گھیر کر
جان ستان زخمون سے اسکا کام تمام کیا - سر اسکا کاٹ کر شاہجہان پاس بھیجا حصار
مقبرہ مین جو جماعت متحصن تھی جب اوسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل
ہار گئے - اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب سے چالیس گز دیوار اڑادی - شاہجہانی کے
کار طلب آدمی حصار مین دوڑے گئے اور اس دوڑ مین عابد خان دیوان اور شریف خان بخشی
اور بندہ ہائے روشناس تیر و تفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ مین
تھے وہ ننگے سر و پاؤن باہر آئے کچھ دریا مین گر کر مر گئے کچھ کشتی مین ہجوم کرکے بیٹھکر
ڈوبے - اور ایک گروہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ مین گرفتار تھا اوسنے انکو نازکمت کی مہرک
حلال کر جو اس صوبہ مین سب سے بڑا تھا وہ گرفتار ہوا - ابراہیم خان کے فرزند اور اموال و
اسباب ڈھاکہ مین تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہان گیا - احمد بیگ خان
برادرزادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈھاکہ مین پہنچ گیا تھا - اوسکو سوا بندگی اور فرمانبرداری
کے کوئی چارہ نہ تھا - اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی - حکم سے وکلاء سرکار نے

ابراہیم خان کا مال ضبط کیا۔ چالیس لاکھ روپیہ قریب نقد سوا اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ کے ضبط ہوا میر حلا ئر سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور اس ملک میں پانسو ہاتھی اور چارسو ہپ گوٹ ہاتھ آئے۔ نواڑہ اور توپخانہ اسقدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے درخور ہو ہاتھ لگے۔ عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ روپیہ اور دریا خان و وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ میں سے ہر ایک کو پچاس ہزار روپیہ عنایت ہوا +

اب تک داراب خان پسر خانخانان مقید تھا اب اوسکو قید سے نکال کر اور قسم دیکر بنگالہ کی حکومت اوسکو سپرد کی۔ اور اوسکی جورو اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا راجہ بھیم پسر رانا نے اس طرح مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہیں اختیار کی تھی اوسکے ساتھ ایک فوج برسم منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان کے پیچھے روانہ ہوا۔ شاہزادہ پرویز کی جاگیر میں پٹنہ تھا۔ اوسنے مخلص خان اپنے دیوان کو یہان کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہان فوجدار مقرر کیا تھا۔ راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام کی توفیق نہ ہوئی۔ الہ آباس کی طرف بھاگ گئے۔ یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا۔ اور اپنی جان کو بچایا۔ راجہ بھیم بے مجادلت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا چند روز کے بعد شاہجہان نے اس مرز بوم کے سارے متوطنوں پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار اوسکی ملازمت میں دوڑے آئے اور پانچ چھہ ہزار سوار نوکر ہو گئے۔ سید مبارک جو قلعہ رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا۔ اور راجہ اجھنیہ کے زمیندار نے قدمبوسی کی شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانک پور واودہ کی طرف تعین کیا۔ چند روز بعد بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا جہانگیر قلی خان نے جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس بن رستم خان پاس چلا گیا عبداللہ

گرم وگیر اقصبہ جھولسی مین آیا جو دریا گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکرگاہ آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا۔ عبد اللہ خان بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا۔ توپ تفنگ کی ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا مرزا رستم قلعہ مین متحصن ہوا۔ جنگ وجدل کے رایات کو بلند کیا۔ اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر پیام مرگ اور شور اجل کو دلیرون کے کان مین پہنچاتا تھا فتنہ وآشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا۔

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے۔ ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ عنبر حبشی نے علی شیر اپنے وکیل کو مہابت خان پاس بہیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی کہ صوبہ دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے۔ اسکی عادل خان سے دشمنی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے۔ ایسے ہی عادل خان اوسکی رغم شہر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضہ اقتدار مین حوالہ کیا جائے آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا۔ مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان کی کارروائی مین مشغول ہوا عنبر برسر راہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خاطر نگران رکھتا تھا ........ مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالاگھات مین تعین کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اوسے پہنچا دے عنبر اس خبر کو سن کر متردد ہوا اور نظام الملک کو قصبہ کھڑکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو مع احمال اور اثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ اور کھڑکی کو خالی کیا۔ اور مشہور یہ کیا کہ مین قطب الملک کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ باز مقررہ اسکے بازیافت کرون ؟ ملا محمد لاری برہانپور مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا۔ اور سربلند راے کو شہر برہانپور کی حکومت وحراست سپرد کی جادوراے اور اودے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا۔ اور لشکرادیکین اور برادردرین کو احتیاطاً ساتھہ لیا۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوارون کے ساتھہ برہانپور مین رہے اور سربلند راے کے ساتھہ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور علی الدولہ اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھہ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

خانزاد خان کا یلنگ توش اوزبک پر فوج بھیجنا

۱۰ خرداد کو جہانگیر خطہ کشمیر میں آیا - یہان آکر اوسنے سُنا کہ یلنگ توش اوزبک سپہسالار
نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے - خان زاد خان پسر
مہابت خان نے مع اپنے کمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ میں ہمت
کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی میں روانہ کیا کہ
حقیقت حال پر اطلاع حاصل کر کے خبر مشخص لائے - غازی بیگ کی عرضداشت سے
معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا یورت حدود غزنین میں واقع ہے اور قدیم سے
حاکم غزنین کے مال گزار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے یلنگ توش نے مضافات
غزنین کی موضع صوارمیں ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرہ زادہ کو ایک فوج کے ساتھ وہاں
متعین کیا ہے - اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزاد خان پاس آکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم
حاکم کابل کی رعیت و مالگذار رہے ہیں یلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار
بنائے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمانبردار رہیں [illegible]
ناگزیر یلنگ توش بھی ہو کر اپنے [illegible] اور نکون کی بیداد اور ظلم سے آسیب پہنچا [illegible]
خانزاد خان نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ یلنگ توش [illegible]
اور [illegible] کے درمیان وہ ازبکون کی ایک جماعت ساتھ [illegible]
اوسکے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھ معاودت کی [illegible]
سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان [illegible]
التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کر کے اپنے انفعال کو [illegible]
مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہاے لشکر نے اس جرات و بے باکی [illegible]
جب یلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ [illegible]
لیکر ان حدود میں آیا - خانزاد خان نے اس خبر کو سُنکر کھاتجات سے [illegible]
اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب میں مشغول ہوا عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ [illegible]
آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے - سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر [illegible]

یتار کیا شیر گڈہ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اور نکبون کی سپاہ سے ہوا جنگ
مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ جاونک کہ میدان جنگ
سے چھہ کوس تھا بھگا دیا۔ تین سوار نکبار مارے گئے اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ
کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دئے تھے لشکر بادشاہ کے ہاتھ آئے اور فتح عظیم
کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ
کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تھا اسلئے یہ نام اسکا
مشہور ہو گیا۔ اکثر ادکات قندہار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور گر خراسان مین جا
اوسنے سپاہیانہ و تبردین کین ہتین شاہ عباس اسی مواخذہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا
جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے
لئے اوسنے لیتا تھا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تھا۔ اور عہد و سوگند سے اس طرف سے
خاطر جمع کر کے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کیلئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تھے
اونکو زبون اور بے استعداد دیکھہ کر اونپر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور یہان سے جمعیت
و استعداد کے ساتھہ عادل خان کے سر پر چڑھا عادل خان نے اپنے مردمان کار دیدہ اور
سرداران پسندیدہ ملا محمد لاری کے ساتھہ برہانپور بھیجے تھے اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی
کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس و محارست دولت
اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم
مین مشغول ہوا آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسکو
حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتھہ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھہ
لکھا کہ میرے اخلاص و دولتخواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ
شاہی کے منسوبون مین سے جانتا ہون اوسوقت میرے ساتھہ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے
مجھے امید ہے کہ کل دولتخواہ سپاہ کے ساتھہ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے۔ اور
اس فضول غلام کو دور کر کے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

مہابت خان اُسکے پاس گئے ہیں تو سربلند رائے کو برہانپور میں حکومت و حراست کے لئے مقرر
کر گئے تھے کہ مہمات کلی و جزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام
مہام میں اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اوسنے
تین لاکھ ہون کہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ میں
متصدیوں کو دئے عادل خان کے نوشتے درباب کمک مہابت خان پاس پہنچے
اوسنے بھی متصدیان دکن کو لکھا کہ بے تامل و بے توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی
کمک کے لئے وہ جائیں ناگزیر سربلند رائے نے کچھہ آدمیوں کے ساتھہ برہانپور میں توقف کیا
اور لشکر خان و میرزا منوچہر و خنجر خان حاکم احمدنگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امرا اور منصبدار
کہ صوبہ دکن میں متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھہ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے
استیصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو
نوشتے بھیجے کہ میں غلامان درگاہ میں سے ہوں اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہوں
کوئی بے ادبی بھی مجھہ سے ظہور میں نہیں آئی میں نے کونسی تقصیر و گناہ کیا ہے کہ میری
خرابی اور استیصال کے درپے ہوئے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک
سے میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ
سابق میں نظام الملک سے متعلق تھا اب وہ اسپر متصرف ہے اگر وہ بندوں میں ہے تو
میں بھی غلاموں میں سے ہوں - اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ [illegible] اور میں [illegible]
مشیت حق جو ہوگا وہ ظہور میں آئے گا ان لوگوں نے اوسپر التفات نہ کیا [illegible]
ہوئے چلے گئے عنبر حبشی الحاح زاری کرتا اور سکو [illegible]
اوسپر شدت ظاہر کرتے جب فوجیں بیجا پور کے نزدیک آئیں تو عنبر [illegible]
فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر میں مشغول ہوا لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب
ہو کر عنبر کے پیچھے پڑے اور امان اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف
اسپر تاخت کرتے وہ عجز سے پیش آ کر متواتر اپنے تقصیر کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے بھیجتا

حوالی احمد نگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اور نصف کارزار
آراستہ کی طرفین نے رزم طلب فوجین آراستہ کر کے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے
اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح
لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایکدوسرے پر ہوئے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا
وہ گھوڑے سے کیا گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے
عنان بر عنان راہ فرار اختیار کی اس حال میں ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے
آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف
فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوار اسکے بادشاہی اور
عادل خان کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خان حاکم احمد نگر زخمی ہوکر جان سلامت
لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا امراء مقیدین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین سے
تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و ہمچشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر ڈالے
اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ
اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کر کے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اسکے کہ تم مین سے
کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے
راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا نام و ننگ کا پاس اور حق نمک آقا تہا کہ ظہور مین آیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو
سو کوڑے مارے جائیں ان مین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تہا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تہا پانصدی
منصب رکھتا تہا جب اسیر کو ڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا
کہ ملک عنبر عدالت پیشہ اور منصف ہے لیکن یہ غلط تہا۔ یہ کہان شرط عدالت ہے کہ جو جماعت
دولت دو ہزاری و سہ ہزاری منصب کی تہی ہوا اوسکا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہوا اور مین پانصدی
ہون مجہپر بھی وہی جرمانہ ہے عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے
عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کر کے قلعہ شولاپور کو کہ ابتداسے نزاع ملکی کا سبب ہاتھا
تاراج کر کے اوسکے لشکرون کو زیر تیغ کیا اور اس طرف بندوبست سے خاطر جمعی کر کے ملک

باشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا بلکہ پورا اور نواح برہانپور تک آبادی کے آثار چھوڑے۔ جب خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کرکے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظر بند ہونا۔

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطر جمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب اسے و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین ذوی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظر بند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب ایثار اور شجاعت اور راے صائب اختیار و کاروبار مین خاص و عالم مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ مین کمر بستہ ہوکر مع پسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہجہان کی شکست

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبداللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھونسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر معسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذرون (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیسلے کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ مین دریا خان آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہو لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف مین صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا عبداللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے پردگیان حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریاے گنگ سے عبور کرکے

ٹونس ندی پر اقامت کی۔ پرویز و مہابت خان گنگ سے پار ہو کر ٹونس کے کنارہ پر مقیم ہونا
چاہتے تھے کہ بیرم بیگ مخاطب خاندوران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد
سے لڑا اور شکست پائی۔ اور قتل ہوا اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا۔
رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا
کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تھا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہیے
اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور
اسسے زیادہ کیا کر سکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سروں سے بلند تر ہے اس واقعہ کے بعد شاہجہان
نے اپنی سپاہ کے سرداروں سے مشورہ کیا۔ اکثر دولتخواہون اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ
صف مین دیکھی۔ مگر عبداللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی
لشکر کمیت مین ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور
ہمارے لشکر مین قدیمی وجدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ
اور صلاح اسمین ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین مین چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنو کی راہ سے نواحی
دہلی مین چلین اور جسوقت گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آئے تو ہم دکن کی طرف
متوجہ ہون تاکہ لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت کے اسباب حشمت سے عاجز ہو کر آشتی
کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہوگی تو اوسوقت بمقتضاے وقت عمل ہوگا۔ راجہ بھیم نے جنگ پر
اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا متصور نہین ہے۔ بادشاہ نے کچھہ اپنی عزت اور
جلادت کے سبب اور کچھہ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف پر
قرار دیا۔ طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار مین مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ حصار سے
گرما گرم آیا۔ افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف
سے گھیر لیا اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا۔ توپخانہ چھین لیا۔ راجہ بھیم نے مخالفون کی کثرت
پر ذرا خیال نہ کیا۔ راجپوتون کے گروہ کے ساتھہ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک
پہنچا شمشیر آبدار سے کارزار کی اوجہ جتا جوت فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے

گرادیا اور اس شیر بیشہ جرأت و جلادت نے جان نثار راجپوتون کو ساتھ لیکر کارنامہ مردمی او شجاعت
ظاہر کیا - یہ اوپر کا بیان توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان
اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے - پرویز کے
حکمون سے مہابت خان نے زمینداروں اور حکام شاہی پاس نوشتجات بھیجے جو وعدہ و وعید و
تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تھے - اور مہابت خان ایسی تمہیدات
اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا زمیندار
جو صاحب نوارہ اور جنگی کشتیون کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے متعلقوں
کے قبضہ اقتدار میں آئے تھے اور اونکی ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو
سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونمیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تمہیدات اور
تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیون پر سے دریا میں کود کر فرار ہوئے اس ملک مین باشندون
اور لشکر کی زیست کا اور رسد غلہ و تمام ماکولات و ملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار
نوارہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا
بغیر اسکے کہ پائے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسجان بازار اٹھکر چلے
گئے - شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تھی اُس میں سے دس ہزار سوار باقی رہے
جنمیں سے زیادہ تر فرار کے فکر مین تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ غار دار
اشجار سے پر تھا - شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے غلہ کے
پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی - سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی - اونسے اطراف کا محاصرہ
کیا - چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کا لڑائی
مین دل نہیں لگاتی تھی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و ملاپ چاہتے
تھے - راجہ بھیم و شیر خان تہوری کر کے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ
آتشبار کے گرد دلیرانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو شرح و بیان مین نہیں
آسکتا خصوصاً راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیون کے صف فوج کو ہٹا کے سلطان پرویز

غول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جانے میں
کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ
کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہوجائے - مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں
راجہ بھیم اور شیر خان نے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلاے سیاہ پر حملہ کرکے شمشیر و برچھی
سے اوسکی خرطوم کو زخمی کرکے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا بے اختیار
دونون لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی - آخر کو مہابت خان خود مع چند نامدار بہادرون
کے راجہ کے مقابلہ مین آیا - باوجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوسپر بھی وہ مہابت خان
کا ہم نبرد ہوا اور تردد بہادرانہ کرکے وہ گھوڑے سے گرا - اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے
جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام
تمام کرتا تھا - دم واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی - شیر خان نے بھی ایک راجپوتون
کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی - پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین
تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ میں لگے - کل بارہ ہزار سوارون
مین عبد اللہ خان کے ہمراہی پانچسو سوار اور بعض دولتخواہ جان نثار باقی رہے - شاہجہان
نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لاکر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبد اللہ
خان مانع ہوا - شاہجہان نے جب قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبد اللہ خان بعض دولتخواہون
کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گستاخانہ اندوے درشتی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت
کے جد آباے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار
سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا - اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی
خانہ زاد و ہمرکاب ہے - شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جریدہ اس تہلکہ سے نکال لایا - تمام خزانہ
و فیل و کارخانے و توپ خانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیون کے تصرف میں
آئے - اونھیں دنون میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا - اس نونہال کو بعض خادمان محل کے
ساتھ قلعہ رہتاس میں پہنچایا اور فضل الہی کے سایہ میں سونپا - محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

مہابت خان کے نوشتون سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو اوسنے شاہجہان کے حال پر بہت افسوس کیا۔ یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے تو تعاقب کا حکم ہزاول کے ہاتھ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک برہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہین رہے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو سربلند رائے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت مین کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر مین مشغول ہو اور جنگ کے جرات نہ کرے اس حکم کی سندت اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت آئی کہ یاقوت حبشی دس ہزار سوارون کے ساتھ ملکاپور مین موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس پر ہے سربلند رائے کا ارادہ شہر سے باہر جا کر اوس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام حکم صادر کیا کہ جب تک کمک نہ پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج و بارہ کو مستحکم کرے۔

داراب خان کا مارا جانا +

جب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا بعد اس حادثہ مذکور کے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھ رہتاس مین چھوڑا اور داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب مین آئے ہیں اور وہ ہمارے منتظر ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھ روانہ ہون۔ داراب خان نے ناموافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذرہای ناسموع کرکے بات کو ٹالا۔ اور لکھ بھیجا کہ زمیندارون نے اتفاق کرکے مجھے گھیر رکھا ہے مین نہین آسکتا جب اسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا۔

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کرکے شاہجہان کے تعاقب مین گیا۔ داراب خان کی طلب مین نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا۔ اور مہابت خان کو اوسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوس کو مار ڈالا عبد اللہ خان نے داراب خان کی رفاقت سے مایوس ہوکر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا۔ اقبالنامہ مین لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوس کو زندہ رکھنے مین

کیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجو۔ مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہ اواسط اسفندیار مذکور میں کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا۔ نوروز کا جشن دہم جمادی الاخری ۱۰۳۴ھ ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا۔ راہ میں منزل بمنزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے۔ جہانگیر نے یہ عمارتیں نئی بنوائی تہیں ان کے سبب خیمہ و فرش کی ضرورت تھی کہ بار برداری کی تکلیف ہوتی۔ فرسنہا ملوکانہ موجود تھے ان میں اترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا ماہ اول میں کہ کشمیر کے فیض نشان مکانوں میں سے ہی بادشاہ پہنچا۔ ایک مرتفع پائے پر ڈیرہ لگایا گیا جہاں تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ و صحرا و بام و خانہائے شہر میں طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھے۔ بعد سیر و شکار کے آخر کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی جب منزل بھمبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرما بے ہنگام اور گزند رسان ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے۔ منزل بھمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہیں کہ شاید تیرہ ماہ الٰہی میں زمین اور آسمان وہ تو تو بار کی بھٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی و شدت حدت تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاص کر ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائیگا یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا انہوں نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیوں پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہان دکھن میں برار کی سرحد میں آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہواخواہی کے لئے ایک فوج بسر کردگی یاقوت خان کے حوالی برہانپور میں تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ۔ شاہجہان اس طرف چلا اور دیوگانو میں خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب شاہ قلی خان

اایک فوج کے ساتھہ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھہ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ
کرین اور قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون - اور اوسکے بعد وہ خود بھی اس طرف
متوجہ ہوا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا - راؤ رتن اور اور بادشاہی ملازم
قلعہ مین تھے - اور شہر و حصار کے استحکام کی شرائط اہتمام و لوازم کارآگہی کی تقدیم
کرکے متحصن ہوے - شاہجہان نے حکم دیا کہ ایک طرف عبد اللہ خان اور دوسری طرف
سے شاہ قلی خان قلعہ پر چسپان ہون جس طرف عبد اللہ خان تھا غنیم نے ہجوم کیا اور
سخت جنگ ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑ کر حصار مین آیا - سربلند رائے
کارکردہ آدمیونکو عبد اللہ خان کے مقابل مین چھوڑکر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا -
اکثر بندہی نوکر کوچہ و بازار مین متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے
میدان مین دشمن کے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی - اسکے ساتھہ جو آدمی تھے اُنمین
چند مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا - سربلند رائے نے
اسکا محاصرہ کرکے اوسپر کار تنگ کیا شاہ قلی خان نے مضطر ہوکر قول لیا اور اُس سے
ملاقات کی جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب دیکر یورش کا حکم
دیا - ہرچند مبارز خان و جان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی و کوشش بجالائے
مگر کچھہ اثر مرتب ہوا - بار سوم شاہجہان نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا - اطراف
بہادران رزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت و جلادت آگے رکھا اور شجاعت
کے کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے جسوقت متحصنون
کام دشوار ہو رہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پیوست ہوا [illegible]
مضطرب ہوکر پھرا - اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے [illegible]
سیدلون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان و خانخانان سپہ سالار
اور شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا
پر آگئے ہین تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبد اللہ خان

جدا ہو گیا اور موضع اندور مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور
اوس کا نوکر ہو گیا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑکر بالاگھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے
مزاج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور تصدیعات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا توان
ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ پدر والا قدر سے عذر تقصیرات کرکے معافی مانگی پاس
ادب و حق پسند کے ساتھ عرضداشت مین جرائم ماضی و حال کا انفعال لکھہ کر ارسال کیا
حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر
داراشکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے
آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جائینگی اور ملک بالاگھاٹ
اسکو مرحمت ہوگا اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے
کمال دلبستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضاجوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع
پیشکش کے جسکی قیمت دس لاکھہ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا سید مظفر خان اور
رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام
آئے اوسکو قلعہ حوالہ کردو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو
لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کرکے میرے پاس آؤ ــــ پھر خود ناسک
کی طرف کوچ کیا +

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا دیر تک ناصیہ خجالت کو
زمین پر سے نہ اوٹھایا - بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین
جو کچھہ ظہور مین آیا وہ آثار قضا و قدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا - اسقدر
خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا اور از سر نو اوسکو خانخانان کا
خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +

بادشاہ نے نورجہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

شاہجہان کی عذر خواہی +

عبدالرحیم خانخانان کا حضور مین آنا اور پھر خانخانان کا خطاب پانا +

بھجوایا تھا کہ مہابت خان کو اس سے جدا کرکے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا تھا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے۔ اگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین عذر کئے مگر آخر کار مہابت خان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا۔ خانجہان پاس عبداللہ خان نے پیغام بھیجا کہ عصیان و نمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہون عفو جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لیے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف +

اس مصرع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ؎

باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ ۔۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست ۔۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس کا قصور معاف ہوگیا۔

بادشاہ ۱۹۔ محرم ۱۰۳۵ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور کو لاہور مین داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تھا سو وہ ۲۳ اسفندار ۱۰۳۵ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا سر کو بنگش سے لاکر پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر خواجہ ابو الحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ یلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی کے قصد سے نواحی غزنین مین آیا ہے ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا مین احداد قابو پاکر یلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ مین آیا۔ راہ زنی اور دست اندازی کہ شیوہ بد اس مفسد کا تھا اختیار کیا۔ یلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون مین سے ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت اور چاپلوسی کرے [illegible] کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی کے سر پر جا چڑھی جب احداد کو یلنگ توش کے بھر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی کوہ اداغز مین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور [illegible] کوہ کو

+ احداد [illegible]

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری
کا اسباب جمع کیا۔ لشکر شاہی نشیب و فراز طے کر کے اوسکی تسخیر کے لیے آیا۔ جمادی الاول سے
سہ پہر تک لڑ کر اس محکمہ کو فتح کر لیا اور راجہ داد مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا۔
۲۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو نوروز ہوا اور جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دریا
چناب پر جشن نوروزی ہوا اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام
الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہو کر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا
اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیروں اور صاحب
تقصیروں کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہاں کے رہنے والوں پر زیادہ ظلم
و تعدی کیا۔ محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانوں اور متصدیوں کو
نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا۔ جاگیرداروں اور امرا کے وکلا نے اوسکی
ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی مہابت خان نے نورجہاں بیگم کی تمہید سے شاہجہان کو صدمہ
پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف مین لایا اور پھر
اس ضلع کے رہنے والوں کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلوموں کی شکایت سننے میں گوش شنوا
رکھتا تھا۔ عدالت اور ستم رسیدوں کی غور مین جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خان نے مہابت خان
کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کین وہ مہابت خان سے
مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ اور اس عرض کے بادشاہ نے
عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابتخان
محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور رعیت و سپاہیون پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو
مع خزانہ اور ہاتھیون کے ساتھ لے آئے۔ آصف خان کی کار پردازی اور تحریک کے
سبب سے یہ مطلب تھی جس کے دل مین یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے
اور اسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے جب عرب دست غیب

مهابت خان پاس پهنچا تو اوسنے اوسکی خدمت مامورہ کی مقدمات سے اور مکالمہ سے جو عفو [illegible]
کی اور بادشاهی هاتهیون کو عرب دست غیب کے ساتهه بهجدیا اور خود چند روز کی مهلت
چاهی - آصف خان تو اس مطلب گران کو سبک دست جانتا تها مگر مهابت خان بڑا
سورتیلا تها اوسنے سوا مقرری فوج کے پانچ هزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یکجهت
نوکر رکهے اور اونکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا که جسوقت جان پر آن بنے
اور کارد باستخوان پهنچے اور سب طرف سے مایوس هون تو اپنی عزت اور ناموس [illegible]
امکان دست و بازو کرین اور اهل و عیال کے ساتهه جان نثار هوین -

وقت ضرورت چو نماند گریز ۔ دست بگیرد سر شمشیر تیز

عرب دست غیب هاتهیون کو لیکر مهابت خان سے پهلے بادشاه پاس پهنچ گیا [illegible]
حقیقت دریافت کرنی تهی وه عرض کی - ایک دو مهینے بعد مهابت خان بهی آراسته
لشکر کے ساتهه آگیا - اس عرصه مین آصف خان کے اغوا سے بنگاله کے ستم رسیده
مین سے هزارون دادخواه اور جاگیردارون اور مدارالمهام کے وکلا گروه گروه
بادشاه کے حضور مین سواری اور معتاد آرام بادشاهی کے وقت مین اپنی داد
فریاد سے بادشاه کو بے آرام کرنے لگے - باوجودیکه مهابت خان جس روش
آیا تها اوسکی نسبت حرفهائے ناملائم مذکور هوتے تهے مگر آصف خان بهت غافل
و بے پروا تها جب بادشاه کو مهابت خان کے آنے کی خبر هوئی تو اوسکو حکم هوا
جب تک بادشاهی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نه کریگا اور بمقتضاء عدالت
مدعیون کو تسلی نه دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رهے گا - اگرچه یه ساری آگ [illegible]
لگائی هوئی تهی مگر وه اس مقدمه کی همواری اور اصلاح چاهتی تهی لیکن بادشاه عدالت
گستری اور ستم رسیدون کی فریادرسی کا بڑا مقید تها - باوجودیکه نورجهان سے عشق کا
تعلق تها اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمه بے اسکی صلاح کے فیصل نه هوتا تها [illegible]
رسیدون کا استغاثه هوتا تها تو نورجهان کو کسی کی طرفداری کا یارا نه هوتا تها [illegible]

بادشاہ نے فرمایا تہا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھہ پر ہے لیکن مظلوموں کے مقدمے مین غور کرنے کے اندر مین تیری کچھہ نہ سنونگا +

اسی زمانہ مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی سے کر دیا تہا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا آصف خان نے اس باب مین اسکے عذر کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر مین داماد برخوردار کو پکڑ کر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھہ پیٹھہ پر باندہ ذلت وخواری کے ساتھہ پابرہنہ زندان مین بھیجا۔ اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جو اسپ اور فیل اور تمام اسباب جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کر کے ضبط کر لے اور محصلان شاہی متعین ہوئے کہ مطلوبان مطلوب اور جاگیرداران معذور کے ادائے حق کے بعد دفتر دیوانی مین رجوع کرین اور محاسبہ تصرف ومطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کرین۔ آصف خان اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت وخواری چاہتا تھا جو شجاعت و تدبیر و تزویر مین مشہور تہا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھہ کر تلافی کرنی چاہتا تھا کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط وبندوبست جیسا کہ چاہیے نہیں کرتا تھا اور مطلوب کے جو سپاہی ضرورتی اونکے جمع کرنے مین اور تدبیر کرنے مین کوشش نہیں کرتا تھا۔ اس غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھہ کام نہ بنا اور سوا اسکے کہ ملک مین فساد عظیم مچا اور اوس کو خود ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ مین داخل ہو کر تا انتہائے لیل ونہار سکے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان سکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے انسان کے سامنے پیش آتے ہین مغلوب ومغموم ہو کر دن رات بسر کرتا تھا۔ دریاء بہت پر آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تھا۔ بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے موافق دستور کے امرا اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ کل ارکان دولت اور امرا وافراد اقتدار اور تمامی منصبدار یہانتک کہ آصف خان وفدائی خان وخواجہ ابوالحسن کہ مدار علیہ سلطنت تہے دریا سے پار چلے گئے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین سوائے نورمحل اور صادق خان

بادشاہ کا دریا سے پار جانا جسمین وہ گرفتار ہوا +

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند اور معدود عہدہ دارون اور خواجہ
اور خواصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے
کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہریلا سانپ تو ہاتھ سے
پکڑا اور زہر کا کچھ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑ کر آپ
گذر کر عالم آب مین محبوبون کے ساتھ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے وقت کے
لئے چشم براہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا۔ جب میر اور وزیر کی بے خبری اور بے تدبیری کی خبر
مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندا بے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے
اُسے آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین۔ اور خود چار پانچ ہزار
سوار لے کر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج
ہمراہ کیا کہ پل پر متعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور چند عہدہ دارون کو تاکید
کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کسی کو آنے نہ دین۔ اور خود در
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر
بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص و خواجہ سرایان باری دار خبردار ہو کے اور سراسیمہ دوڑ کر
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام
پانون دبا کر اُٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خواب
کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارون نے مہابت کی مخالفت
کی تھی اوسنے اونکو گرا دیا۔ اسلئے اورون کا پائے استقامت بھی لغزش مین آگیا تھا
اطراف مین متفرق ہو گئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھ مین لیکر
دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت
چار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ کیا گستاخی

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا
اور دستور مقرری کے موافق ثناخوانی اور کورنش کی۔ مدعیون کے شکوہ کے عذر سے
اور قدمبوسی کی آرزو سے شوق مین زبان کھولی۔ اور ہمراہ کے آدمیون کو دور تخت کے
روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھہ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا
اور زبان نیاز سے پردۂ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے
یقین تہا کہ آصف خان کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہین اور
نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔ از روئے اضطرار دلیری و جرأت کر کے
حضور کی پناہ مین آیا ہون۔ اگر مین مستوجب قتل و سیاست ہون تو مجھے اپنے سامنے
سیاست فرمایئے مگر بے دین دشمنون کو حوالہ نہ کیجئے۔ جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پر ہاتھہ لیجا کر
چاہا جلاوت و تہور کو کام مین لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچائے میر منصور
بدخشی نے ترکی زبان مین منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری
و تحمل کے امتحان کا وقت ہے اوسکی تسلی کرنی چاہئے۔ بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھہ اوٹھالیا
اور بہ تقاضائے وقت مہابت خان کی دلبری کی۔ اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور
ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔ خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھہ
کھینچے جاتے تھے۔ اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا اظہار کر کے اپنی رسوخیت بڑھاتا
تھا۔ اوسنے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے
لئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کرین۔ بادشاہ نے منہ دہونے کے بعد قصد کیا کہ خواب
گاہ کے لباس بدلنے کے لئے نور محل کے پاس جائے۔ اور تدبیر کار مین مشورہ کرے۔ تو
مہابت خان مانع ہوا۔ التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلیں اور جلدی سوار ہون اور
غلام کو ہمرکاب لے چلین تاکہ واقعہ طلب آدمیون کو کچھہ اور گمان نہ ہو۔ ناچار اسکی جماعت سے
بادشاہ نے لباس و جواہر پہنا اور سوار ہوا۔ نور محل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے
چہرہ کا رنگ اڑ گیا حواس باختہ ہوئے اور افسوس کر کے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اسکو سوا اسکے کچھہ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت وسواری کرکے جواہر خان خواجہ سرا کے ساتھہ پل سے پار چلی گئی۔ پل پر مہابت خان کا یہ حکم تہا کہ جو اس طرف سے جائے اسے روکو نہیں پس کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بہائی کے گھر جا پہنچی اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکے ہوش وعقل برباد ہوگئے تہے تشنیع ولعنت ملامت کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری عقل اور نمک کھانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کرکے چلے آئے وہ تدارک اور تدبیر کار کے فکر مین ہوئی۔ مہابت خان بادشاہ کا ہاتہہ پکڑکر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر سوار ہونے کے لئے لایا۔ ایک فیل سواری خاصہ کو ہرچند عہدہ دارون نے چاہا کہ پہنچائیں لیکن مہابت خان کے آدمیون کے ممانعت کے سبب سے نہ پہنچا سکے۔ مہابت خان نے اپنا گھوڑا حاضر کیا۔ بادشاہ غیرت کے مارے اوسپر سوار نہ ہوا۔ اسپ سرکار طلب کیا اور اوسپر سوار ہوا چارون طرف سے رجپوتون نے مجرا کرکے گھیر لیا۔ چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا فیل لایا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کو اوسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہوجائے اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے۔ اسوقت داروغہ فیلخانہ نجیب خان مادہ فیل سرکاری کو لایا اور مرپٹ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش مین آیا کہ بادشاہ کو اوسپر سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتون کے ہاتھہ سے مارا گیا۔ مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کرکے حوضہ پر سوار ہوکر مگس رانی کے لئے بیٹھا۔ اس کشمکش مین اوسکی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا۔ خدمت پرست خان خدمتگار کہ شیشہ و پیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوون پر راجپوتون کے برچھہ کے صدمہ اوٹھا کر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح جا بیٹھا۔ مہابت خان سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور راہ ادب کے ساتھہ بادشاہ کو اسمین اوتارا اور اپنے بیٹون کو نذر و نثار کے ساتھہ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ پھرایا۔ اب اوسکو نورجہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیوں کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی محارست
جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ
تھا کہ بادشاہ کی خدمت میں سے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلئے وہ بتقضائے مصلحت
وسراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کرتا ہون اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے
خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تھا۔ اس خیمہ مین بادشاہ کو اوتارکر بادشاہ کی تسلی
و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تھا۔ آدمی خیمے کو گھیرے رہتے
تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا بیرہ جھجو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا
مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت
خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہردم وہر لحظہ تازہ فکر و
خیال کا ہمدم رہتا تھا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ تدبیر ایسا بجا تھا کہ جو کچھ کہتا
تھا اور حکم دیتا تھا اسے صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صائب سے مہابت خان کے
کردار اور اطوار کے اور تقاضائے روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قتل کو
اونسنے فرمایا خوب کیا کہ مجھکو اس افعی بدکیش کے ہاتھ چھٹاکر اپنے اختیار میں رکھا او
اس بدخواہ دولت کا ہاتھ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہردم اظہار عقیدت و فدویت کا دم
بھرتا تھا اور معذرت کرتا تھا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔ شراب معتاد
حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نورمحل اپنے بھائی
اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو
کو نورجہان کو ہاتھی پر سوار کرکے اور سب اتفاق کرکے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالیں اور
مہابت خان کے ہاتھ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نورمحل اس مصلحت کو اس
سبب سے جیسا کہ چاہئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن
اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اس سے بہتر سوجھتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم جرأت پر
مطعون ہونے کا خوف تھا۔ چارناچار یہی امر قرار پایا اور وہ راضی ہوگئی۔ اس مصلحت کی خبر

ب جہانگیر کو ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور
میرون کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان
صادق خان بخشی اور امیر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کرین
اور کہا کہ جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ مین جنگ کرنی اور میرے مُنہ پر تیر و بندوق
چلانا مرا اسے صواب نہین ہے دریا سے پار ہوکر لڑنا محض خطا ہے مین یہان سے طرح
آرام سے ہون میری طرف سے کچھ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھہ اپنی انگوٹھی بھیجی۔
مہابت خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئین افلاطون
وقت جانتا تہا۔ اب بیکراختیار سلطنت کی شومی سے تیرے ولی النعمت کا حال یہ ہوا۔ اب
صلاح دولت اور بہبود کار تیری یہ ہے کہ کچھہ مدت تک مجھہ ناکارہ کو کار وزارت اور بادشاہ
کی خدمت گاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلاجا — نورجہان
اور آصف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی
تکلیف سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہین اور مُہر بھیجی ہے۔ اونہون نے اس پیغام کو نہ مانا
فدائی خان جو بڑا بہادر تھا یکہ تازبہادرون کی جمعیت کے ساتھہ دریا کے کنارہ پر آیا۔
راجپوتون نے پل کو آگ لگادی اور کارزار کے مستعد ہوئے۔ دلاورون نے نہ دریا کے پانی کا
خیال کیا اور نہ روبرو کے تیرباران کا خوف کیا۔ گہوڑون کو پانی مین ڈال دیا۔ اور
فدویانہ بہادری کرکے دولت خانہ کے مقابل آئے۔ ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض
دریا کی تھپیڑ سے کنارہ پر ادھموئے پہنچے۔ وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج میں
سے ستر آدمی پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھہ انمیں سے
مارے گئے اور کچھہ زخمی ہوئے۔ فدائی خان نے جانا کہ کچھہ کام نہیں چلیگا وہ ادہر آیا
ادہر آیا۔ اسکا جانا آنا ایسا تہا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند کھینچ کر آتی جاتی ہے پھر اس
سال کے اواخر جمادی الآخر مین آصف خان نے سب امیرون کو ساتھہ لیا اور نورجہان کو
ہاتھی پر سوار کیا جس نے دو تیر کشی اور دو کمان و بندوق قابلہ روشن کرکے ساتھہ اپنے پاس

رکھے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی - ایک راہ پایاب غازی
اشرف نوارہ نے دریافت کی تہی اُسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے سب جان نثار
کارزار کے لیے مستعد ہوئے اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر و جان کا دہیان چہوڑ کر
کے ہمرکاب آب مین آئے عبور ہونے کے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تہی اور دو تین غار و آب
عمیق اسمین تہے لشکر مین عجب ہرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا - سر پر سے پانی
گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اٹھانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سردار کہین
نکل گیا - بیگم کی عماری سے آصف خان و خواجہ ابو الحسن و ارادت خان جدا ہوئے
دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تہے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت جنگی ہاتھی اونکے مقابل
آنکر سد راہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ و تفنگ کے گولے گولیان مارنی
شروع کین - ابہی آصف خان و خواجہ ابو الحسن اور بیگم دریا ہی میں تہے - تیر باران گولہ
بندوق کے صدمون سے کہ متصل پہنچتے تہے جلوے سپاہ الٹا پہرا بعض نے دلاوری کر
پیش آہنگی کی اور دریا سے پار اتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب سے اپنے
تئین جمع نہ کر سکے شمشیرین علم کرکے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اونکو
نہ پہنچی تیر و سنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی و کشتہ ہوئے باقی متفرق ہوکر جان سلامت لیگئے
راجپوتون کی فوج نور جہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچھی کے زخمون سے
جوانون کے پر خون سر و بدن سے روے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل و ندیم خوجہ
بیگم کا اور اور مردم روشناس نور جہان ہاتھی کے پاس کشتہ و غرق بحر فنا مین ہوے ہاتھی اور
اونٹ و گہوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا مین گر گئے تہے اور سفر آخرت اختیار
کر ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تہے اس رستخیز مین بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر
شیر خوار دایہ کے ہاتھ بیٹھی ہوئی تہی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ پہڑک گئی اور خون سے عماری
رنگین ہوئی نور جہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ
لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندہا - نور جہان کے ہاتھی کی سونڈ مین او

مہابت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے پیاپے زخمون سے ہاتھی اس
طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخمون کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے
اوس کو اپنے بس مین نہین کر سکا اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے
مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس مہلکہ سے نجات ہوئی
بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی خواجہ ابوالحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا
مین بیتابی کرتا تھا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا۔ باگ پر
اختیار ہاتھہ سے جاتا رہا۔ زین سے سرنگون ہوا مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تھا۔ نورجہان
کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان و خواجہ
ابوالحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان شاہزادہ پامردی کر کے دریا سے پار آیا۔ اور ابوطالب
پسر آصف خان والہ یار و شیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب
مین اترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت بادشاہی دلاور ملازمون اور اپنے نوکرون
کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا اور کچھہ آدمیون کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور
راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج
مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ
مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت
خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرأت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے
ولی نعمت کے روبرو مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے
فدائی خان پاس مکرر پیغام بھیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور
کوشش کی فدائی خان کا داماد محمد عطا اور سید مظفر اور وزیر بیگ جان نثار ہوئے
اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گھوڑے کو تین چار
زخم تیر کے لگے۔ اسنے بہت ہاتھہ پاؤن پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھہ اندر جائے
اور کچھہ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پیہم پہنچی تھی اور اوس کی

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا۔ اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تہا۔ ناچار کار زار سے پانؤن نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور بازو اور شناوری سے دریا عبور کیا۔ اور رہتاس پنجاب میں اپنے تیئں پہنچایا وہان اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو ان زمینداروں کو حوالہ کیا جنسے کہ پرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا آصف خان جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا اٹک کو چلا گیا جہان اوسکی جاگیر تھی۔ تیمر خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم اپنی آبرو کا پاس کرکے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔ خواجہ ابو الحسن و ارادت خان اور معتمد خان مؤلف اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی۔ مہابت خان نے اون کو کچھہ اور نقصان تو نہیں پہنچایا۔ اگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوس و نامرد اور زن سے کمتر کہا۔ ایسی باتون کے سننے سے مرجانا بہتر تھا۔ آصف خان ڈھائی سو اقربا اور نوکرون کے ساتھہ قلعہ اٹک میں آیا۔ مہابت خان نے اول راجپوتون کی فوج محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہہ کیا کہ بادشاہ کی خواہش کے موافق نورجہان کو اوسکی شبہاء الم کا رفیق و ہمدم کیا نصف جمعیت کو بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا۔ تھوڑے تردد سے وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہان گیا تھا۔ مہابت خان کی رفیق ہو گئی اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور میر میران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھہ لیکر بادشاہ پاس آیا۔ محمد تقی بخشی شاہجہان کو جسے برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھہ لایا تھا اور خواجہ عبد الصمد و ملا محمد کو راجپوتون کے حوالہ کرکے قتل کرایا۔ یہ دونو فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا۔ بادشاہ اس مدعی کے ساتھہ بھی عالی حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا۔ اوران ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا۔

بادشاہ اور مہابت خان کا اٹک جانا +

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار تجیر ہوا ع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

چو در طاس رخشندہ افتاد مور    رہانندہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا۔ اور نورجہان بھی یہ تقاضائے وقت و صلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہو سکے میرے بھائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھہ ہوا اُسکو مین ان دونون بھائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون۔ اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہئے تہین وہ آئین انمین میرا تیرا قصور نہین ہے۔ مہابت خان بھی بادشاہ کے ساتھہ نیک سلوک کرتا تھا۔ فدویت و عبودیت کا اظہار کرتا تھا۔ خدمتگاری کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا اور سریر آرا کو تخت پر بدستور مقرری بٹھاتا اور خود گستاخ کاردان دستورون کے دستور کے موافق سر دیوان کھڑا ہوتا اور مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور بادشاہ کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا۔ بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا۔ بادشاہ کے حضور کے آگے پیچھے جو دو رجپوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا۔ انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا۔ مہابت خان نے دو رجپوتون کی جگہہ ایک رجپوت کا بیٹھنا منظور کیا۔ بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا۔ کبھی کبھی شکار اور سیر [illegible] کے فرار کے لئے تشریف لے جاتا۔ مہابت خان سایہ کی مانند ظل اللہ [illegible] ان ہی دنون میں ایلچی توران نامہ اور ہدیہ نذر محمد خان والی توران کے [illegible] تھوڑون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ ان دنون مین نورجہان کی تمہید سے مہابت خان کے استقلال مین عجیب اختلال آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ احدی مین۔ نورجہان کی تجویز سے ایک سالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر بیرونی

احدیوں اور راجپوتوں کی لڑائی

کئے گئے تھے ان میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو
افغانوں کی دست اندازی سے باز رکھے۔ ایک دن بعض جیوتوں نے جو مہابت خان کے بھروسے
کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑوں اور باربرداری
کے چارپایوں کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے۔ رجپوتوں نے مانا نہیں گفتگو کی نوبت
زد و کشت پر پہونچی۔ ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے۔ سب احدیوں اور قراولوں نے
اتفاق کرکے دیوان سے استغاثہ کیا۔ مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو
سزا دی جائیگی۔ مستغیثوں کو اس جواب سے متصدیوں کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر
نہ ہوئے سب نے ملکر شورش مچائی۔ نورجہاں کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا۔ ان سب
نے اتفاق کرکے رجپوتوں پر حملہ کیا۔ ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی۔ اگرچہ
سپاہی زادہ راجپوت اپنے مقابلہ میں دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور اپنے غرور میں ایسے
مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے سوا شمشیر اور برچھہ کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے
تھے احدیوں میں کماندار قدرانداز اور قراول محکم انداز بندوقچی تھے۔ اور سب راجپوتوں سے
جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے۔ اس جنگ میں راجپوت مغلوب ہوئے۔
ازدحام عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا۔ مہابت خان کی خبر پہنچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت
جنمیں اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے۔ اور ایک جماعت
کثیر اونکے معاونوں کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی۔ چار پانچ سو راجپوت احدیوں
و قراولوں کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک میں بھاگکر روپوش ہوئے تھے
وہ افاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے اونھوں نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل میں پکڑکر
اپنے دستور کے موافق کوتل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا۔ اور رگ پا سے معیوب کرکے
چوپانی کیا۔ اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار
سوار ہوا۔ چاہتا تہا کہ میدان میں جائے اور راجپوتوں کی مدد کرکے تلافی کرے
کہ اس عرصہ میں بادشاہی آدمی جوق جوق فوج فوج احدیوں و قراولوں کی کمک کو

آگئے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے مہابت خان کے آدمیون نے یہ دیکھہ کر کہ وقت ہاتھہ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت خان کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیرخواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے اُسکو خود اپنے مارے جانے کا خوف تھا۔ اوس نے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرحکا دیکھا۔ موحش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب نہ جانا تقاضاے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور اکوتوال خان و خلیل اللہ خان و جمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت کے ساتھہ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سرداروں نے یہ ظاہر کیا کہ بادہ فساد قاسم خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے وقت اونھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لیے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے ساتھہ پابرہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان کے تسلط مین خلل پڑا۔ ہرچند اوسنے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھہ نہ کرسکا ایک دو مہینے مین اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

ان دنون مین واقعات دکھن مین یہ معروض ہوا کہ ۱۰۳۵ اردی بہشت کو ملک عنبر حبشی اسی برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری و سرداری وضوابط تدبیر مین عدیل و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہیے تھا اوسنے کیا تھا۔ وہ سلوک قزاقی مین جسکو دکھن کی اصطلاح مین برگی گری کہتے ہیں خوب مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت و نیکنامی کے ساتھہ جیا۔ تاریخ مین کہین دیکھنے مین نہین آیا کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور مین کابل سے بادشاہ نے ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر مین آنکر ٹھٹھہ کی راہ لی

نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرنے کے باب مین لکھی جاتی ہین اول راجپوتون اور احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی کمتر سنی گئی ہے جسمین

مہابت خان کا غرور ڈھے گیا - دوم مزاج گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو
سنوائی کہ جس سے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہان
کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا - میرے فرزندون
اور لشکر سے ان بن کرا دی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب مین ان دونون بہائیون
کا منہ دیکھنا نہین چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہان تجھ
استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریب سے جو ہر روز مہابت خان
سنتا تہا اوسکے دل کو تسلئ خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتون کے احاطہ
کرنے مین احتیاط کم ہوتی تھی - سوم نورجہان نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے
عمال اور خواجہ سراؤن کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بھیجا اور نامہ
لکھا - اور بعض کو خلوت مین طلب کرکے زبانی خاطرنشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ
جلادت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار بیش قرار سہ بندی نوکر رکھ کر لشکر مین متفرق
بھیجتے رہو کہ وہ آپس مین دور دور اطراف مین پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کارآزما
بہادر خاطرجمعی کے ساتھ عمال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھ لئے اور اسلئے کہ اوسکی
شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلون پر وہ ٹہیرے کہ اونکا نام
و نشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش
مین آتے ہوئے معلوم ہوتے تھے جبکہ اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے
اشارہ سے بغیر اسلئے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی رسوخیت
و فدویت کی تعریف اور اوروں کی نمک حرامی اور بدخواہی اور اور تمہیدات بیان کرتا -
خلوت مین مہابت خان سے کہا کہ اس ہنگامہ مین بعض واقعہ طلبون نے اپنے نابینون
(راہزنون) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس مین کچھ
برائی نہین ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جا بجا نقیب اور سزاولون کو بقید
تاریخ و روز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دین - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لئے

نورجہان کے مقیدیون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور
پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت - بادشاہ جو ہمکو دیتا ہے وہ ازدیاد
نشاط کے انعام کے لئے اور ہماری زیب و زینت و آرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے -
باوجود اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار نہ گزی سے کمتر نہوگی - اور اسی طرح
کے کلمات غیرت افزا کہ جنسے بوئے ساختگی نہین آتی تھی کہلا بھجوائے - مہابت خان نے اس جواب
کو سنکر لغو باتین بکین اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تقید کی اور نورجہان کے کل توابعین اور
منصب داران پر سزاول تعین کئے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا - اور قرارداد
کے موافق دست راست پر سب دم قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق
جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف و جنس اعلی لئے کر کھڑے ہوئے اور جانب چپ
مین نئے نوکر یکہ جین یہاور سپاہیانہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امراکے
نام سے کھڑے ہوئے - رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہکر
فرمایا کہ کل نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئین اسکے تلفچیون
لازم و ضرر نجان کر بوری احتیاط کرنا - اس رموز فہم نے بھی اپنی خیریت اسی مین جانی
اور روزون کے وہ عنان کشتان سواری کے ہمراہ ہوا - جب ہین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان
کی دونون فوجون کے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ مجرا کے
لیے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی
متوجہ ہوئے - اور سپاہ کے زرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھہ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی
بائین طرف کی سپاہ شمشیر و سنان کھینچ لئے اپنی جگہہ سے لپک کر نہایت چستی و چالاکی سے
اور طرفۃ العین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوب کئے
تمام کیا اور بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا - اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان
جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ قابو کے لئے چشم براہ تھا - بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا - مہابت خان
اور اوسکے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہوکر بائین طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی مین کوشش کرین

کہ دائین طرف کی سپاہ قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید جان بازون کے ساتھ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور دفع اعدا مین بازو کھولا۔ مہابت خان نے ماجرائے کار
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار اور اختیار ہاتھ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہین ہے اس ضمن مین اور امرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمر بستہ ہوئے ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کر کے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال و جدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نورجہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت رہین اور یہ فکر نہ فرمائے۔ مہابت خان کو چھوڑ دیجے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جائے۔ بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواجہ سرا
کے ہاتھ لطف و اخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور بجا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آب بہت سے عبور کرو۔ مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر اوترا۔ اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تھا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوائے۔ اور آخر روز مین مہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابو طالب و دانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہین
بھیجدو ہم تمھاری تقصیر معاف کر دینگے اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
ٹھٹھہ مین ہے۔ مہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹون کو افضل خان کے حوالہ کیا اور
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ مین بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہین ہون لاہور سے گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں۔ بادشاہ اس کے اس جواب
سے بیدماغ ہوا مگر تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الٰہی کی قسم کھائی۔ مہابت خان تین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کر کے ایسی شدید قسمین لائی

اک اسپ و خلعت و فیل تواضع کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا اور ابو طالب کو اور چند روز نگاہ رکھا کہ اس وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجاے کہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہین مقرر ہوئی بعد ازان اوس کو بھی باعزاز مرخص کیا۔

شاہجہان کا ٹھٹھہ جانا اور وہان سے لوٹنا +

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے مہابت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور عدم سامان کے اوسنے داعیہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار ناہنجار کی سزا دے وہ ۲۳۔ رمضان کو ۱۰۳۵ھ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر ترنبک سے چلا اس گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا تو راجہ کشن سنگہ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور سا اوس کی جمعیت متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگدست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اور مادہ فساد دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ راے ٹھیری کہ ولایت ٹھٹھہ مین چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے حدود جودہ پور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت مین اسی راہ سے گیا تھا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت اور خط و کتابت تھی اسلئے اس ہرج مرج میں بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلئے اس کے دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہئے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور اشفاق و معاونت سے جو شورش و فساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔

جب شاہجہان ٹھٹھہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر میں سے سوار و پیادہ جمع کر کے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے صدمہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر بند ہوگیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے قلعہ کی مرمت کرکے بہت توپ و تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیون کے متعلقین کو

در وازہ حصار پر لایا او متحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید
منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کریں اور اپنے تئیں توپ و تفنگ سے ضائع
نہ کریں باوجود اسکے جوانان کار طلب کی جماعت اپنے تئیں ضبط نہ کر سکی اور شہر کے حصار
پر یورش کی۔ برج دبارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھ کام نہ ہونے دیا۔ وہ وہان
آئے۔ کچھ دنون کے بعد بہر شیردل بہادرون نے قلعہ پر حملہ کیا۔ قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا
اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہون نہ تھے سر بسپرین لگاکے دوڑے گئے مگر وہان
ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تھا اور پیچھے آنا
محال تر توکل کا حصار باندھ کے بیٹھے۔ ہر چند شاہجہان آدمی بھیجکر اونکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا
جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوسرے کے پہلو میں بیٹھ گیا اور پھر نہ پھرا۔ شاہجہان اس وقت بیمار تھا
غرض ایسے سبب ہوئے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا۔ شاہزادہ پرویز کی بیماری کی
بھی متواتر خبر آتی تھی اسکا ضعف نہایت قوی ہوگیا تھا۔ ٹھٹہ کی فتح میں شاہجہان نے اپنا وقت
ضائع کرنا مناسب جانا۔ گجرات اور برار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا۔ وہ ایسا بیمار و ضعیف تھا
کہ پالکی مین سوار ہوتا تہا۔ اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے
سفر کیا۔ یہ وہی راہ ہے جس پر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تہا۔ شاہجہان
ملک گجرات سے راجہ پیپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک تربنک مین آیا جہان اسکا بنگاہ تہا اس ملک
مین کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر مین چلا گیا۔ ٹھٹہ جانے مین اجمیر کی راہ سے ۵۱۴ کروہ کی
مسافت چار مہینے میں ۷۰ کوچون اور ۶۲ مقامون مین طے کی۔ مراجعت مین احمد آباد
کی راہ سے ۶۰۰ کروہ کی مسافت ۴۳ کوچ اور ۱۰ مقام مین طے کی۔

مرض شاہزادہ پرویز و وفات +

غرہ شہریور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا
کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا۔ شراب بہت پیتا تہا۔ اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال
کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵ھ کو ۳۸ سال کی عمر میں مرگیا۔ وفات شاہزادہ پرویز اوس کی
تاریخ ہے۔ آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا +

مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس لاکھ روپیہ نقد اوسکے وکلانے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے۔ بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا کہ بہت جلد جاکر اوس روپیہ کو چھین لے۔ جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خزانہ کو سرائے میں لیکر متحصن ہوئے۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ ومقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے سرائے مین اگ لگادی اور اوسکے اندر جاکر خزانہ پر متصرف ہوئے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے۔ صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری ذات وسوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر اس کی تیول میں مقرر ہوا۔



بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیوں کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ دکن مین ملک عنبر کے بعد سرداری مین اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور نظام افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور پانچسو سوار دن کے ساتھ جالناپور مین آیا ہے اور سربلند رائے کو لکھا ہے کہ مین نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک کے سرداروں سے دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون مین سے مین نے پیش قدمی کی ہے ان کے بعد ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے در پے آئینگے۔ جب جہانگیر بادشاہ سربلند رائے کی تحریر سے اس کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمین نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر [illegible] اور اوسکو سرگرم عزیمت کیا اور سربلند رائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و مراسم مہمانداری بجا لائے۔

پھر دکن کے متصدیوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر [illegible] بہت سے دولت تربیت یافتوں کو ملک بادشاہی میں بہ فساد وبرپا کیا ہے حمید الملک خانجہان نے لشکر خان کو جو بندہائے کہن سال مین تھا اور کاروان تھا برہانپور کی حراست اور محافظت شہر کی اور خود لشکر کے ساتھ بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور وہین رہا اور حمید خان نام غلام حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک مال کا اوسکے قبضہ اقتدار مین سپرد کیا حمید خان نے ایک عورت پر عاشق ہوکر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اس مرتبہ پر کرتا تھا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے تھے اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتہ الفت مستحکم کیا تہا کہ بابہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار ہوگئے تھے - اسکا حال آگے بیان ہوگا - اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنایا بدلے اور تحفے اور نامہ و پیام محبت التیام بہیجکر بنائے دوستی و بدرخواہنگی کو قائم کیا - اور اپنے افسانہ اور افسون سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی مین تبدیل کیا - چار پانچ لاکھ اور دو تین لاکھ روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھہ سے گیا تہا اور اکبر و جہانگیر نے ہزارون جانین کھوکر اور کروڑون روپئے خرچ کرکے لیا تھا اس نمک حرام افغان نے فساد ایام پر نظر کرکے طمع سے بیجا پور اور بالاگہاٹ کے محال کے محصول کے عوض مین دو بادشاہون اور دو تین نامدار شہزادون اور امراے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑون روپئے کے خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر مین صرف ہوئے مفت رائگان ہاتھہ سے دیدیا - اور امراے شاہی کے نام جو تھانون مین مقرر تھے نوشتے بہیجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کردین - ان سب نے اسکے حکم کی اطاعت کی مگر سپہدار خان حاکم احمد نگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیان میرے سر کے ساتھہ وابستہ ہین مگر تمام تعلقہ بالا گہاٹ محال نواح احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھہ آگیا -

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب زادیون مین سے تھی ابتداے عہد مین کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتون پر شیفتہ تھا اوسکو حرم سرا مین دخل ہوگئی اور وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لیجاتی تھی کہ باہر کے آدمیون کو خبر نہ ہوتی تہی اور یہ مکار رہ عمدہ آدمیون کی عورتون کو جو حسن صورت اور آراستگی سیرت مین شہرت رکھتی تہین نظام الملک کی تسخیر دل کیلئے گمراہ کرکے اس بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے سرانجام مین مشغول ہوئی - ملک و سپاہ کا اختیار اوسکے ہاتھہ مین ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو اودہرہ

خانجہان کا بالا گہاٹ کا ملک نظام الملک کو دیدینا +

حمید خان کی عورت کا حال +

نوکر اوسکی سواری کے ساتھہ پیادہ چلتے اور لبنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے۔ عادل شاہیون اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تہی۔ اور ان میان بیوی کے اقتدار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لیکر مقابلہ کو آتا ہے۔ نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوس سے کہا کہ اس جنگ کا اختیار مجھے دیدیجے اور فوج کا سردار بنادیجے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو مدتون تک خلق کی زبانون پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ بیجاپور کو مقابلہ کرکے ہزیمت دیدی ہے اور خدانخواستہ قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ ایک عورت کو مغلوب کیا۔ پھر اوسکا تدارک ہوسکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی محبوبہ نازنین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دیکر اور جنگی ہاتھیون اور توپخانہ کو لیکر چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی۔ امیرون سے خوش زبانی کرکے امیدین دلائین اور وعدہ و وعید و تہدید کرکے اونکو سرگرم کارزار کیا اور بہت سے کپڑے مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتھہ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے لئے رکھے جاتے تہے میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا۔ لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت کا کام کرتے اونکو وہ کپڑے مرصع طلا و نقرہ کی دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی سے بھرے ہوئے ٹوکرے ساتھہ رکھتی اور فوج کو پہنچاتی۔ غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مردانگی زن نے ہٹا دیا۔ پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہوگئی +

الحاصل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کہائی اور ایسا بڑا ملک اپنے تہوڑے ردیون کو بیچڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے وفا نہ کرتا۔ اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +

خانزاد خان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم بنگالہ مقرر ہوا تہا۔ وہ یہان آکر کامیاب مراد ہوا بعجب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی مین سوار ہوا اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور لوگ اوسکے ساتھی بحر فنا مین غرق ہو

ان ہی دنون میں خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا جب وہ دلی میں آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا۔ اواسط ۱۰۳۶ء مین ودیعت حیات کو سپرد کیا اور اس مقبرہ میں کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امرا عظام مین سے تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ میں بیان ہوئے۔ سوا اسکے خانخان قابلیت و استعداد میں یکتائے روزگار تھا۔ زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم اور سنسکرت کے علوم میں بہرہ وافی رکھتا تھا۔ ہندی فارسی میں شعر خوب کہتا تھا ایک رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی۔

زنہار رحیم از پے دل نروی  بیہودہ بہ آرزوے دل درگروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم  خواہش کاری ہمیشہ کاہش دری

جب مہابت خان ٹھٹھہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب پر مقرر ہوئی جو اسکا خزانہ چھیننے گئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکالدے کچھ دنون وہ رانا کے کوہستانوں میں تباہ حال بسر کرتا رہا۔ اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تھی کہ وہ جہانگیر کا ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی۔ عرائض اپنے وکلا زبان دان کے ہاتھ بھیجیں جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کے عذر مین ظاہر کی شاہجہان نے بمقتضا وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھ اسکی استمالت اور تسلی کے لئے بھیجا۔ وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے جنیر میں آملا۔ ابھی اسکے اقبال مین فروغ دولت تھی کہ شاہجہان کی ایک درست اداے اوسکی چندین سالہ شکست درست ہوگئی +

۲۱۔ اسفندارمذ کو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ۔ یہ سفر اضطراری تھا اختیاری نہ تھا۔ بادشاہ کے مزاج کو ہواے گرم نہایت ناسازگار تھی ہر سال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت راہ کو آسان سمجھ کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تر و تازہ و توانا ہوکر ہندوستان مین آتا۔

روز یکشنبہ سوم رجب ۱۰۳۶ء کو نوروز ہوا۔ دریاے چناب کے کنارہ پر جشن ہوا۔ بادشاہ سیر کرتا ہوا اور شکارگاہوں کو طے کرتا ہوا کشمیر مین آیا۔ مکرم خان کی جگہ فدائی خان نے صوبہ بنگالہ کی

مہابت خان کا حال +

نوروز اور سیر کشمیر ۱۰۳۶ء

حکومت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال وہ پانچ لاکھ روپے نور جہان بیگم کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے۔

جہانگیر کا بیمار ہونا اور مرنا

اس عرصہ میں کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً ضیق دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے دم کے ساتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی پالکی میں سوار ہوتا کچھ دنوں بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس سے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی۔ فقط شراب انگوری کے دو چار پیالوں پر زیست کا مدار تھا۔ ایسے وقت میں شہزادہ شہریار داء الثعلب کے مرض مین مبتلا ہوا۔ داڑھی مونچھ کے بال اڑ گئے لنڈ منڈ ہو گیا۔ ہواخواہون کی مصلحت کے تقاضے سے باوجود نور جہان کی ممانعت کے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی منت سماجت کی۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا۔ نور جہان نے مصلحت کار سے لئے جتنا [illegible] شہریار کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مفید پڑے گے۔ اب جو وہ جانے لگا تو اوسکے لیجانے کو اپنے لئے ایک بارگاہ [illegible] اوسنے کہا کہ اب کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے [illegible] کے سپرد ہوا۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی طرف [illegible] پالکی مین آیا شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہوسکتا تھا۔ اس طرح شکار دیکھنے بیٹھا کہ زمیندار ہرنون کو گھیر گھار کر کوہ پیر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اوپر بیٹھا مارتا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور وہ تماشا دکھاتے۔ اس تماشا کا [illegible] اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو بھگا کر لایا۔ ہرن ایک پتھر سنگ پر [illegible] بیٹھا کہ [illegible] دکھائی نہیں دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جاکر اوسکے بھگانے کو [illegible] آگے تھا کہ وہ پھسلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑا اور خود [illegible] کھاتا ہوا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ دیکھ کر گھبرایا اور [illegible] روتی پیٹتی آئی روپیہ سے اوسکی تسلی کی مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار رہا کہ پھر اوسکو قرار [illegible] اس پیادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھا دی۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف

آگے بڑہا۔ بہار کے اتار چڑھاو نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا شراب سے بھی نفرت ہوگئی
راجپور کی راہ مین ایک پیالہ پیا تہا وہ حلق سے نہ اُترا قے ہوگیا۔ دولتخانہ تک پہنچ
پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی۔ پہر دن چڑھے ۲۸ شہر صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸ اکتوبر
۱۶۲۷ء کو سفر آخرت پیش آیا۔ ساٹھ برس کی عمر تھی۔ ۲۲ برس سلطنت کی۔ یا ۲۱ سال
۸ ماہ ۹ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے
نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی۔ سارے بہاگ اوسکے خاوند کے ساتھہ خاک میں
مل گئے۔ سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چہوڑ دئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا۔
تادم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھہ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے
بنانے کا خیال نہ چھوڑا۔ ہر چند اوسنے اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی
کی مصلحت کے لئے بلایا۔ مگر اس کو اپنے گھر مین سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑکر
بہن کے داماد کے لئے کیون تدبیر کرتا۔ اوسنے مختلف عذر کرکے دفع الوقت کیا اور
اعظم خان اور ایک جماعت امرا کو جو اوسکے ہمراز اور دمساز تھے ہمداستان بنا کے داور بخش
پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو مژدہ سلطنت سُنایا جو محض خواب و خیال تھا۔ داور بخش
جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہا ئیگی یہ تخت میرا
تختہ ہے گا وہ اس امر بے اختیار راضی نہ ہوا اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا
عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بمقتضاء مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض کے
لئے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہین تخت پر بٹھلایا چتر سر پر رکھا شہنشاہ اور بہار کبادیجا لا
سنتا لےبھمبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نورجہان بیگم چار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت
کی نعش کو لیکر لاہور مین لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا +

آصف خان نے بنارسی داس نام ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے
ہاتھہ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس پر لگا کر جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال
ہوا عرضداشت کا لکھنا مقتضاء وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے میں

داور بخش کی سلطنت +

وقت ضایع نہ کیا - نہ پائی باتین دسکو سمجھادین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور اوسکے ساتھہ شاہجہان کی ملازمت مین آنا اور جلد روانہ ہونے مین مبالغہ کرنا -

نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان تھا اور نورجہان کے ساتھہ ہمراہ تہا آصف خان نے دونو بہنون کے گہر پر چوکی بٹھاکر امرا اور نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کردی - سب امرا جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت شاہجہانی کی استقامت و استدامت کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا ہے اور سب اوسکی اطاعت کرتے ہین

نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر مین تھی کہ شہریار کو سریر آراے سلطنت کرے - شہریار نے لاہور مین باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فتنہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ بنایا - اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا جس شخص نے جو مانگا وہ اوسکو دیدیا - اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا - اور ایک ہفتہ مین خزانہ کے نوے لاکھہ روپیون مین سے ستر لاکھہ روپئے قدیم و جدید مفسدہ پردازون کو دیدیے کہ اونکے ہاتھہ کو دل مین لاکر اور مستقل بادشاہ ہوجاے - بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور مین شہریار پاس بہاگ آیا تہا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا - اور لشکر کو دریاے راوی کے پار لے گیا - اس طرف سے آصف خان بڑھا ایک ہاتھی پر داور بخش کو کمہ دبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھہ بٹھایا - دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا - لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا - اول ہی حملہ مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا - اور ساری فوج فرار ہوئی بعض قلعہ لاہور مین داخل ہوئے اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی - شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھہ لاہور سے باہر نیرنگی تقدیر کا منتظر تھا کہ + تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون + کہ ناگاہ ایک ترکی غلام نے جنگگاہ سے دوڑ کر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود اپنے پاؤن کو جال مین پھنسایا - دوسرے دن امراے حصار شہر کے متصل لشکرگاہ بنایا - اکثر شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور بادشاہ دولتخانہ مین ٹھیرا - اور صبح کو اور امراے عظام قلعہ مین گئے اور داور بخش کو سریر آرا کیا -

شہریار بادشاہ کی حرم سرائے میں جریدہ گیا۔ فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو پکڑ کر العدورد خان
کو سپرد کیا۔ اور وہ اوسکو داور بخش کے روبرو لایا۔ اور مراسم کورنش و تسلیم اوس سے اداکرائیں اوسکو
محبوس کیا۔ اور دو تین روز بعد اندھا کیا۔ تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی۔ رباعی

زنرگس گلاب ارچہ نتوان کشید
کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من
بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان نے عرضداشت میں نوید فتح شاہجہان پاس ارسال کی اور التماس کیا
کہ حضور بہت جلد یہان تشریف فرما ہو کر آشوب اختلال سے خلاص کریں۔ اب بنارسی اور
شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے۔ بنارسی منزل جگرہی سے جو وسط کشمیر میں ہے بیس روز
کے عرصہ میں ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہی وہ
اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا گیا۔ اور صورت حال
کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرم سرا میں پہنچا اور خبر بھیجی شاہجہان محل سے باہر آیا
اور بنارسی زمین بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مہر بادشاہ کو دی
اس حادثہ دلخراش کے وقوع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا مراسم تعزیت کا وقت
یہ نہ تھا۔ مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو نجومیوں کی مہورت
کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ اور آصف خان کو بنارسی بھیجنے کا
اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ڈاک چوکی میں بھیجا۔ خانجہان خان صوبہ دار
برہانپور میں تھا جسکی تفصیلات کا بیان اوپر ہوا۔ اور نیز شاہجہان کو (اطلاع تھی مگر دکن کی سی
او سے جان نثار خان کو اس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا۔ وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار تھا
اور دریا خان روہیلہ اور آقا افضل دیوان دکھت کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نورجہان اور
شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب میں عرضداشت
نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور میں
اپنے بیٹوں کو سکندر خان لودھانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مثل

+ ۱۰۳۷ شاہجہان

راجہ گج سنگہ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے تھی ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ
کے اکثر قصبات و محالات کو تاخت وتاراج کیا اور اس مخالفت د بہادت کی [illegible] کر
برہان پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب بابا پیارے کے معبر گذرا شیر خان عرف ناہر خان کی عرضی آئی جسمیں اطاعت
اور خدویت کا اظہار اور سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان [illegible] احمد آباد کا
صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد مین شاہجہان کے ساتھہ بہت گستاخیان کیں تھیں [illegible]
اوسکو ہراس خوف بہت تہا شیر خان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوئی اس لیے
شیر خان کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہوکر [illegible]
کے حوالہ کرے اور سیف خان کو نظر بند کر کے ہمارے پاس بھیجدے اوس وقت سیف خان [illegible]
بیمار تھا ملکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت
تھی اور سیف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنون کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خان کی
شفیع ہوئیں بیگم کی التماس کے موافق خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیر خان کو پیغام پہنچادے
کہ سیف خان کے نظر بند کرنے میں کوئی ضرر جانی اوسکو نہ پہنچائے - بادشاہ نے دریاے نربدا
سے عبور کر کے قصبہ بلنور میں وزن قمری کا جشن کیا - دلیر خان بارہ نے آنکر شہریار کے مکحول
و مقید ہونے کی اور دانیال کے بیٹون کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ
ہوگیا تھا شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کیں تو پھر اوسکی جان مین جان آئی - بیماری
سے صحت بدل گئی جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد مین آیا تو شیر خان مع عیسی خان شرف
ملازمت ہوا شیر خان کو منصب پنج ہزاری و صوبہ داری احمد آباد سے سربلندی ہوئی - اور عیسی خان
چار ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹھہ کی حکومت سے معزز ہوا [illegible]
آصف خان پاس خدمت پرست خان فرمان بہیجا کہ جو کچھہ کیا وہ مستحسن ہوا اگر اس کے [illegible]
اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور دانیال کے بیٹون کو جو مادہ فساد ہیں شہر
عدم کو روانہ کرے تو ہوا خواہان ملک و سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا -

سر وارث ملک تا بر تن است    تن ملک را فتنه بر آہن است

اس فرمان کے پہنچنے کی بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۲ جمادی الاولی کو داور بخش اور اوسکے بھائی گشتاسپ و شہریار اور دانیال کے بیٹون طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا۔ بایسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا۔ اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبرون پر پڑہوایا جب شاہجہان سرحد رانا میں آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی میں جانفشانی کی شرطون کو بجالایا تھا۔ زمین بوس اور مورد الطاف ہوا اجمیر میں شاہجہان پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا۔ اور بہت روپیہ مستحقون کو خیرات میں دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہان بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کی صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی۔ جابجا زراعت کی حفاظت کے لئے اور رعایا و زبردستون کی حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستون کی تنبیہ کے لئے خدا ترس اور حق شناس آدمی مقرر رکئے اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور میں دار الخلافہ آگرہ میں شاہجہان آیا۔ اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم وشاد ہوا دوشنبہ بست ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی

# جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان مین سفیر شاہ انگلستان آیا وہ ۱۵۶۸ء مین پیدا ہوا تہا۔ اوکسفورڈ یونیورسٹی میں اوسنے تعلیم پائی تھی۔ وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی۔ وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی مین سے تہا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے۔ وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب دلیر تہا۔

جب جمیس اول بادشاہ انگلستان نے اسکو نائٹ کا خطاب دیا۔ وہ ویسٹ انڈیس کی سفر میں ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا۔ وہ ۱۶۰۹ء مین امیزون کے کنارہ پر آیا ۱۶۱۴ء مین وہ کامن ہوس مین مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ سال آیندہ مین جہانگیر کے دربار

کے لیے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی حالت طفلی میں تھی۔ بعد اس کے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا پھر وینا کا سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چھہتر برس کی عمر میں مر گیا۔ اوسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال لکھا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو نہ تین انگریزی جہاز جھنڈیون و بیرقون سے آراستہ ہوئے۔ انکی توپین میری سلامی میں چھٹ گئیں کپتان اور سوداگرون اور اسی مسلح آدمیون سے مرا باڈی گارڈ اوقت اونہ مرتب ہوا۔ بادشاہ افسرون نے میرا استقبال کیا۔ ایک کھلے ہوئے خیمہ مین مجھے اوتارا۔ مگر پھر یہ بداخلاقی کی کہ میرے نوکرون کی تلاشی لینے لگے میرے بکسون کو توڑا ہر چند میں نے کہا کہ ان بکسون میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہون مگر اونہون نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سنا شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لیے مجھے دیا۔ ایک مہینہ تک یہان اس انتظار میں مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیان اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملین کہ میں برہان پور تک اپنا تحائف کو لے جاؤن طامس رو کا سفرنامہ ۲۶ ستمبر سے ۲۰ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ سنہ تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا۔ وہ اجمیر کے جنوب مین گیا ہوا تھا۔ اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام بنایا تھا۔ سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی میں پندرہ روز میں سورت سے برہانپور گیا۔ ملک ویران پڑا تھا۔ قصبات و دہات مین مٹی کے کچے جھونپڑے تھے۔ ایسا کوئی مکان اوترنے کے قابل نہ تھا۔ پہاڑی چورون کے ہاتھ سے ایک منزل مین تیس سوارون اور بیس ہندو تفنگچیون نے مجھے بچایا۔ برہانپور ... سوار جھنڈیان لیے میرے استقبال کو آیا۔ اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا ... بنا ہوا تھا۔ مگر اوسکے اندر گرمی سے تنور کی مانند تھے اسلئے میں نے اپنے خیمے میں ... ۱۴ نومبر ۱۶۱۵ء کو مغلونکی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام یہ برہانپور تھا یہان میں نے پرویز سے ملاقات کی۔ پرویز باپ کی طرح یہاں بادشاہی کرتا ... اوسکی حویلی ...

سوارون کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا + مین اسکے دربار مین داخل ہوا
وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا
جسپر سرخ کپڑہ لگا ہوا تھا جسمین امرا کھڑے رہتے تھے۔ مین نے پرویز کے آگے زمین بوس
ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ مین ایک بادشاہ کا سفیر ہون نوکر نہیں ہون۔ مین چبوترہ کی
تین سیڑھیون پر چڑہا۔ امرا پرویز کے گرد غلامون کی طرح دست بستہ کھڑے تھے۔ مین نے پرویز
کے آگے سر جھکایا پرویز نے بھی جواب مین سر جھکایا

مین نے بیان کیا کہ مین شاہ انگلینڈ کا سفیر ہون۔ پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے مین
آگے بڑھ کر سیڑھیون پر چڑھ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا
اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترک قدم رکھ سکتا ہے۔ یہ مغلون کو گھمنڈ و غرور تھا مگر
پرویز خوش مزاج تھا۔ اوسنے میری درخواست منظور کی کہ یہان یورمین انگریز اپنی تجارت کی
کوٹھی قایم کر سکتے ہین گاڑیون اور پہرہ چوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھ کو آگرہ
تک پہنچا دیوین۔ اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا۔ اس مین ایک کیس شراب کی
بوتلون کا تھا اوسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور مجھ سے کہا کہ مین تم سے خلوت مین ملکر باتین کرونگا
وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا۔ مگر پھر مجھ کو اوسنے بلایا نہین مین بے فائدہ
انتظار کرتا رہا۔ اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا۔ پرویز نے شراب اسقدر پی لی
تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہین چاہتا تھا۔ ۲۴۔ نومبر سے ۲ تک ۱۶۱۵ء

ایک مہینہ کے عرصہ مین ہانپور سے اجمیر گیا۔ راہ مین مانڈو مین گذر ہوا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا۔ یہان سے
چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دار السلطنت تھا۔ اور اب ایک ویران قلعہ تھا۔ سارے رستے
مجھے بخار آتا رہا۔ مین ۲۳۔ دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر مین داخل ہوا۔ ۱۰۔ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول
ملاقات جہانگیر سے ہوئی ۲۳۔ نوامبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰۔ جنوری ۱۶۱۶ء تک

سر رو کا دربار مین جانا ہندوستان کی تاریخ مین ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے
ہندوستان مین بعد ازان شان و شکوہ سے سلطنت کی۔ اور سلطنت کر رہی ہے اوس نے دیکھا

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہے اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے۔ اوسنے سجدہ زمین بوس سے انکار کیا۔ بادشاہی آدمیون نے بھی اوسپر کچھہ اصرار نہیں کیا۔ وہ اول کٹہرہ تک گیا جو تمام آدمیون کو امرا سے جدا کرتا تھا۔ وہان اول کورنش ادا کی پہر وہ سرخ کٹہرہ تک جاکر امرا میں داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی۔ وہ چبوترہ پر تین سیڑھیان چڑہا اور تیسری دفعہ کورنش بجا لایا۔ اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس نے اس دربار کو بھی تھیٹر سے تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سٹیج کے اوپر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھہ رہے ہیں +

جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا۔ اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ میرا [illegible] شاہی برادر ہے اوسنے شاہ جمیس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ فارسی ترجمہ اور خط کے ساتھ وہ لکھتا ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے۔ یہ تحفے باجے۔ چاقو۔ کارچوبی سکراف۔ تلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی بھی تھے ان [illegible] مین سے ایک باجا بجانے والے سے بادشاہ نے باجا بجوایا۔ انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی۔ بادشاہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا۔ اوسکو میری صحت کا فکر تھا۔ اوس نے مجھہ سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجون۔ اوسنے مجھہ کو صلاح دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے بے تکلف مجھہ سے پوچھین پہر مجھہ کو رخصت کیا مین اپنی اس ملاقات سے بہت منبسط ہوا [illegible] لوگون نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمہاری ہوئی [illegible]

جب دربار ہو چکا تو جہانگیر پھر شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک [illegible] باہر آیا۔ اوسنے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا۔ اوس کے اندر خود بیٹھا اور [illegible] چلایا۔ اوسنے سر طامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی [illegible] اور تلوار سے آراستہ کرے۔ اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی۔ بادشاہ نے انگریزی یا دریون سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں [illegible] تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے ۔ ۲۵ جنوری ۱۶۱۶ کا خط بنام ایسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینون تک میں اس خیال میں پڑا رہا کہ عہد نامہ کی تیاریان ہو رہی ہیں خرم نے میری خوب مدارات اور آؤبھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ میں تمہارے شخصون کا علاج کرونگا۔ جہانگیر نے بھی میری خاطرداری کی اور فرمانون کو جاری کر دیا کہ خشکی میں تمام راہ داری کے محصول معاف کر دئے جائیں۔ مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے۔ اگر کوئی اونکے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا میں چاہتا تھا کہ ایک عہد نامہ ایسا حاصل کرون جسپر بادشاہ کے دستخط ہون۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہد نامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض میں انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موعود تجارت کو بڑھائینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہد نامہ کو اس سبب چاہتا تھا کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا۔ سفرنامہ رو۔

ان عہد و پیمان میں سفیر انگلستان کو ایک اور دقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار میں جو کام ہوتا اوسکو دربار بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی بناتے جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہو سکتا تھا جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں دفترون سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید بہ زمانہ بن جاتی +

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا۔ یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتون پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا۔ دربار میں جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا۔ اسکا تخت سب کا بنا ہوا تھا۔ وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جمین موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمیں موتیونکی جھالر لٹکتی تھی اور اس میں سونے کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزان تھے۔ دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۴ قدم تھا۔ اسمیں ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے اور اس کے اوپر شامیانہ ریشمی مخمل و کمخواب کا لگا ہوا تھا اور وہ بانس کی چوبون پر ایستادہ تھا اور چوبون

عہد نامہ کے واسطے کوشش کرنا + دربار کے واقعات کا وقائع نویس لکھنا + جشن نوروز

ونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان بنے
ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اس شامیانہ کے
گرد امرا کے شامیانے کھڑے تھے اور ان میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی
ہوئی تھیں - ۱۱ - مارچ ۱۶۱۶ء -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر
اس میں عظمت وجلال نہ تھا ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک
لیب بورو پلیٹ اور کارچوبی سلیپروں کی نمائش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی
تھیں کہ میں انگلستان سے لایا تھا - یہ تصویریں جیمس اول - کوئین این - لیڈی الزبیتھ - طامس سمتھ
اول گورنر ایسٹ انڈیا کمپنی کی تھیں - ۱۲ - مارچ ۱۶۱۶ء +

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزوں کے دیکھنے سے تھک گیا - اہلکاروں نے
چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا - سرخ کٹہرے میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر
سے کی جسکے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رد کے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا -
رانا اودی پور کا بیٹا اوسکے دربار میں آیا تھا - بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا
جہانگیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوسکے سر کو بغل میں لیا - ان سوبات سے
میں ناخوش ہوتا تھا - ہاتھیوں کی موجودات ہوئی - ناچنا گانا ہوا - ۱۳ مارچ سے ۲۲ مارچ ۱۶۱۶ء +

اب میں نے جہانگیر سے عہدنامہ کی درخواست کی اس درخواست سے بڑا ارکین
سلطنت نے یہ ارادہ کر لیا کہ انگریزی سفیر سے عہدنامہ نہ ہونے دیں - اونکو اندیشہ تھا کہ شاید
جہانگیر عہدنامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں جنھیں بادشاہ کے سامنے
کر رہا تھا آصف خان و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر
کو قابو میں رکھا اور آصف خان کو آنکھیں جھپکانے اور فضول اشاروں کے کرنے میں
بے سود تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے
انگریزوں کو تکلیف پہنچائی ہے جب میں نے آصف خان و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

سنکر خیال کیا کہ مین گویا بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اسپنے یہ کہا کہ اسپر مین
آصف خان لرزنے لگا اور سب حیران رہ گئے - بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت
معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہوگیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا +

دوسری طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کردیے
ہین وہ کافی ہین - مین نے عہدنامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا مجھے
جواہر نذر کرینگے مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہانگیر بادشاہ ہے آتے ہین انگلستان
کے جواہرات لئے اوسکے پاس کیسے لاسکتے ہین + جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوسکو میری
بات کا یقین نہیں ہوا - ایک امیر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑکر کہا کہ انگریز سوار تلوار اور چاقون
اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہیں لاتے ہیں اور پرتگیز لعل و مروارید الماس لاتے ہین۔ ۲۶ مارچ
انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو زچ کیا - خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ
باپ اسکا کہین مخالف نہ ہو جائے - آخر کو مجھ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہدنامہ کا مسودہ تیار کرے -
یہ میری دلی تمنا تھی مین نے عہدنامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا - اس عہدنامہ
کی تحریر مین مینے سفیرانہ ذہانت کو خرچ کیا - یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے
بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت رہیگی انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہین تجارت کرین جو بادشاہ
کے لئے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین بادشاہ کے
استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب روکا نہ جائے راہداری کا محصول سب جگہ معاف
ہو - فقط بندرگاہ مین جب انکا اسباب جہاز سے اترے اوسپر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول
لیا جائے اور جو انگریز مرجائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے - اوسکے عوض مین بادشاہ جو چیز
چاہیگا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کردینگے - وہ اوسکے سارے دشمنون کے
زیر کرنے مین مدد و معاون ہونگے مین جانتا تھا کہ اس عہدنامہ مین کوئی بات مستثنے نہیں کی
جائیگی اور اوسپر مہر شاہی فوراً لگ جائیگی - میں اس عہدنامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہین
جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہین - تخمینون کی خاطر جہانگیر اس

مہر کر دیا ۔ مگر خرم اور آصف خان نے بڑی بڑی باری اور اسکو دستخط کر دیئے ۲۶ مارچ ۱۶۲۱ء

اسوقت میرا رکین سلطنت میں باہم نا اتفاقی ہو رہی تھی نہ انمیں

قائم سے نہ انکے خیالات تھے خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی

سے بہتر ہو جاؤں جہانگیر کو سمجھا دیا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں بھیجا لاہور سے بلالے اور اسکی

جگہ خرم کو بھیجے ... ۱۶۲۱ میں ... ہے

... سے ...

اس درمیان ... کچھ کام نہیں کیا ۔ اکثر وہ دربار اور عیش خانہ میں گیا ... جہانگیر

خوش گپی کرنے کو تیار تھا ۔ اسکو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو یورپ سے آیا تھا اور

اپنے مصوروں سے اونکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگر ... کی بڑی ...

وہ یہ چاہتا تھا کہ انگلستان کا گھوڑا یہاں لائے وہ کہتا تھا کہ اگر ... میں ...

جائیں تو ان میں سے ایک گھوڑا زندہ یہاں پہنچے گا اگر ...

اور ... ہو سکتا ہے ... مجھ سے پوچھا ... کہ ...

— اور ہندوستان میں کیسی شراب ... کہ تم کو ... انگلستان میں ...

کیونکہ بنائی جاتی ہے تو اوسکو بنا سکتا ہے ... سفرنامہ رو —

ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اور شرقی ملکوں میں ہوتے ہیں ۔ نور محل کی ایک عورت کی ...

دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا ۔ ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول

کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پاؤں تلے روندا گیا ۔ عورت زندہ بغلوں تک زمین

میں گاڑی گئی اور تین روز تک دھوپ میں سکھائی گئی ۔ وہ جیسے مرنے ...

پاس ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کا نقد جواہر نکلا ۔ (سفرنامہ رو ۔ جہانگیر کے سامنے ...

آئے ۔ تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے ۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا کیا

باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کیے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے

سفرنامہ رو ۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسے مجھ کو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا ...

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر میں درگاہ شاہی میں ملازمت کے لیے آیا - اوسنے
مجھہ سے اخلاص پیدا کیا غالباً اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہوا اوسکو
اپنے اوپر مہربان کرے - پہر سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت
کی تعریف کی - اوسکی گفتگو بڑی مسرت ناک اور پُر نتائج ہوتی تھی - اوس نے رعایا کی غلامی
اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلون کی سلطنت کی افزونی کے باب میں باتین کیں - اوسنے
سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے - نذرون وبھیٹون
کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور قرق کرنے سے آمدنی بڑہائی جاتی ہے وہ خود گیارہ
لاکہہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا - باقی آمدنی کو اپنے پاس رکھتا تھا - وہ جو چاہتا تھا سو
لیتا تھا - اوسکا منصب پنج ہزاری سوار تہا - دو سو روپیہ سالانہ ہر گھوڑے کا خرچ اوس کو
ملتا تہا - وہ صرف پندرہ سو گھوڑے رکھتا تھا - باقی فردوں کی تنخواہ تھی ہزار روپیہ روز اوسکو
بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا - اوسنے کہا کہ بیس ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہیں اور
اور بعض کو مجھہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے - سفرنامہ رو -

۲ ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا - بادشاہ چھہ دفعہ سونے کی ترازو میں تلا - ایک پلے
میں وہ آلتی پالتی مارکے درزی کی طرح بیٹھا تھا - اور سونے سے چاندی سے ریشم سے
کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا - یہ سب چیزیں غریبون مین تقسیم کی گئیں - دوپہر کو
بادشاہ کے روبرو ہاتھیون کی بڑی نمایش ہوئی - بڑے ہاتھیون کو لاٹ ہاتھی
کہتے تھے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتہہ چار ہتنیان اور زنجیرین - گھنٹے اور ساز سونے چاندی
کے ہوتے تھے اوسکے ساتہہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھہ آٹھہ دس ہاتھی
اور ہوتے تھے جنکے اوپر زرین و ریشمین جھولین پڑی ہوئی ہوتیں - ان ہاتھیون کی
بارہ قطارین بادشاہ کے روبرو سے گذرین اور اونہون نے سلام کیا - مین نے ایسا تماشا
کبھی نہیں دیکھا - ۲ ستمبر رو -

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتھہ شراب پی - قانون کے موافق

غسل خانہ میں شراب نوشی +

کوئی شخص جسکے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا - اگر کوئی اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے پٹواتا جشنون میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا رات کے دس بجے جہانگیر نے سررو کو آدمی بھیجکر بلایا - وہ اس وقت اپنے بچھونے میں پڑا سوتا تھا - فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا - جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا - تخت جواہر سے مرصع تھا - امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے - سونے کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے - سب نے شراب پی مگر آصف خان و خرم اور میں نے - جہانگیر نے جو آدمی پیچھے کھڑے ہوئے تھے اونمیں روپیوں کی کشتیاں بکھیریں - اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے لئے نچھاور کئے - آخر کو جہانگیر ایسا نشہ میں مست ہوا کہ سوگیا - روشنی گل کی گئی - امرا غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے - سفرنامہ رو +

اسپر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر بھی ساتھ لے گیا جو مر گئی تھی - جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا جب سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو - اول سفیر نے دینے میں عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی - اور ایک عجیب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے تھے - بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی سفیر نے کہا کہ یہہ تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی - بادشاہ نے کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی میں اوسکو اپنی حرم سرا میں عورتوں میں لے جاؤنگا اوسکی نقلیں اتروا ؤنگا - ان نقلوں کو تمھارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا سفیر نے کہا کہ میں نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو واپس نہ لونگا - جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار سے (تصویر) سے بھی محبت رکھئے - یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا دلاویز ہے +

سفیر اور اوسکی معشوقہ کی تصویر +

یہ ایک واقعہ بھی مغلون زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہوکر معرض عتاب میں آیا تھا اوسنے احکام کی اطاعت نہیں کی تھی - وہ جھروکہ کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا - وہ ننگے پاؤن تھا - اوس کے ٹخنون میں بیڑی پڑی ہوئی تھی - اوس کی سر کی دستار انکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی کو نہ دیکھے - وہ آداب بجالایا چند سوالات اوسسے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی - اوسکی بیڑی اوتاری گئی اور اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا - نئی دستار و کمربند عنایت ہوا - ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک - گجرات کے صوبہ دار کا معزول ہونا +

درگاہ شاہی میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تھا - پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بھیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے مین تامل تھا - وہ بڑا ذی اقتدار تھا - اوسکے بلانے مین یہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بغاوت نہ کرے - جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بھیجنے کا ارادہ کیا - اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا مین رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا - اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا - وہ اوس کو جانے گا کہ یہ زہرآلود ہے - اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا - اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چھاتی مین رکھ لیا - ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا - جہانگیر نے اوسسے انکار نہیں کیا - اس خلعت کو خود گھنٹہ بھر پہنا تاکہ ثابت ہو کہ وہ زہرآلود نہین ہے - عورت نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا - تو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا - ۱۰ اکتوبر سفرنامہ رو - فضیحت محلات شاہی +

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا - خسرو ایک اجپوت راجہ انی رائے کی حراست مین مقید تھا - نورمحل اور آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب اونکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تھا - ایک رات کو جب جہانگیر شراب سے مست تھا تو اونہون نے جہانگیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کے واسطے انی رائے سے آصف خان بدرجہا بہتر ہے - اسی رات کو آصف خان نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ خسرو کو میرے حوالہ کر دو - انی رائے نے انکار کیا - وہ خسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا - خسرو کے برخلاف سازش +

وہ جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تہا +

دوسرے روز انی راے نے جہانگیر سے جو کچھہ ہوا تہا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا کہ مین مر جاؤنگا مگر خسرو کو دشمنون کے حوالہ نہیں کرونگا۔ جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف کو آسمان پر چڑہایا۔ اوسنے انی راے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہیے جواب کیا ہے۔ سات روز بعد نورمحل نے اس باب مین جہانگیر سے کہا اوسنے انی راے کو حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالبًا انی راے کو خسرو کی طرفداری سے یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہین اسے مشتبہ نہ ہوجائے جو اسنے حوالہ کیا۔

درگاہ شاہی مین ہر شخص کو یہ یقین تہا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ خرم یہ کہتے جانشین ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگمون کے ساتھہ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع کیا۔ انہون نے کھانا پینا چھوڑا اور دہمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب جائینگے جہانگیر نے ہرچند کہا کہ مین خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تہا۔ اوسنے نورمحل کو بھیجا کہ اونکو جاکر سمجہائے تو بیگمون نے اوسکو دہمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکھنی نہین چاہتے۔ سفرنامہ رو +

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک مین دور تک پہیلانا چاہتی تہی اسلئے یہان کے رہنے کو واقعات مین لکہا تہا کہ وہ یہان کے حالات سے آگاہ ہوجائے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمین سارے ہندوستان مین کھلبلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت عیسائیون کے واسطے امن ہوگا وہ عیسائیون سے محبت رکھتا ہے اون کی عزت کرتا ہے۔ اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزونکا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیون سے نفرت رکھتا ہے وہ بڑا متکبر۔ جھوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ مین کہانتک صحیح تہا وہ آیندہ دیکھا جائیگا۔ سفرنامہ رو +

اجمیر مین ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے لمورد نے یہ خیال کیا کہ وہ

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لیے کمک طلب کیے ۔ اسکی جلو مین پچاس سوار زرین لباس کمان و ترکش منقش کیے مسلح تہے ۔ اسکے ساتہہ چالیس عدد توپچی اور دو سو پیادے سپاہی بہی تہے دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا ۔ اوسنے جہانگیر کی بے حد خوشامد کی تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا ۔ اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تہا ۔ جب اوسنے تحائف پیش کیے تو طامس رو اونکو دیکہہ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا ۔ اس نذر مین ۲۷ عربی و عراقی گھوڑے نو بڑے خچر ۔ سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے ۔ دو جوڑے فرنگستانی لٹکنون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس تفنگ ۔ پانچ گھنٹے ۔ ایک اونٹ زرین اقمشہ ایرانی سے لدا ہوا ۔ آٹہہ ریشمی قالین ۔ دو لعل ۔ ۱۲ اونٹ انگورون سے لدے ہوئے اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے ۔ سات خنجر مرصع بجواہر ۔ پانچ مرصع تلوارین ۔ اور سات حلبی آئینے تھے ۔ سفر نامہ رو +

چند روز بعد بادشاہ کے ظلم کا ایک تماشا دیکھنے مین آیا ۔ جہانگیر نے ایرانی سفیر کے دعوت کی ۔ حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا ۔ ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے ۔ ہر ایک آدمی نے اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا ۔ واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق کتاب مین داخل کیا ۔ جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یہ یاد نہین رہا کہ مین نے شراب پینے کا حکم دیا ہے ۔ دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اوسکے آگے کیا ۔ اوس نے پوچھا کہ حکم کس نے دیا تہا تو اوسکے کہا گیا کہ بخشی نے ۔ ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بہول جاتا تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیا جانا مناسب گنا جاتا تہا ۔ جہانگیر بہت غصہ ہوا ۔ اوس نے کتاب منگائی اور سب مجرمون کو سزا دینی شروع کی ۔ بعض پر سخت جرمانہ کیا ۔ بعض کو درگاہ شاہی مین کوڑے پٹوائے ۔ کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے ۔ بعض پر لات گھونسے مارنے کا حکم دیا ایک ہین مر گیا ۔ بعض مجروح گھر گئے ۔ سفیر اس سزا سے بری رہا ۔ کسی شخص کا مقدور نہ تہا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ خیر لکہتا ۔

۲۰ اکتوبر ۔ سفر نامہ رو ———— سب چیزین سفر مین جانے

کے لیے تیار ہوگئیں۔ دربار میں خرم باپ سے رخصت ہوا۔ موتی اور الماس لگے ہوئے لباس پہنے ہوئے تہا۔ لشکر گاہ چار میل پر تھا۔ وہ اس کوچ میں بیٹھ کر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہاں بنائی گئی تھی۔ اسکے امرا پیدل اوسکے ہمراہ گئے۔ سارے رستے لوگوں پر وہ چونیاں پہینکتا ہوا گیا۔ دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکر گاہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ محل میں بہت سویرے طامس رو نے دیکھا کہ بادشاہ جہروکہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ دو خواجہ سرا سپر مورچھل جھل رہے ہیں وہ لوگوں کو چیزیں لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری میں لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا ہے اوسکو ایک بڑھیا جو بت کی طرح آراستہ تھی رسّی میں اوپر کھینچ لیتی ہے۔ بادشاہ کی دو ملکہ بھی جہروکہ میں چلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں۔ اونھوں نے چلمن میں سے مجھہ کو جھانک کر دیکھا میں نے اونکی اونگلیاں دیکھیں۔ پھر اونکے چہرے پھر ساری صورت۔ وہ متوسط درجہ کی سفید رنگ تھیں اونکے سیاہ بالوں میں تیل پڑا ہوا تہا۔ الماسوں سے وہ چمک رہی تھیں۔ وہ مجھہ کو دیکھہ کر بہت خوش ہوئیں بادشاہ جہروکوں سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے چلی گئیں۔ ۲۔ نومبر سفر نامہ رو۔

دربار میں جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تھے میں اندر جا کر ہو بیٹھا۔ جہانگیر آیا۔ اور ڈیڑہ گھنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ میں اہل حرم بیجا ہاتھیوں پر سوار ہوئیں۔ یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے۔ تین ہاتھیوں پر مربع عماریاں لگی ہوئی تھیں۔ اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اور اُن پر چھتریاں چاندی کی لگی ہوئی تھیں۔ ا رو

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اترا ایسا شور غل مچا کہ کان بہرے ہوگئے تھے اور توپوں کی آواز بھی اس میں نہیں سنائی دیتی تہیں۔ زینے کے نیچے ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق میں کوئی سفید چیز لایا جس میں بادشاہ نے انگلی رکھی اور پھر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پھر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا۔ یہ ایک نیک شگون سفر کے لئے تھا۔ سفر نامہ رو +

جہانگیر ابنی بہا درانہ پوشاک پہنے ہوا تہا - کمخواب کا کوٹ بے آستینون کے زیب تن تہا
اوسپر ایک کرتہ ململ کا تہا - اُسکی جوتیون مین موتی ٹکے ہوئے تھے - اوسکی دستار مین پر
لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایکطرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تہا - دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمکتا تہا
تھا - بیچ میں مخروطی زمرد لگا ہوا تہا - اسکا ٹیکا موتیون کی لڑیون اور یاقوتون اور
ہیرون سے گتھا ہوا تھا - گلے کے ہار میں تین دوہری لڑیاں موتیون کی تھین - اوسکے
بازوبندون میں الماس کے ہیرے لگے ہوئے تھے - ہر انگلی میں دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا
اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تہا - دونون مین ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تھے
دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تہا جسمین تیس تیر تھے - ر د

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ میں بیٹھا جسمین چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے
ساز سونے و مخمل کے تھے - یہ کوچ ایسی بنائی گئی تہی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تہی مگر کمخواب سے
منڈھی ہوئی تھی اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تہا - بادشاہ
کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے - اور اونمین لعل جڑے
ہوئے تھے - گھوڑے کے سفید بالون کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تہی - بادشاہ
کے آگے نقارے اور ترہیان اور دمامے کے باجے بجتے تہے - اور چھتر اور بہت سے امارات
شاہی عجیب وغریب - نو گھوڑے جلو مین تہے جو لعل و موتیون و زمردون سے آراستہ تھے
تین پالکیاں تہین - ایک سونے کے پترون سے منڈھی ہوئی تھی جسمیں موتی لگے ہوئے تہے
موتیون کے جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی - اور دو پالکیون کے پردے کمخواب کے
تھے - اسکے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تہی اوسکی پوشش و تاری گئی تھی اور اوسکی
جگہ اور سندرین پوشش چڑھائی گئی تھی - جہانگیر نے نورمحل کو وہ دیدی تھی اور نورمحل اوس میں
سوار تھی - جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچون مین سوار تہے - بعد اسکے
بادشاہی بیس ہاتھی تہے جو سونے چاندی مین لپٹے ہوئے تھے - ہر ہاتھی پر بیس پہریرے اطلس اور
دریائی کے پہر اتے تہے - امرا پیدل چلتے تہے - اور عورتین ہاتھیون پر سوار الغصت بیل

پیچھے اسطرح جاتی تہیں جیسے زمین زنجیرون میں طوطے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکر گاہ تھا - سارے رستہ میں چھ سو ہاتھیون کا جلوس جنپر مخمل و کمخواب کی جھولین تہیں - ہر ہاتھی میں ایک توپ ایک توپچی مربع اناری میں بیٹھا ہوا اور اوسکے سر کوٹے میں ایک جھنڈا تھا - سفر پر جہانگیر کا وہ خاص بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کی کوچ سے ایک سنگ پر سوار یا ڈونگہ کوئی سوار نہیں آسکتا تھا - سفرنامہ رو -

حسب اوسی چلن سے کہ یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا - جہانگیر [illegible] جہان خسرو مقید تھا خسرو نے بادشاہ کے آگے آنکر کورنش کی - اوس کے ہاتھ میں ایک [illegible] اور سپر تھی اوسکی تلوار ہی چھاتی تک پہنچی ہوئی تھی - یہ ایک گستاخی بادشاہ کی ناخوشی کی تھی جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہوکر ساتھ چلے - اور ایک ہزار [illegible] کہ جو اوسکو انکو نکہہ دے - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبوراً پیدل چلتے تھے - محل کے دروازہ میں پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑھ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ و خرگاہ عجیب شان و شوکت رکھتے تھے نصف میل کے گرد قناتیں گھیرا کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج و بارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبون کے درمیان کھڑی تھیں جنکے سرون پر پیتل کی برجیان لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار سرخ تھیں اور اندر کی طرف تصویریں بیلکاریوں پر بنی ہوئی تھیں - داخل ہونے کا دروازہ خوبصورت بنا ہوا تھا - میں اول درجہ میں گیا - وہان پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا - نیچے بانات بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا

جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امرا صف باندھے کھڑے تھے جہانگیر اونکے درمیان چلا - اوسنے طامس رو پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش کی جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑھا - اور پانی مانگا اور ہاتھ دھوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

پادشاہی خیمہ و خرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اوسمین مربع صحن ہوتے

خیمین ایک سے دوسرے مین پیوستہ جاتا تھا - اول دربار کا صحن تھا - دوسرے مین غسل خانہ اور دیگر
خیمے تھے - تیسرے مین حرم سرا تہا جسکو محل کہتے تھے - اس حرم سرا کے ایک کونہ مین دو منزلے
خیمے مین - اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل مین جہروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھ کر کہلا ئیں ان
دیکھ سکتے تھے - بادشاہ کی خدمتگاری تاتاری عورتین کرتی تہیں عورتون اور خواجہ سراؤن
اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نتھی - سو

امرا نے اپنے خیمون میں گئے - مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا - عجیب ایک شان و
شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا - یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل مین ایک شہر پیدا ہو گیا - بیس میل میں
اوسکا احاطہ تھا جسمیں بہت سے رنگ جھلکتے تھے شاہی خرگاہ سرخ تھا - اور امرا کے خیمے سفید سبز
اور مرکب رنگون کے تھے سب قناتون سے گھرے ہوئے تھے - اور گھر کی طرح مرتب تھی
انمین دار السلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانیں تھیں - وہان کسی طرح کی بے ترتیبی
نتھی - ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا - خیمون کا سامان دوہرا تھا
ایک لگتا تہا دوسرا اکھڑتا تہا - سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے مین لگجاتے تہے - اجمیر آدمیون نے لشکرگاہ سے ملنے مین تاخیر کی
بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ سیدھے چلے جائین - ۲ نومبر سے ۹ دسمبر تک سفرنامہ رو +

اس زمانہ مین رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی - اول دفعہ ملاقات میں خرم
پریشان خاطر تھا - رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نورمحل پاس یا اوسکی کسی اور
بیگم پاس ہے - دوسری ملاقات مین اوسنے کمخواب کا جبہ مجھکو دیا - مجھکو مجبور پہننا پڑا
جس سے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی - وہ کہتا ہے کہ اگر میں کسی [illegible] تاتاری تیمور کی نقل
اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +

لشکرگاہ میں تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی - ایک دفعہ سو چور کھیتون
مین قتل کئے گئے - ایک اور مقام پر مجھکو اونٹ ملے جنپر قندھار کے تین سو مقتول باغیون
کے سر لدے ہوئے تھے - مغل بادشاہ جیسا کہ عوام رس شہر میں تھا - ایسا لشکرگاہ میں نہیں تھا
کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آ سکتا تھا - جہانگیر ہر روز جہروکہ میں

بیٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا سارا وقت
شکار میں جاتا تھا غسل خانہ مین شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی یہان
بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ ایکدن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو
میں نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا
جہانگیر جوگی سے بغلگیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپئے دئے
اور اوس کو باپ کہا۔ ۱۸ سے ۲۳ دسمبر تک +
بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدھا
فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چوردن اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلون اور پہاڑون
میں رستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑون اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزار ہا
گاڑیان چھکڑے جنگلون میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتین
بے سامان پیچھے چھوڑی جاتی تھیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار
ہوکر پہاڑون میں پہلے پہنچا اور دوسرا جانور وہان نہیں جاسکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہوکر
پہاڑون میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں سرحدون کے
ایک جماعت کو گشت کا حکم دیا کہ سارا اسباب لوٹ لیا اور اونکو مار ڈالا۔ ایک اور جگہ قلعہ کو وہ
بنایا گیا۔ وہان پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو سب طرح کا سامان میسر ہوتا مگر
غربا اور سپاہیون کو اکثر محتاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا ۲۳ سے ۲۶ دسمبر
پہلے اس سے کہ جہانگیر نے سفر شروع کیا ہو۔ نورمحل اور آصف خان نے
اونکو یہ یقین دلایا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن کی اطاعت
قبول کرلیگا مگر یہان سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ
کرنے کے لئے شیعون اور سنیوں میں آپس میں اتفاق ہوگیا۔ اونھون نے سرحد پر ایک فوج
بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسے نورمحل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی
کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی عزیمت بنائیے اور آگرہ کو واپس لوٹ تشریف لے جائیے

جہانگیر نے اونکو منظور نہین کیا اسطرح اونکے جانیمین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا اوسنے خرم پاس لشکر کمک کو
بھیجا آخرکو فروری ۱۶۱۶ سنہ کو بادشاہ اجمیر چلکر چار مہینے کے بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری ۱۶۱۷ سنہ
اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھ عجیب ہین مین نے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی ایرانی سفیر نے ارکان
و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہکر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر بیمار رنجیدہ
ایران کو گیا جن کامونکے لئے وہ آیا تھا انمین ناکام رہا اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین ۲۵ گھوڑے دیے جسکے عوض مین
اوسکو تین ہزار روپئے ملے جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران
کے تحفے لکھی گئی اور اونکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھی گئی جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی
مغل کی فہرست مین بڑی ذلیل چیزین لکھی گئیں جیسے تکڑے اناس کیلے اوسپر بھی ایران کی چیزین زیادہ
تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا محمد رضا بیگ بیماری کا بہانہ بنا گیا آصف خان سے رخصت ہوکر نہین گیا
یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک
مین ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھہ سے بعض سوال خوش اخلاقی
سے پوچھے اور چلا گیا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہے کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا +
اس عرصہ مین ارکان سلطنت سے مین بہت رنجیدہ ہو گیا جہانگیر نے اقرار وثیقہ کیا تھا کہ انگلستان سے جو تحائف آئینگے
اونکو نہ کوئی روکے نہ کوئی اونکو کھولے مگر خرم نے اونکو روک لیا جہانگیر نے تحفون کے صندوق منگائے خرم نے اونکو
بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لی بہت سی چیزین اوسنے لے لین کہ وہ اوسکے لئے
نہین آئی تھین رو غسلخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا جہانگیر نے کہا کہ تم کچھ تمہارے لئے بھلا کیا جائیگا
مین شاہ انگلینڈ کے ساتھ سب ست کام کرونگا مگر مین نے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی جہانگیر نے بہت شراب
پی لی وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہودیونکا محافظ ہون پھر وہ رونے لگا اور بہت بدمزہ نہین
کیا غسلخانہ مین آدھی رات تک جلسہ ہا ندبہتر حاشیہ ور چڑھا یا گیا ہے کہ وہ ولیعہد کی مدارات سے ناخوش ہوا
اور اوسکو میرے پاس معذرت کے لئے بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود عیسائیون اور مسلمانونکی شریعت کے بابمین مباحثہ
کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ایسا مہربان ہوا کہ اوسنے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصاری
و مسلمان اپنے تئین مبارکباد دین کہ مین کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا وہ مجھہ سے محبت کرتے ہین

مین اونکی حفاظت کرتا ہون۔ اوس نے مسٹر ٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی ـ
یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو۔ ۱۱۔ مارچ ۱۶۱۷ء ـ

مارچ مین لشکر شاہی نامو قلعہ مین آیا۔ یہان ایک درسازش کا گل کھلا۔ نور محل کی ایک بیٹی پہلے خاوند سے تھی۔ وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین۔ اب وہ اپنی بھتیجی ممتاز محل کا خیال چھوڑ دیا تھا۔ وہ خرم سے بیاہی تھی خرم نے خانخانان سے صلح کرلی اور اوسکے پوتے سے نکاح کرلیا جس سے نورمحل نہایت رنجیدہ ہوئی۔ اور اسنے خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرادیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ رو

خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن مین فتحیاب ہوا یہ فتحیابی اوسکو سازشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے ملک عنبر حبشی تھا جسے حسد و عداوت پیدا ہوئی اونھون نے بالطبع اوسکے معاملات سے ہاتھہ اوٹھا یا۔ خرم نے ایک عنبر کو شکست دی اور احمدنگر کو فتح کرلیا خرم فتح سے خوش وخرم مانڈو گیا جہانگیر نے نہایت گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی اوسکو شاہ کا خطاب ہوا۔ شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا۔ نورمحل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا سفرنامہ رو

اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہدنامہ حاصل نہ کرسکا۔ لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے مین نے جو صوبون کے حکام کی شکایتیں کیں اس سے میرے دشمن وہ ہوگئے۔ مین اسسے واقف تھا اوسکے اسباب کی توجیہہ یہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کرکے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے۔ وہ ہندوؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ٹیکس ادا کرے اسلئے اونھوں نے مجھہ کو جاسوس جانا۔ رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانہ میں مغل انگریزون سے جو نا پڑھے تھے اہل ایشیا سے انگریزون کی خلقت و جبلت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت و ذلت اونکی طبیعت کا ایک جزو غیر منفک ہے۔ بعض ملاح بندوقچی سورت کے قریب خشکی مین اترے بعض تنبی نا

ملاحون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہیں یہ اونکی دہمکی بیہودہ تھی مگر مغلون نے ڈرکے مارے
مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔ افواہ اوڑگئی کہ انگریزون نے گوا لے لیا اور ایک بیڑا
انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ طامس رو مخفی جاننا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت
خبر کم ہوگئی پھر وہی پہلی سی باتیں ہونے لگین +

دفعتہ انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکّے ملکہ حج سے واپس آتی تھی کہ اوس کے
جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کرلیا۔ اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھڑا دیا۔
امراء شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اوسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری
قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو۔

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سحر کا سا اثر
پیدا کیا کہ آصف خان انگریزون کا دوست ہوگیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر قرض آتا تھا
وہ سب وصول ہوگیا۔ کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہوگئی۔ مگر پہر بھی مغلون اور انگریزون
مین خاصی دوستی رہی۔ ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ رو کا دورہ ختم ہوا ۱۶۱۹ء مین وہ ایران
کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑگیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہ ہی کے ہاتھ
مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہیں کرتا ہر جگہ لڑائی کی
سی لوٹ مار رہتی ہے۔

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا دربارس تھا۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے
جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین وہ ۱۶۰۸ء
مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا۔ جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا
مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ دار مقرب خان
سورت مین آیا اور اوسنے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین۔ پرتگیزون نے ہاکنس کی ہر طرح
کی مخالفت کی۔ اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ مچھیرون
کا بادشاہ ہے۔ اور گریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے انگریزی

کشتیان پکڑ لین مگر اونکو ہیکٹر پر حملہ کرنے کی جرأت نہوئی آخر کار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر
اُلٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہیکٹر چلا گیا تو مقرب خان نے اس اسباب کی قیمت دینے
سے انکار کیا جو خریدا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لیئے پہرہ چوکی مل گیا۔
جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تھا۔ اوسکی ہر ایک خواست کو منظور کر لیا سورت مین انگریزون
کو تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ اور اوسنے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہین
کریگا اور محصول نہین لے گا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چارسو سوارون کا سردار کردیا اپنے محل مین
سے ایک گوری عورت کو مصطباغ ڈلا کر ہاکنس سے کہا کہ اوسسے نکاح کر لو۔ مگر اوسنے انکار کیا
اور ایک آرمینی عورت سے شادی کرلی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری
کے وسیلے ہوا۔ دو برس تک وہ یہان رہا اور ہر روز بادشاہ کا حاضر باش رہا غسلخانہ
مین جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور روس کے بادشاہون کے بابت مین
ہزارون سوالون کے جواب دیتا تھا۔

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ نہین دیتا اور انگریزون سے جبر اور تعدی
ستم کرتا ہے۔ اوسنے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بنا کے کہ بادشاہ کی نظر ہی اوس کو بھیجون گا
اپنے پاس رکھا ہے۔ مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اوس کا
سارا اسباب قرق ہوا۔ مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے
عہدہ پر بحال ہوا اور اوسنے اقرار کیا مین گوا سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت
کرنا منع ہو جائے۔ اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا کہ
اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہو جائینگے
جہانگیر متنبہ ہوا اور اوسنے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کو منع
کیا۔ ۱۶۱۱ء مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی صحبت مین
ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھکر انگلستان بھیجین کہ جہانگیر کی سالانہ
آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسی ہزار روپیہ روزانہ وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون آگرہ ۔ دہلی ۔ لاہور ۔ اجمیر کے جمیع خزانون مین جمع رہتا ہی ۔ ہزارون ہاتھی گھوڑے ۔ اونٹ خچر چیتے ۔ باز شکرے کبوتر اور خوش الحان پرندا وس پاس ہیں ہزارون شہر بھینسے شکاری کتے بندوق ہیں ۔ ایک گھنٹے مین پچیس ہزار سپاہ جمع کرسکتا ہے ۔ ایک ہفتہ مین اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کرسکتے ہیں ۔ اسکے دربار اور شہر مین پچیس ہزار افسر ہین وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص اوسکے روبرو آتا ہے اوسسے نذر لیتا ہے ۔ نوروز اور سالگرہ کے جشنون مین امرا میں سے ہر ایک کو یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشوں پر فوقیت رکھے صوبون کے صوبہ دار بادشاہ کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبوں کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہین امرا اکثر دربار شاہی مین بلائے جاتے ہین اور وہان وہ خود روپیہ دینے کے لئے دبائے جاتے ہین ۔ بادشاہ سب کا خداوند ہے اوس کی مرضی قانون ہے یعنی قلمرو مین ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے ۔ وہ اپنی خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہیں تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم ایشیائی مورخون سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب وخصلت کے باب مین جو اوسنے تحریر کیا ہے اوسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے ۔ بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رخ اپنے خلوت خانہ مین ایک پتھر کے تخت پر بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے ۔ اوسکے پاس آٹھ لڑکی تسبیح ہے ۔ ہر ایک لڑ مین چار سو دانے ہیں یہ دانے موتیوں ہیروں لعلون زمردوں اور اور جواہرون کے ہین ۔ اونکے امام پتھر کے ہین جنپر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے ۔ پھر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر صبح کو ہزارہا آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین ۔ اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتون مین رہتا ہے ۔ پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون اور جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہیں ۔ پھر تین بجے گھڑی مین تمام امرا اسلام اونکے جو بیمار ہوتے ہیں حاضر ہوتے ہین ۔ اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے اور

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین - امرا عظیم سنگ کٹہرہ مین داخل ہوتے ہین اور باقی آدمی اسے باہر کہڑے رہتے ہین تین سنگ کٹہرا تین سیڑہیون کے اوپر لگا ہوا ہے - ان سیڑہیوں سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہیں - ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا انتظام اور اونکی ترتیب بعض افسر کرتے ہیں - ہر روز کچھ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے پھر وہ اپنے عبادت خانہ میں جاتا ہے - جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے - اوسکے بعد خاصہ طعام تناول کرتا ہے - اور شراب پیتا ہے - پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے - وہان امرا جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے - یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے یہ وہ معتاد ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے - پھر وہ سوجاتا ہے اور سب آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہیں - جب دو گہنٹے سو چکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہیں - اور کھانا نوکر اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہیں وہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا - اسمین رات کا ایک بج جاتا ہے - پھر باقی رات کو وہ سوجاتا ہے - اس ہنگامہ مین بہت سے کام کرتا ہے مگر وہ ہوشیار رہتا یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہیں - بہت سے وقایع نویس ہوتے ہیں جو سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھ باتیں ہوتی ہیں وہ بھی لکھتے ہیں - جب بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بعید زمانہ تحریر ہوتی ہے -

جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو دو میناروں کے درمیان لٹکی ہوئی ہے اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہیں - اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے - زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی بھیجتا ہے کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے - ہاکنس نے یہی لکھا ہے کہ ابتدا سلطنت میں سارا ملک چورون اور رہزنون سے بھرا ہوا تھا کہ کوئی شخص بے حفاظت کے سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا تقریبًا سارے آدمی باغی ہو رہے تھے - بعد ہاکنس کے سر طامس رو کا زمانہ آتا ہے +

وہ اپنے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ کے روزنامچے مین لکھتا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار مین گیا

اسوقت بادشاہ سلامت دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے لوگون کی فریادسن کر داد دے تحائف لے۔ اورون کو دیکھے اپنے تئین دکھلائے۔ یہان اسکے دربار کا حال لکھنا مناسب ہے۔ بادشاہ کی خلوت سرا مین کوئی سواے خواجہ سراؤن کے نہیں جاسکتا تھا اور یہان تاتاری عورتین ہتیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھین اور یہی عورتین مجرمون کو سزا دیتی تھین بادشاہ ہرروز جھروکہ مین بیٹھکر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے دروازہ کے آگے میدان کو دیکھتا تھا۔ دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتیون کو دیکھتا تھا اور کٹھرہ کے اندر امرا اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرا مین سونے جاتا تہا۔ بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا پھر رات کا کہانا کھاکے آٹھ بجے رات کے وہ غسل خانہ مین آتا تھا جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا بعض اوقات تخت سے نیچے کسی کرسی پر بیٹھتا جسمین سواے اول درجہ کے امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا۔ یہان خوش اخلاقی سے وہ بڑی باتین کرتا تھا۔ ان آخر دو مقامون کے سوا مہمات معاملات و مقدمات کا فیصلہ کہین اور نہ ہوتا تہا۔ وہ سب لکھا جاتا تہا دو شلنگ (ایک روپیہ) خرچ کرکے جسکا جی چاہے یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کو جو کونسل میں شریک ہوتے تھے ہر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین و فیصلے) اخبارون کی طرح مشتہر ہوجاتے تھے اور اوباش بدمعاشون کو اونپر بدگوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ یہ کام بادشاہ روز کرتا اس مین ذرا تغیر نہین ہوتا سواے اسکے کہ بیماری بدمستی اسکی مانع ہو۔ یہ بات معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایکدن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اوسکی کوئی معقول وجہ نہ بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہوجاتی۔ دودن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہیں ہوتا جبتک کہ آدمی اور دروازہ کے اندر داخل ہوکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اورون کا اطمینان خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کیلئے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور رذیل سے رذیل آدمی فریاد کرسکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق کرتا ہے

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پانوٗن تلے مسلتے ہوئے انہین دیکھتا ہے غرض جیسی ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سکرڑی عدالت کا دال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہو جاتے بڑے مجرمون کو پھانسی ملتی تہی سر اوڑائے جاتے تھے۔ زندہ کھالین کھچوائی جاتی تہین۔ ہاتھیون سے پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتون سے پھڑوائے جاتے تھے۔ سانپون سے کٹوائے جاتے تھے اور جکھمون مروائے جاتے تھے اس طرح جان ستانی پر سر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہی کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اوسکو عزیز تھی اور انار کے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا۔ باپ نے اس قصور معاف کرنے کے لیے وعدہ کیا۔ بیٹے نے باپ وعدہ پر اعتبار کر کے اطاعت اختیار کی غسل خانہ میں باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرم سرا مین لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش مین آنکر بیٹے کے ایسے تھپڑے مارے کہ وہ گر پڑا۔ اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے میرے وعدہ پر یقین کر لیا مری صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے۔ اسکا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے ۱۶۲۶ء مین ہندوستان مین سفر کیا۔ وہ اشراف خاندانی انگریز تہا اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی ننہتے شیروں سے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تھے۔ بہت سے اونمین مارے جاتے تھے۔ زخمی آدمی اسلئے مار ڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر بہت التفات کرتا تہا۔ وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہو گیا اوسکی ماں نے ڈاکٹر کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا اور ڈاکٹر سے کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھا کے لے جا۔ اس فرانسیس کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سر طامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیونکا بڑا حامی تھا اور اوسنے ایک بیوی کے سوا کوئی دوسری بیوی نہیں کی - خسرو تو غیر مسلمانون کا اور جہانگیر مسلمانون کا سرگروہ تھا جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوسنے باپ کی طرح پرتگیزون کو حکم دیدیا وہ جرچون وسکولون کو اپنے قایم کرلین اور جہان چاہیں وہان وعظ کرین اور جو چاہین لوگ عیسائی کرلین - پادریون کی باتین جہانگیر نے یہانتک سنین کہ اونکو یقین ہوگیا کہ وہ عیسائی ہوگیا جس حد پر باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذرگیا - اوسکے دو بھتیجے دانیال کے بیٹے عیسائی ہوگئے تھے اور آگرہ مین اونکا اصطباغ ہوا - اور اونکی سواری اسطرح گرجا مین گئی کہ وہ ہاتھی پر بیٹھے اور تمام عیسائی جو ساتھ سوارون کے قریب تھے اوسکے ساتھ ہوئے - ہاکنس انکا کپتان بنا اور سینٹ جارج کا علم اوسکے ہاتھ مین تھا وہ انگلستان کے اعزاز کے لیے سب سے آگے چلا +

اس محل مین ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے - مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس سبب سے عیسائی مذہب پر التفات کرتا تھا کہ عیسائی مذہب شراب و سور دونو رکھنے پر مجبور کرتا تھا - سور کے گوشت کھانے کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تھا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے - بر خلاف توقع یون حل ہوگیا کہ شاہزادون نے پادریون سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتین نکاح کے لئے تلاش کیجئے - وہ عیسائیونکی طرح اونکو بیاہنے اور اونکے ساتھ عیسائیونکی طرح رہنا چاہتے تھے پادری اس درخواست سے ہیبت زدہ ہوئے اونھون نے شاہزادون کو متنبہ کیا شاہزادون نے صلیب پادریون کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہوگئے - یہ معلوم ہوا کہ جہانگیر نے اونسے یہ درخواست کرائی تھی وہ پرتگیز عورتون کو اپنی حرم بنانا چاہتا تھا - سر طامس رو کا خط بنام آرچ بشپ کنٹربیوری مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد مین آگرہ مین تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے - فرنگی کا اطلاق ان سب مرد آدمیون پر ہوتا تھا جو یوروپ (فرنگستان مین رہتے تھے) جہانگیر ساری رات فرنگیون کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان روزہ رکھنے سے مجبور تھے فرنگیون کے ساتھ مے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت مین ہوتے تھے تو اونکو شراب زبردستی پلائی جاتی تھی +

بتور کے قریب سر طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء میں اگرہ مین آیا تہا - اوسنے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا حال عجب طرح سے لکھتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۵۳ سال کی تھی اوسکا رنگ نہ سفید تھا نہ کالا گندمی تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کرون ہے اور ہر کرون ۵ شلنگ کا یعنے (۲ اکرڑہ روپیہ) کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن مین تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت جسمین وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو - ہفتہ مین دو دفعہ ہاتھیون کی لڑائی دیکھتا ہے - طامس کوریٹ اس بات کو اپنا فخر سمجھا کہ اجمیر مین وہ ہاتھی پر بیٹھا جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت مین جو انگلستان سے آدمی آئے اونمین مسٹر ٹیری چپلین (پادری) تھا وہ لکھتا ہے کہ مسلمانون مین سوا کمینون کے کوئی ایسا نہین ہے کہ ہمارے شفیع عیسی مسیح کا نام ادب و تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں اور کہتے ہین کہ اوسکی برابر بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کیے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہین مگر اون کو ابن اللہ ہونے کی وجہ نہین معلوم اسلیے اوسپر ایمان نہین لاتے - باوجود اسکے اکثر مسلمان عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنون مین کھاتے ہیں جنمین ہم کھائین - سر طامس رو نے ۱۲ اگست ۱۶ء تک کے سفرنامہ مین لکھا ہے کہ جمال الدین حسین نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمین وہ میرے ساتھ کھانے مین شریک تھا لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو مین جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمال الدین حسین کی مین نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا لیکن اوس نے اوس کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اوسنے یہ کہا کہ تین چار رکابیان کھانے کی میرے گھر بھیجدو مین اونکو اپنے گھر مین پوشیدہ کھاونگا +

چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت مین انگریز اور اور اہل فرنگ بہت سے اوسکے دربار مین جمع ہوگئے تھے

اور اون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھہ لکھہ کر اپنے اہل وطن کو
اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اونکو جمع کرکے چھاپکر مشتہر کیا۔ گو اونکے بیانات
اختلافات ہین اور ایک ہی فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہین۔ مگر انگریزی
مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکہتے ہین اور اونکے بخلاف
جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین۔ ہم نہین مانتے
ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے
ہین۔ جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھہ سکتا ہے اوسکو بہت
کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ان تک اوسکی
رسائی ہو اسکو اتنی مہلت و فرصت نہین ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مقدمات بہم علم حاصل
کرے جس سے استقراء درست کرسکے اور نتیجہ صحیح نکال سکے خصوصاً جب کہ اسکا مذہب
اور زبان غیر ہو۔ مذہب اوسکو ایک آنکھہ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کسی بات کو
سمجھنے نہین دیتی۔ جب ایسی حالت مین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت ان تاریخون
کے جو کسی ملک کی وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہون وقعت
نہین رکھتا۔ ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ بڑی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے
زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اس طرح خوشامد کے مارے جھوٹی
باتین لکھنی پڑتی ہین۔ مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے۔ لیکن جیسا
کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا حال ایک
زمانہ کے بعد لکھیں تو اوسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی۔ غرض
کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے جائین
ان مسافرون کے سیاحت نامے چندان وقعت نہین رکھتے۔ جب تک کسی مسافر کے بیان
کی تصدیق یہ تاریخین نہ کرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +
انگریزون اور خاص کر سرطامس رو نے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتین لکھی ہین کہ لوگون نے

مجھ سے کہا کہ کسی اور سفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہین کیا - ان مین سے کسی ایک بات کا پتا
بھی مسلمانون کی تاریخ مین نہین لگتا - سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ مین نہین جہانگیر
کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہین کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب اس [illegible]
سفارت عظیم کا حال نہیں لکھا مگر اور مورخون کو کیا ہوا تھا جو انھون نے اسکا نام تک نہین [illegible]
اسّے مسلمانون کا مغرور ہونا ثابت کرتے ہین - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین انگلستان [illegible]
سفارت ہی نہین سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران
و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہے اسکو لکھتا - سفیر بادشاہ کے لیئے بیش قیمت تحائف
نہین لایا تھا سوا اسکے وہ تجارت کے باب مین عہد نامہ چاہتا تھا - ان دونون باتون نے سفارت
انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہان اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم
کل ہندوستان پر مسلط ہوگی تو وہ اس سفارت کے نتائج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے [illegible]
کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اوسکے حالات کو [illegible] یادگار [illegible] سر طامس
نے اپنے اعزاز و احترام کو [illegible] - وہ ایک [illegible]
ڈھنگ کا تھا - بادشاہ اور امرا [illegible]
مشغول کرنے کے لیئے اور اوسکا تماشا دیکھنے [illegible]
حکایت یاد آئی - [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] مولوی صاحب [illegible]
مین شاہ صاحب [illegible] صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان [illegible]
صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے یہ کیونکر جانا - اونھون نے جواب دیا کہ کمبل پوش
سفرنامہ مین جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہان کے بڑے بڑے امیرون نے اور [illegible]
آدمیون نے کی یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتون کا سبب
مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کمبل پوش ہاتھ سے کھاتا تھا یہ انگریزون کے لیئے ایک تماشا تھا کہ آدمی
بندر کی طرح کھاتا ہے - اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتین ہوتی تھین - فرنگیون کی خاطر داری

کے ایسے ہی ہندوستان میں بھی اسباب ہونگے۔ انگریزوں نے جو جہانگیر کے خصائل و رعیت کی بدنظمیوں کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر لاعلمی سے مت سرطامس رو ان سڑکوں پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن میں واقع ہیں ان میں سے ایک ملک ابھی فتح ہوا تھا۔ اور دوسرے ملک میں لڑائی ہو رہی تھی۔ ایسی حالت میں اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا اسپر سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہو سکتا ہے۔ کیا اسسے وہ سڑکیں جنپر جہانگیر نے دو رویہ پھلدار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ مٹ جائینگے غرض میں نے جو انگریزوں و فرنگیوں کے بیانات اوپر نقل کیے ہیں انہیں سے زیادہ تر مسلمانوں کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں انہیں سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ نہیں دیتی +

# جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت میں کرامت اولیا کا دخل تھا۔ راجہ بہارا اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لئے اجمیر میں حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہاں اپنے گوہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہاں شیخ سلیم کے گھر میں جہانگیر پیدا ہوا۔ اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود بینی اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا۔ اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اسکی تعلیم خام رہی۔ اسکی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اسنے نہیں لکھا کہ میں کسی کتاب سے مستفید ہوا ہوں۔ خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجاریاں کیں جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہرچند بہت صلاح کاروں نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکۂ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک مین بیان کرتا ہے کہ مین نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدائے مجازی سے ہنگامہ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہون۔ گو باپ کی زندگی مین اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھون روپیہ خرچ کرکے بنوایا۔ ایکدفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت میں رہا کہ بسبب چشم نہ جاسکا۔ جب وہ خسرو کی مہم مین مصروف رہا تو اوسکی غیبت مین معمارون نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا۔ جب وہ آیا اور اوس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتین جو ناموزون تھین ڈھلوائیں اور اپنی مرضی کے موافق اونکو بنوایا۔ بیس برس میں یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے ÷

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوسکے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا۔ جہانگیر اوسکی نقل تھا۔ اس مین بہت سی خوبیان باپ کی پائی جاتی تھین۔ وہ اپنے قدیمی نوکرون پر مہربانی کرنے مین اور اونکے بڑے بڑے قصورون کے معاف کرنے مین دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کرکے اون پر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنون کے ساتھ جنگ و پیکار مین اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی۔ اوسنے اپنی توزک مین باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائیں لکھی ہیں وہ اسکی فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپ کے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے انکی پیروی میں کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہون نہ کوئی بدآدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہون

خیر محض اور شر محض دونو معدوم۔ اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا شخص کرنا منظور ہو کہ
نیک ہے یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کرکے دونو کو میزان
عقل سے تولین جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب میں نیک و بد ہونے کا حکم لگاے
نہ یہ کہ اوسکے برے کاموں کا انتخاب کرکے اوسکے بد ہونیکا فیصلہ کر دیا اور پھر اوس کے
نیک کاموں کو بھی اتفاقی اور مکاری کا بتا دیا۔ اسلئے میں جہانگیر کے ظلم و عدل کے کاموں کو
لکھتا ہوں جسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہیں اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے
جہانگیر پر جو ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرموں و باغیوں و بے وفا نوکروں کی
ایسی بری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جس سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے جیسے
دار پر کھینچتا۔ ذبح کراتا۔ زندہ کھال کھچواتا۔ زندہ جلاتا۔ ہاتھیوں کے پانوں تلے مسلواتا۔ جلاد اور
اور سنگ باڑون کے ساتھ کھلواتا۔ ایک عورت کو اس جرم میں کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلوں تک
زندہ زمین میں گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ میں سکوایا جس سے وہ چوبیس گھنٹے میں
مرگئی۔ ایک امیرزادہ کو اس قصور میں کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال ادھڑوائی
بعض باغیوں کے سرغنوں کو گدہے اور بیل کی کھال میں سیکر تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ
بادشاہ شکار کی شست لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ میں تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سے
کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اوسنے غصہ میں آکر ایک آدمی کو مروا دیا دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر
شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چار سو ہمراہیوں کو بوضع عبرت مروا دیا اور سرغنوں
کی جان بری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعوں پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ
پر واجبات سے ہوتا ہے اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا
دشوار ہوتا ہے۔ ہر زمانہ میں جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا
کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیوں کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کریں جیسے
اس زمانہ میں پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشوں کو لٹکتے ہوئے لٹکا دینے سے
عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں جان ستانی سے عبرت

ہوتا اون جو آدمیون کی کھوپریون کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جس طرح اوپر بیان
ہر دئے ہمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان
لینے اور ستانے کے طریقون مین ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے لباس اور کھانے میں
پاکر دیکھنا تعصب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو برا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے
کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین میں مردہ کے گاڑنے کو جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا
جتنی باغیوں و مجرموں کی جانیں اوسکے زمانہ میں تلف ہوئی ہیں کمتر کوئی عیسائی اور مسلمان
بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام جو کہ اوسپر لگایا جاتا تھا کہ اوس نے
شیر افگن خان کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یون وہ مرا تو آخر کو
اوس کو قتل اسلئے کرا دیا کہ اوسکی بیوی مہرالنسا سے خود نکاح کرے۔ اس سے زیادہ جھوٹا الزام اوسپر کوئی
نہیں لگ سکتا۔ کیا جی سے اچھے مسلمان بادشاہ کو کوئی ایسا نہیں ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان
کی جان اسلئے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے اس واقعہ کے لئے کوئی تاریخی شہادت
مستند و معتبر نہیں ہے۔ نہ توزک میں اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ میں وہ مذکور ہے
اکثر مسلمان مورخ شیعہ مذہب رکھتے تھے اور بعض سنت جماعت والے تو نہیں بعض حضرات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی کے
سبب سے مذہب کے بادشاہ کی نیک نامی کو انگلی لگا کر برائی ایسی لگا دیتے ہیں کہ نیک نام سنگین الزام وہ ہو جاتا
مدتوں بعد یورپ مورخون نے رمز و کنایہ مضمون جہانگیر کی نسبت گڑھ کر لکھا ہے اور اوسکے بہ تحریر تحقیق
کے خلاف معلوم ہوا ہے کہ شیر افگن خان کا سارا کنبا اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا
گیا۔ مگر نورجہان چار برس تک سلطان رقیہ بیگم مادر سبتی جہانگیر پاس رہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خان
کو نورجہان سے نکاح کرنے کے لئے قتل کرایا۔ تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا عقد کیوں نہ کیا
جب جہانگیر نے نورجہان سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چونتیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے
کہ حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا۔ اس بادشاہ میں سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ
اپنے ذاتی حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام
آسودگی کا خواہان تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پھیلا دیا اوسکے

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون [illegible]
کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانورون کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی [illegible]
کردیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ مین رعایا پر عدالت کے ساتھ حکومت کرون۔ [illegible]
جسپر وہ دل وجان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ مین تم کو کاروبار سلطنت کا [illegible]
دیتا ہون مگر تم کبھی میری عدالت مین مداخلت نہ کرنا مین اوسکو نہ سنونگا۔ اوسنے تخت پر بیٹھتے
ہی دوازدہ احکام وقوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش وخرم [illegible]
سکتے ہین یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہے بعض مخالف کہتے ہین کہ یہ قوانین فقط کاغذی
عمل تھا اونکی عمل درآمد نہین ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کرلی جائے تو بھی فقط اس کاغذی عمل
سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون مین مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے
عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو بتلاتا ہے۔ ایک حکم خیر و
خوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپ نے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہین کہ انگریزی
مورخ کیون اسکو اکثر فروگذاشت کرتے ہین اور اوسکی داد نہین دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا
نہ بنائے جاین نہ بیچے جائین اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا۔
اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتون کے لڑکے بالے ہون وہ ستی نہ ہونے پائیں۔ رعایا کے
دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا۔ ایکدفعہ تہوڑے دنون مین زمین کے خراج کی معافی
چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امراء سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی وسخاوت
زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالون مین سرکاری آمدنی صفر ہوجائیگی تو جہانگیر نے اونکو جواب دیا
کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے مانع امراء سلطنت ہوتے ہین اونپر
واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کرین جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ مین لوگون کو
لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تھا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا خسرو کے ہاتھ کا
رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش مین تھا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر
نے گھوڑون کو پوری قیمت دیدی +

اجمیر مین تین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا - اوسنے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسایش و آرام کے لئے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا - پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے سوا عیش و عشرت و مسرت کے کامون کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا - باغون میں گل گشت ہوتی فوارون کی سیر دیکھی جاتی - امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا - اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا - جمعہ کے روز بادشاہ کے روبرو ہزار بچے و بچاے مسلمان بلائے جاتے اور اونکو سب قسم کے کھانے اونکے حسب حال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائین اور اونکو وہی کھلانے کا حکم دیا جاتا جسے وہ زیادہ کھائیں (وہی بھاوڑہ طعام مشہور ہے اوس کے سبب سے آدمی سودا یا کھا جاتا ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرین - یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکھٹے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ دیا جاتا - یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی - دوشنبہ کو نوجوان امرا کے ایک گروہ کو تیر اندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا - اور نادعلی سے حافظون کو بہت کچھہ نذر کیا جاتا - سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتے و لوھڑیون کا و خرگوشون کا شکار کھیلا جاتا - جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتیں - ہاتھیون اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین - اور مجرم قتل کئے جاتے - چہارشنبہ کو بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوس کے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک لڑکی کا انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا - اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا تھا - اوس دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قید خانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو کوڑے لگوائے جاتے تھے - کسیدن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا تھا اور دو پہر سے آدہی رات تک رعایا کے استغاثے سنا کرتا تھا +

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے تاریخ مین نقل کیا ہے کہ کبھی شراب میں فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی کبھی شراب مین ہی افیون بڑہائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ می نوشی میں اپنے سارے بزرگون پر

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب متانہ نوشی کرتا تھا مگر اوسکے ساتھہ ا[و]
اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا سگر جہانگیر ہمیشہ شر[اب]
پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا۔ اس شعر ۔

هر گناهے که کنی در شب آدینه مکن ۔ تا از صدرنشینان جهنم باشی

کا مصداق نہوتا تھا۔ حضرت ہمایون نے افیون کھائی اس حد پر پہنچائی کہ اپنے کامون کو ہمایون[ی]
سے افیونی بنایا۔ حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب و افیون کے مزے لئے۔ مگر حکیمانہ اونکی کسی مضرت
کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اوٹھایا۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا
اوسکے بھائی عبدالحکیم اور دو بیٹون مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانین شراب کی نذر کین
اور جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزون کو شراب
نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہون کے عہد مین شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے
و بیچنے کے باب مین تھے چھچھورے ہوگئے اور اون میں وہ زور نہیں رہا جو پہلے تھا۔ الناس
علے دین ملوکہم کی وجہ سے امرا غربا مین بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا۔ اوسنے اپنی توزک مین
لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے جنمین سے مین نے اپنے ہاتھہ سے
۱۷۱۶۷ شکار کئے۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے
اوسنے توبہ کی کہ مین کسی جانور کو اپنے ہاتھہ سے نہیں مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس
تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا۔ یہہ توبہ
شاہی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری کے باب مین جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اغیا کے بیان سے کانون کے ذریعہ سے
دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھون کے طفیل سے دلکو خوشی ہونی
چاہیئے۔ کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر
نہ کھچواتا ہو۔ راجہ نہیر اس پاس ایسا بیمار ہوکر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہو گئی تھی اسکی

مصوری و نقاشی +

تصویر کھچوائی - خان عالم کو اپنا سفیر بنا کے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھ بشنداس مصور کو کردیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھینچ کر لائے تصویر خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ میں لکھا گیا خان عالم ایران سے صاحب قران کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام مالا مال کر دیا - بادشاہ نے اپنی تصویریں بھجوا کر اپنے دوستوں پاس بھجوائیں - وہ توزک میں لکھتا ہے میں نے تیز دست سنگ تراشوں کو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی ... کی تراشیں جنمیں انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو ... آئیں تو میں نے حکم دیا کہ آگرہ میں باغ پائیں میں جھروکہ ... ایک نئی بات ہو کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤن کے بت بنوا کے ...

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا - طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا ... رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تھا - یہ اوسکی پہلی غزل ہے -

| | |
|---|---|
| من چہ گویم کہ تیر عشق بر جگر رسد | تا چشم ... |
| مستانہ می خرامی دست تو ... | اسپند ... |
| در وصل دوست ... | داد از ... |
| مدہوش گشتہ ... | فریاد از ان ... |
| وقت نیاز و عجز جہانگیر ہر سحر | الحمید آنکہ شعلہ نور اثر رسد |

ایک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا -

| | |
|---|---|
| بگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق | یک زندہ کردن تو ... |

وہ لکھتا ہے کہ میری طبع موزون ہے کبھی بالضرورت کبھی بے اختیار کوئی مصرع یا رباعی بیت کہہ دیتا ہون - اوسکی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ -

| | |
|---|---|
| از من متاب رخ کہ نیم بے تو یک نفس | یک دل شکستن تو بصد خون برابر است |

اسیر احمد مہرکن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب گر بہ پیر مغان تترس — یک خم شکستن تو بصد خون برابر است

خانخانان کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تہا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تہے تین سال جلوس مین اوسنے اپنے ہاتہ سے انکو پچیس ۲۵ ہزار روپیہ اور ایک لاکہ پچانوے ہزار بیگہ زمین اور چودہ موضع در ولیت وجہ قلبہ زراعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور ستّرہ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۰ ہزار بیگہ زمین ۳۲۵ خروار اور چار دیہہ و دو قلبہ و یک قطعہ باغ و ۲۳۴۷ عدد روپیہ و یک مہر و ۶۲۰۰ درب ۸۸۰ چرن و ۵۱۲ تولے طلا و نقرہ اور ۵۰۰ ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا و ارباب استحقاق مین مین نے اپنے ہاتھ سے تقسیم کئے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ میں خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اونمیں فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جائے تا کہ ہر آیندہ و مسافر کو فیض ہو اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے - ۱۷ - ذی قعدہ سنہ ۱ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہرون مین مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لئے غلور خانے مرتب ہون تین محل کے لئے یہ حکم پہلے لکھا گیا تہا جنمین سے چہہ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے - اور اب اور چہہ محل کے لئے لکھا گیا شاہ و گدا مین گو کچہہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پہ مہربانی و عنایت کرتا تھا ایک سفر مین دستے لیا ولون ور تواجیون کو حکم دیا کہ سرراہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہیں انکے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کرکے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتھ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے - ہر سال اپنے تلادانون مین جنمین سیم و زر منوزون ہوتا تھا وہ مستحقون

کو تقسیم کر دیتا تھا۔ جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا۔ اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح
مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار تھا۔ اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا۔ سال دوم ہی کے
جلوس میں جو اسکا مباحثہ پنڈتوں سے ہوا اسّے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ
تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تھا۔ سکہ میں کلمہ شہادت کا نقش جمایا۔ اوسنے علما و دانایان
کو حکم دیا کہ مفردات اسماے الٰہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کریں تا کہ اوسکا ورد وہ کیا کرے
ان علما نے پانچ سو بائیس نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دیے جنکا
تھا اور شب جمعہ کو علما و صلحا و درویشوں و گوشہ نشینوں سے صحبت رکھتا تھا
حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوسنے میر عدل و قاضی کو جنپر امور شرعیہ کا
زمین بوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لیے
کہ ایک سیناسی کی صحبت میں بعض مسلمان امیرزادوں نے کفر و زندقہ اختیار کیا
اونمیں سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو دُرّے لگوائے
عبرت ہو۔ اوسنے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانوں کو اوٹھوا دیا اور
بنگ و بوزہ کی فروخت کو بند کرایا۔ توزک میں لکھا ہے کہ ۸ سنہ جلوس میں
رانا شنکر کے دیوہرہ میں میں گیا جو ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوا تھا اور وہاں
کی ایک مورت میں نے دیکھی جسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن سے اوپر سر
اور ہنود کا عقیدہ قصہ یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت میں
نے یہ اقتضا کیا کہ اس صورت میں جلوہ ظہور ہو اس سبب سے اس مورت کو
اور پرستش کرتے تھے میں نے اوسکو توڑ کر تالاب میں ڈلوا دیا بعد اس
کے میں نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہاں آتے تھے جب
حقیقت پوچھی تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک جوگی رہتا ہے
ہیں وہ ایک آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ میں رکھ کر اس آواز نکالتا
ہیں جیسے ان احمقوں کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

مین نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہان سے نکالا - اور اس گنبد
بت کی صورت تھی اوسکو تڑوا ڈلوایا - مین نے تاریخ مین توزک سے نقل کیا
کہ جب جہانگیر کانگڑہ مین گیا ہے تو وہان قاضی و میر عدل مقرر کئے اور جو شعائر
اور شرائط دین محمدی کی ہین اونکی تعمیل کرائی قلعہ مین ایک مسجد عالی بنوائی اور گاے
ذبح کرائی غرض اسلام کی وہ باتین کرائین جو پہلے یہان کبھی نہین ہوئی تھین -
توزک مین بہت سی باتین اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہین -

۲۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ آفتاب برج حمل مین آیا اور اس نوروز جہان افروز مین
اس نیازمند درگاہ الہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور
سال نو بہار اور فرخی سے آغاز ہوا اور اس نیازمند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال
بہار سے آغاز ہوا - امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الہی مین صرف ہو - اور ایک نفس
اوسکی یاد بغیر نہ گذرے - آگے وہ لکھتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالی کی حمایت و حراست ہمہ جا
و ہمہ وقت اس نیازمند کی حافظ و ناصر ہے - غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے
اپنی توزک مین اوسنے لکھے ہین وہ خدا پرستون سے بہت ملتا تھا اور درویشون سے
ایسا اعتقاد رکھتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑھی -

داریم اگرچہ شغل شاہی در پیش
گر شاد شود ز ما دل یک درویش
ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش
آنرا شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ مین ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کین
وہ مسلمانون کو مراسم کفر سے باز رکھتا تھا - راجوری مین جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانون
کو قبر مین مردہ خاوندون کے ساتھ عورتون کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی سے
اور کفار کے ساتھ بیٹیوں کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کرین تو اونکی
سیاست ہو اسکا مفصل بیان ہو چکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور مان ہند تھی اس حساب سے
وہ آدھا ترک اور آدھا ہندو تھا - اپنے باپ کی برابر ہندوؤن پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا تھا

بادشاہ کی ہندوون پر مہربانی اور اونکے تہوار منانا اور اونکو رسومات +

اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے و منصب و جاہ اُنسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اسنے تمام ممالک محروسہ
مین حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے۔ دھرم شاستر کے
موافق ہندو عورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا کسی طرح کا تعرض
ہندؤن کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تہا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے
متھرا کے قریب بندرابن مین گوبند دیو جی کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندؤں کے تہوار مناتا
تھا سنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولہ
سونا چاندی اور ہزار روپئے خیرات کئے۔ دیوالی کو جوا کا دربار ہوتا۔ اور باغ مین گاؤ
آراستہ ہوکر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو
لاتے شوراتری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلاتا
اور اونکو کھلاتا اور اونکے ساتھ کھاتا پیتا دسہرہ کا جشن کرتا سلونو کو راکھی ہاتھ مین بندھواتا
پہلے اس راکھی مین بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب
بادشاہ نے اُسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اپنے جلوس سنہ ۶ مین اوسنے
اپنے باپ کے مقبرہ مین باپ کا سرادہ کیا۔ وہ ہندو جوگیونکے پاس جاتا تہا جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑہو

جہانگیر علم نجوم کا معتقد تہا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تہا وہ کسوف خسوف
سے ڈرتا تہا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف
موقوف نہ ہوتے اُس وقت تک اپنے ہاتھ سے خیرات دیتا اور پُن کرتا
کہ مبادا کوئی بلا سر پہ آجائے بعد اس حادثہ کے ارکین سلطنت اور نجومی مبارکباد
دینے آتے تھے۔ اوسکو یقین تھا کہ کسوف و خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر پڑتا
ہے۔ وہ ایک ہندو جوتکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے
گننے سے بہت سی باتین مہینو اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ خواہ مخواہ اوسکی
طرف بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ مین اوسنے اوسکو
سونے سے تلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھی

توزک مین ساری اُس کی بندشیں گو بیان مفصل لکھی ہین لسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب بازی سے دکھا سکتے ہین اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کیے جاتے ہین - وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا - چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون کی سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن - دوم غلام - سوم منزل - چہارم گھوڑا - گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے کا ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کرین اور پھر اُسی مٹی کو اُس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس ور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود - وہ آفتاب پرست اور آتش پرست نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصر الدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھیڑ کر اوسکی ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک چیز نہین ڈالنی چاہیے اسلئے اونکو پانی مین ڈلوایا - پارسی جشنون کی مراسم پہلے سے چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہین شب برات کو جو زمانہ جاہلیت کی مراسم مین سے مسلمانون مین مروج تھی - اسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا - وہ لکھتا ہے کہ شب چہاردہم شہر شعبان کو شب برات تھی - نور جہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مینے جشن کیا نور جہان نے ایک مجلس مرتب کی جسمین مینے امرا اور مقربون کو بلایا اور اونکو شراب اونکی مرضی کے موافق پلائی اور طرح طرح کے کباب میوے و گزک کھلائی - اطراف تال اور عمارات مین فانوسیں اور چراغ روشن ہوئے - ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا - ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی

توزک جہانگیری کو پڑہیے تو جہانگیر مین ایک عجیب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحانات کی نظر آتی ہے - اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق تھا - جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چاندی سولہ گی تو تہمیز دیتا اور اس پھول کا

مظاہر فطرت و مناظر قدرت سے جہانگیر کی دلچسپی اور اسکا اظہار +

خوب امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون و آبشارون کی حسن و خوبی و شان کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی اپنے بیان مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین وہ تحریر نہ کرتا جن مشہور اضلاع و مقامات مین وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کر لکھتا۔ اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا بیان رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے سوا بابر کے نہیں کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کم ہوتی ہے۔ اوسکی کتاب سے ہندوستان کی گیزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بیجان اشیا کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت اور بصارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ حیوانات و نباتات کی تشریح اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑی غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کرکے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات کے باب مین جو رائے دیتا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین خوب ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا جواہرات کے پرکھنے مین اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نور جہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے لیلے مجنون و شیرین خسرو کا قصہ بنادیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال اس مین مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بےمزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل حال یہ ہے کہ جب جہانگیر کے ساتھ نورجہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے اندر جان و دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک تھی۔ اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب سے اوسکا باپ اعتماد الدولہ کیا دیانتمند وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابو الحسن کیا جان نثار شیاس

خیرخواہ وزیر ہاتھہ آیا۔ نورجہان ہی کی نیک سلیقگی وحسن انتظام وکفایت شعاری کا نتیجہ تھا کہ دربار جہانگیری کی شان وشکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جب سلطنت کے کسی کام مین مشکل گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع وجوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھہ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے نکالا اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھہ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینی کم کردی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نورجہان کے رشک وحسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جسنے بڑے بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوس نے اپنے فرزندون اور باخلاص ہمراہیون کے لئے لکھا ہے کہ وہ اوسکو دستورالعمل بنائیں جسمین بہت سی نصایح و پند معمولی ہیں جو اور پندنامون مین لکھی ہین بعض اون مین کچھہ جدت بھی رکھتے ہین یہ پندنامہ بہت اچھی توزک مین لکھا ہے جسمین سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہین ۔

(۱) دنیا ناپایدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے اسکے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری وبردباری ونکوکاری اختیار کرو (۲) اپنے کہتروں (چھوٹون) کے ساتھہ وہ کام کرو جو اپنے مہترون (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۳) مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو

(۴) باہمہ عیب خویشتن شب وروز ۔۔۔ در تکاپوے عیب احبابی

(۵) ہرچہ برخویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زمانہ برانکس تبرا کند + کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست کہ دولت با ستمگر آشنا نیست (۸) ہرکہ بادشاہ نیست کامگار نیست وہرکرا درم نیست کرم نیست

وہرکرا فرزند نیست دل خوش نیست ہرکرا این سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خورید
وسخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر مخواہید وبرمرگ دختران غم مخورید (۱۱) زن
جوان خواہید وبطمع مال بدام زن پیر میفتید وبر زندگی خود رحم کنید واگر توانید اصلا
بزن نکاح نکنید (۱۲) زیان ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) بسوگند چہ راست وچہ
دروغ مخورید (۱۴) ہرکہ اسراف کند تونگر نشود وہرکہ کم خورد بیمار نشود وہرکہ بردباری
کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار مر سہ گروہ را نشاید آموخت آشناوری در آب بطر را
و در ندگان را صید وشکار وزنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز توان یافت
یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ با سہ چیز جمع نباید حلال
خوردن بحکومت ومہربانی کردن درحال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی -
(۱۸) چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرمابہ بسیار رفتن
سوم طعام چرب شیرین خوردن - چہارم مراد دل زندگانی کردن (۱۹) شش چیز است
کہ دل را سیاہ سازد واندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن ودیر دیر سر
تراشیدن - دوم بخیانت بودن - سوم دروغ بسیار گفتن - چہارم غیبت مردم
کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم درنماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا مین بہی
سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوسکے گرویدہ ہوتے
ہیں اپنے بعد زر وجواہر کے چہوڑ جانے سے کہ وہ گہوڑون پر لدین اور صرف
وارث اونکو اڑائین اتنا خوش نہین ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے
(۲۱) جو آدمی کہ فرزانگی انصاف - رفاہ عام وبہبود انام مین اپنی زندگی بسر کرتا ہے
وہ سدا خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کریں (۲۳)
گو شکاری کیسا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بہی پہ کم ایسا ہوتا ہے -
(۲۴) دشمن کے سامنے جب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ شیر سے شیر لڑ سکتا ہے -
(۲۵) نوجوان میں فیل وشیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر بڑہاپے لومڑی کی سی

سکاری کہان ہوتی ہے +

ہم نے ان دونو توزکون کا بیان اول دیباچہ میں کیا ہے انمین جو جو حالات لکھے ہین اونمیں ایسا اختلاف نہیں ہے جیساکہ رقومات میں اونکی چند

| صیغہ خرچ | چھوٹی توزک | بڑی توزک |
|---|---|---|
| جشن نوروزی | پندرہ کروڑ روپیہ | ساٹھ لاکھ روپیہ |
| تاج | ۲۷۰۰۰۰۰۰ روپیہ | کچھ نہیں لکھا۔ |
| معافی محصولات | ۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا | ۶۰ من سونا |
| آگرہ کے قلعہ کی تعمیر کا خرچ | ۲۶۵۵۰۰۰۰۰ روپیہ | ۳۶ لاکھ |
| راجہ مانسنگہ کے مندر کی لاگت | ۵۴۰۰۰۰۰ روپیہ | اسی ہزار روپیہ۔ |
| پیر دیہہ کی سرائے عرداریہ | ۵۰۰۰۰ روپیہ | ایک لاکھ روپیہ |
| دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد و جنس چھوڑا | ۱۲۰۰۰۰۰۰۰ روپئے | ۲۰۰۰۰ تمن کے جواہر سوا سونے اور |
| داینال پاس جواہر | پانچ کروڑ اشرفی | دو کروڑ اشرفی |
| ہیمو کی کلاہ کے جواہر | ساٹھ لاکھ اشرفی | ۸۰۰۰۰ تمن |

چھوٹی توزک مین لکھا ہی کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھ اونٹ باہر لاکر تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک مین اسکا بیان نہیں چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ مین نے ایک لاکھ اشرفیان بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون میں خیرات کرنے کا حکم دیا۔ بڑی توزک مین بدخشیوں میں روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہیں چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۸۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں بڑی توزک مین بازی گرون کے تماشون کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

توزک مین بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نامین نقل ہوا ہے چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں بڑی توزک مین خوب تفصیل سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے راجہ مان سنگہ کے چچا بھگوانداس کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے ۴۴ صفحہ مین سنہ اول کے واقعات مین لکھ چکے ہین اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہیں ان دونون بیانون مین بڑا فرق ہے

۔ شعبان ۱۱ سنہ جلوس ۱۴ کو راجی و بیجے رام و سیام رام کو [illegible] بد اعمالی کی سزا مین مین نے ہاتھیون کے پاون تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگہ کے چچا بھگوانداس کے بیٹے تھے بڑی توزک مین بھگوانداس کے بیٹے اکھے راج کے بیٹے لکھے ہیں۔ راجی بڑا ہرزہ رائے اور بے صرفہ گو تھا جب الہ آباد مین مہا سنگہ نبیرہ راجہ مان سنگہ کو منصب دو ہزاری ملا تو راجی نے اوچھا پن کیا کہ مہا سنگہ کو بہکایا جسنے [illegible] اودہار آیا۔ اوسکو [illegible] بد اعمالی کی سزا کو پہنچا۔ المجا رام (ابھے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) [illegible] جانے سے غصہ مین آکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین [illegible] کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ [illegible] تھا اوس کو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جاکر اوسکو راجہ مان سنگہ کے سپرد کر دے۔ محمد امین نے یہ سادہ لوحی کی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان نہ ڈالین راہ مین برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی رات کو جب سب سوتے تھے سرائے طائی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور [illegible] پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ ہو آتے ہیں وہان کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈال کر پار جاتا۔ ذرسے توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کر لیا

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوا
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اُسی کو دیدونگا اور اوسکے
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بدطینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا مین نے امیرالامرا
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہندمین راجپوتون کا لشکر گنتی بلیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہئیے امیرالامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہئیے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رہے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہئیے۔ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہنواز تھا ہتیار لگا کے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اونھون نے چاہا کہ لجارام (ابھے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائین مگر ابھی ام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کرا رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمد امین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔امیرالامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہوگئی مین نے
امیرالامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لے کر ان
بدبختون کا کام تمام کر۔امیرالامرا متوجہ ہوا۔لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیرالامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجا کر امیرالامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغاے جنگ بلند ہوا مین شاہ برج کے
مختار جہ سے جو بار عام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہورہی ہے اور بنگش بزار کے
قریب راجپوت شمشیرین اور جمدہر کھینچے ہوئے امیرالامرا پر حملہ کررہے ہین امیرالامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین نیچے اور تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔امیرالامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے۔دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدہر سے مارا گیا۔پھر امیرالامرا

مدد کے لیے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر ملا کچھہ رجپوتون کو قتل
کیا۔ اس اثناء مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جمازہ سوار مسلح و مکمل لے کر
امیر الامرا سے جا کر ملا۔ اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے
ہٹا دیا۔ شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ ہوا
شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھہ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا
میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ مین نے سب اسیرون
کو ہاتھی کے پانون تلے مسلوایا۔ اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا
جہانگیر نے چھوٹی تورک مین باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اوسکا
ترجمہ لکھتے ہین روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۶۰۵ء کو میرا باپ ہمین
شدت مرض مین اپنے عزیزون کی خاطر سے غذا اور میوہ نوشجان کرتا تھا اور بسبب
پیری کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا۔ اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ
اوسکے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اور بسبب لعنت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس
غصہ سے بھی اسیر امراض نے غلبہ کیا۔ بدہضمی بھی ہوئی۔ دن بھر ایک کھیل کا دانہ منہ
مین نہ گیا منگل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح
دی گئی۔ پھر ایک دن بادشاہ حکیم علی سے کچھہ ناراض ہوا۔ حکیم علی نے جواب دیا کہ
مین نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و
پرہیز نہین فرماتے۔ ل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھگون کر حضور کے
روبرو رکھی اور حضور نے اوسکو نوشجان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا
اسہال ہوا۔ حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری مین بادشاہ کو
تربوز کھلا دیا مین نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو
خواہ خود غرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پائمال غضب
نہین کرونگا۔ اگر قضائے الہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

[illegible]

بادشاہ کا ضعف [illegible]

کی تقریب باپ [illegible] بھیج گیا۔ ایک [illegible]

یہ نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آنا [illegible]

لایا کہ دہیں نے اوسی وقت سے باپ کے اس حکم کی اطاعت کری جیا [illegible]

کی۔ ایک دن قلعہ میں اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے سمجھے [illegible]

نے قلعہ کے دروازون کو مستحکم کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین۔ روز پنجشنبہ

۱۵۔ جمادی الآخر کو میں نے اس جماعت کے نفاق و ترس کے سبب قلعہ کا جانا ترک کیا۔

مان سنگھ نے اپنی بےہودہ صلاح سے مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو۔

غرض ارادت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیج دیا۔ قلعہ میں مقرب خان

میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت میں اپنے آرام نہیں کیا [illegible] امرا برگشتہ کو بھی ہم

لایا جب وہ بادشاہی سرکار میں سہ ہزاری تھا تو میں ہرچند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز

مگر وہ نہ لیتا جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو میں نے

باپ کے روبرو منصب ار بنایا وہ مقرب خان تھا اوسکے منصب پر ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ

مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ میں نہیں گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل بھر جاتا

تھا مگر میں آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا لگا کے دم نہ مارتا تھا ؎

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ • اے بسا عیش کہ با بخت خدا داد کنی

عقلائے کاردان مثل میران صدر جہان و میر میران [illegible] قزوینی وخواجہ ویس ہمدانی کو اپنے در

او آزار پر مطلع کرتا او نہون نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری

تسلی و تشفی کے لئے سنایا +

جب میں نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح و مشورے [illegible]

618
136062


رعموں زادہ سے کیا توقع ہوسکتی ہے کی طرف آگیا اور دیوار کھڑی کرلی - ان دنوں میں کشمیر کے
بلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳ - پنجاب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کرکے لاہور روانہ
روپیہ تقسیم کیا - یہاں حضرت شیخ تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا ۱۴ - دوسرے مرتبہ پر چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
خدمت بہت کرتا تھا ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے
ایاقات جو میر ہم کا بیٹے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق ہے کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلان تروں کو دو ہزار روپے سواد ہائے اعظم میں
میں تقسیم کردیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں - ۱۶ - کوپانی پت مستعد جمع ہوگئے
میرے آباے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی - اس سے پہلے
فتح عظیم حاصل ہوئی تھیں ایک بار ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں مرتب
دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں پہنچ کر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا - تو
عجب اتفاق دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا - وہ جمنا سے اترکر خود سپاہیانہ و قزاقانہ ایلغار
کرکے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے - انہیں دنوں میں لاہور سے اسی
مقام و منزل میں عبدالرحیم بھی آیا ہوا تھا - دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہوکر میرا منتظر رہے - وہ گرانبار و
ترسندہ تھا - اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے
خطاب ملک انور اوسکا پایا - ورنہ بدمیں صاحب اختیار ہوا - دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا
اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اکثر وڈیروں اور سوداگروں
کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی - بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ
ہوجاؤ - اوسکے بعد دست اندازوں اور ظالموں کے پیچھے بندگان خدا امین ہوگئے
غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت
کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان